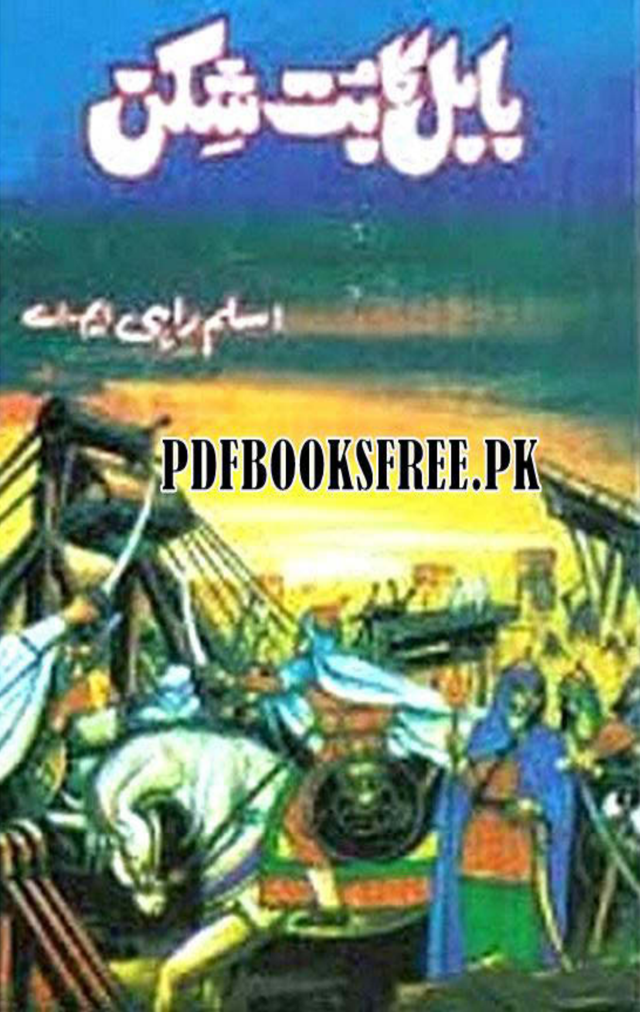

بابل کا بت شکن
اسلم راہی ایم اے
PDFBOOKSFREE.PK

# بابل کا بُت شکنؑ

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش، چوک اردو بازار لاہور

زا حمد) تمہارے پاس نہ آئے گا"

غرض بابل کے اسیر یہودیوں کو ہی نہیں ہر شے کو خاندانِ ابراہیمی کے اس فردِ فریدا ور بستانِ اسماعیلؑ کے اس گلِ خنداں کا انتظار تھا۔ جس کی آمد پہ عرب کی سرزمین جلالِ وحی سے فروزاں ہوئی جس کے طفیل مکہ اور مدینہ طبقات الارض اور علمِ انساب کے ماہرین کی نظروں کا مرکز وآماجگاہ بن گئے۔ جس کی آمد پہ توحیدِ ابراہیمؑ، جمالِ یوسفؑ، معجز طرازیِ موسیٰؑ اور جاں نوازیِ عیسیٰؑ کی تکمیل ہونا تھی۔

مَیں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی ہے کہ سائرس کے سارے چیدہ چیدہ حالات کو اس ناول میں سمیٹ دوں۔ جہاں تک مجھے مواد میسر ہو سکا ہے مَیں نے بابل کے ان اسیر یہودیوں پہ بھی کچھ کہنے کی کوشش کی ہے جنہیں بخت نصر نے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا کر قیدی اور غلام بنا کر بابل شہر میں اسیر کر دیا تھا۔ جو لوگ اس ناول کو یہ سمجھ کر پڑھنا شروع کریں کہ اس میں ہاروت وماروت اور چاہِ بابل کے گرد گھومتی ہوئی کوئی طلسماتی اور فوق الفطرت کہانی ہوگی تو انہیں مایوسی ہوگی۔

کہانی میں ہاروت وماروت اور چاہِ بابل کی تفاصیل ضرور آتی ہیں لیکن مَیں نے ناول کو ان کے گرد کسی فرضی طلسماتی کہانی بنا کر نہیں گھمایا۔ زیرِ نظر ناول کلیتاً تاریخی واقعات کے گرد گھومتا ہے۔ گو کچھ علماء نے سائرس کو قرآنِ پاک کا ذوالقرنین کہا ہے لیکن مَیں نے اس موضوع پر بحث سے بھی پہلوتہی کی ہے۔ اگر مَیں ایسا نہ کرتا تو کہانی میں ایک غیر دلچسپ اُلجھن اور گنجلک پیدا ہو جاتی۔ اصل میں یہ کہانی نبیِ آخر الزماںؐ کی بعثت کے انتظار میں گھومتی ہے۔ تاہم جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے اور آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

اسلم راہی ایم اے



سُورج شفق کے پیچھے سے طلوع ہُوا تھا اور اس کی کرنیں سبزہ زاروں سے فطرت کی سرگوشیاں کرنے لگی تھیں۔ رات کے گہرے اوہام کے ساگر میں ڈوبی کائنات کی ہر شے بیدار ہو گئی تھی اور کراں تا کراں روشنی بکھر گئی تھی۔

ایک نوجوان یونان کے ساموتھریس[1] مندر میں داخل ہُوا اور ایک پجاری کی راہنمائی میں وہ اس طرف بڑھا جہاں مندر کا بڑا کاہن بیٹھا ہُوا تھا۔ وہ نوجوان عمر کے اس حصّے میں تھا جہاں جوانی کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کا رنگ گندمی، آنکھیں بڑی بڑی خدوخال کشادہ تھے۔ اپنے چہرے، جسمانی ساخت اور بلوط کی طرح لمبے قد میں وہ کوئی قدیم دیوتا لگتا تھا۔ اس کا لباس موٹا اور بوسیدہ تھا جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ کاہن کے پاس جا کر وہ نوجوان گھٹنوں کے بل جھکا جیسے سوختنی قربانی دیتے وقت قربانگاہ کے سامنے جھکا جاتا ہے۔

---

۱؎ اسکندرِ اعظم کی ماں اولمپاس شادی سے پہلے اسی مندر میں ایک پجارن تھی۔

سامو تھراس مندر کے اس بڑے پجاری نے چند ثانیوں تک اس نوجوان کی طرف غور سے دیکھا پھر اپنی بھاری اور رُعب دار آواز میں اس نے پوچھا ۔

" تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

وہ جوان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور بڑی انکساری میں اس نے کہا ۔

" مَیں اپنے وطن سے دُور ایک پردیسی ہوں، میرا نام جیرام ہے ۔ میرا تعلق شمالی برفستانوں کے بن قبائل سے ہے ۔ یونان کا ایک یہودی تاجر تجارت اور سوداگری کی غرض سے ہمارے قبائل کی طرف جایا کرتا تھا ۔ میری شجاعت اور میری تیغ زنی سے متاثر ہو کر اس نے مجھے اپنے تجارتی مال کا محافظ مقرر کر لیا اور مَیں اس کے ساتھ گھر گھر گھومنے لگا ۔ بعد میں اسی کے ایما پر مَیں نے یہودیت بھی قبول کر لی ۔ پرائے مقدس پجاری! گزشتہ شب مَیں نے ایک خواب دیکھا ہے ۔ ہولناک اور پُراسرار خواب جس نے میری راحت و اطمینان کا سارا نشہ اُتار دیا ہے ۔ اس خواب کی تعبیر جاننے کی غرض سے مَیں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔"

پجاری ہرماتوس نے کہا ۔ " ذرا اپنا خواب تو کہو ۔"

جیرام سنبھل کر بیٹھ گیا پھر وہ کہہ رہا تھا ۔

" مَیں نے دیکھا پوری کائنات میں گہری، تاریک رات چھائی ہوئی ہے ۔ فضا میں طوفان خیز سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں، آندھی کے ایسے تیز جھکڑ چل رہے ہیں کہ کپڑے پھاڑے دے رہے ہیں ۔ اس ظلمت و تاریکی میں چیخ چیخ کر بھائی بھائی کو، باپ بیٹے کو، ماں بچوں کو اور بیویاں اپنے شوہروں کو پکار رہی ہیں پر کوئی ان کی صدا کا جواب نہیں دیتا مَیں نے دیکھا فضاؤں میں کوڑیالے سانپ اور خونی اژدہے پھنکار رہے تھے ۔ انسانیت اپنی گہری نیند سوئی ہوئی تھی ۔ ہر شے اپنے فاسد تمدن کے سیلاب میں بہہ رہی تھی ۔ ہر طرف خون، ہر سمت اندھیرا، ہر جانب ابلیسوں کا رقص جاری تھا اور بدی کے فرشتے نیکی کے فرشتوں سے برسرِ پیکار تھے ۔

ایسے میں کھجوروں کے جھنڈ کے اندر سے ایک تخت نمودار ہوا ۔ اس تخت کا ایک پایہ فرات کے دہانے، دوسرا نیل کے دہانے، تیسرا دور مشرق میں اور چوتھا مغرب کے



بعد میں تھا ۔ اس تخت پر ایک عظیم و جمیل مرد بزرگ بیٹھا ہوا تھا جس کی پیشانی سے ایسا نور ایسی روشنی پھوٹ رہی تھی جس کی کرنوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اندھیرے میں ڈوبی کائنات کو منور کرنا شروع کر دیا ۔

مَیں نے دیکھا اس بزرگ کے سامنے بعلبک کے ہیکل، بابل کے باغات، نینوا کے عالی شان محل، تدمر کی قدیم عمارتیں اور یروشلم کے معبد سرنگوں ہو گئے فلسفی اپنے تاریک غاروں، مفکر اپنے سرد حجروں اور شاعر اپنی خیالی وادیوں سے نکل کر اس مرد بزرگ کی آواز پر لبیک کہنے لگے ہیں ۔

مَیں نے یہ بھی دیکھا ۔ کلدانیوں کی عظمت، اشوریوں کی شوکت، اسرائیلیوں کا جلال، مصریوں کی ذہانت، ایرانیوں کی سطوت، رومیوں کی قوت، یونانیوں کی معرفت بابلیوں کی عظمت اور فلسطین کے پیغمبروں کی وراثت پر عربوں کی فضیلت غالب آگئی تھی ۔ نیل کے ابوالہول سرنگوں ہونے لگے تھے ۔ بڑے بڑے فرمانرواؤں اور کشور کشاؤں کو مَیں نے دیکھا وہ اپنے سر سے اپنے سنہری تاج اُتار کر اس کے سامنے جھک رہے تھے ۔

جیرام دم لینے کو رُکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا ۔ اور دیکھو مقدس پجاری! ایسا ہوا کہ اس تخت پر بیٹھے مقدس انسان کی پیشانی سے پھوٹنے والی روشنی پھیلنے لگی ۔ اندھیرا اور تاریکی سمٹنے لگے، نور و سعادت کے سرچشموں کے باعث روحانی تشنگی ختم ہونے لگی ۔ کفر و الحاد میں ڈوبا سارا زمانہ جو رات لگ رہا تھا صبح صادق میں بدل گیا پھر مَیں نے دیکھا، اسی روشنی میں ایسے سوار نمودار ہوئے جن کے کپڑوں پر پیوند تھے ۔ جن کے گھوڑے لاغر اور جن کے پاس بوسیدہ زنگ آلود تلواریں تھیں ۔ پر دیکھو مقدس پجاری! ایسا ہوا کہ ان پیوند لگے سواروں کی زنگ آلود تلواریں چمکتی صیقل شدہ تلواروں کو کاٹنے لگیں ۔ ان کے لاغر گھوڑے بڑی عمدہ نسل اور سرکش و طاغی طبع گھوڑوں پر غالب آنے لگے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیوند لگے ان انسانوں نے تخت پر بیٹھے بزرگ کے جلال اور جمال کو چاروں طرف پھیلا دیا جس سے مروجہ مذہبی عقیدوں کی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا ۔ جور و ظلم کی زنجیریں کٹ گئیں ۔ نیکی کے فرشتے بدی کے فرشتوں پر غالب آ

گئے۔ روحیں روحانیت سے سیراب ہوگئیں اور اس تخت پر بیٹھے مقدس بزرگ کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔"

حیرام اپنا سلسلہ کلام ختم کرکے خاموش ہوگیا۔

بوڑھا پجاری ہرمانوس چند ثانیوں تک کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا، پھر اس نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

"تمہارا خواب مذہبی نوعیت کا ہے۔ میں اس سے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا، اس کے لیے تم کسی مذہبی ہیکل، معرفت کی کسی درسگاہ یا حکمت کے عبادت کدوں کا رخ کرو۔ ان بزرگوں کے پاس جاؤ جو الہٰیات کی تعلیم دینے والے ہوں۔ وہی تمہارے اس خواب کی تعبیر بہتر طور پر سنا سکتے ہیں۔ میں اس خواب کی حقیقت کہنے سے قاصر ہوں بہتر ہے تم یروشلم کا رخ کرو۔ وہاں آسمانی کتب اور قدیم صحائف کا علم رکھنے والے کاہن ہیں۔ وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں۔"

حیرام چند ثانیوں تک پجاری ہرمانوس کو مایوسی کے عالم میں دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور مندر سے باہر نکل گیا تھا۔

○

یروشلم جانے کے لیے حیرام ایک روز یردن کی ترائی میں سدوم[1] و عمورہ کے کھنڈرات کے پاس سے گزر رہا تھا کہ یروشلم کی طرف سے اسے ایک غلہ فروشوں کا کارواں آتا دکھائی دیا۔ جب وہ کاروان اس کے نزدیک آیا تو حیرام نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور ہاتھ اٹھا کر اس نے کاروان کے اگلے اونٹ کو رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ اونٹ رک گیا اور اس کے پیچھے اونٹوں کا سارا کاروان بھی رک گیا تھا۔ اپنے گھوڑے کو اور نزدیک لاتے ہوئے حیرام نے اس شتر سوار سے پوچھا۔ "کیا یہی راستہ یروشلم کو جاتا ہے؟"

---

[1] ... ان کی انسانی کے دو شہر جن میں حضرت لوطؑ کی قوم آباد تھی۔ اس قوم نے حضرت لوطؑ [illegible] عذاب نازل ہوا اور یہ دونوں شہر تباہ و برباد ہوگئے



ادھیڑ عمر کے شتر سوار نے جو اس کاروان کا سرخیل لگتا تھا، کہا۔ "یقیناً یہی راستہ یروشلم کی طرف جاتا ہے۔ ہم خود بھی یروشلم سے آرہے ہیں۔ تم اجنبی لگتے ہو۔ کس غرض سے یروشلم کا رخ کررہے ہو۔"

حیرام نے کہا۔ "میں یونان سے آیا ہوں، وہاں میں ایک تاجر کے سامان کا محافظ تھا۔ ایک رات میں نے ایک عجیب اور پراسرار خواب دیکھا، اس کی تعبیر کے لیے میں ساموتھریس مندر کے پجاری کے پاس گیا۔ وہ خواب کی تعبیر بتلانے سے قاصر رہا اور مجھے یروشلم کے کسی کاہن سے ملنے کو کہا۔ لہٰذا میں اسی غرض سے اِدھر آیا ہوں۔"

اس شتر سوار نے پوچھا۔ "کیا وہ ایسا ہی اہم خواب ہے جس کی تعبیر جاننے کو تم نے اس قدر طویل سفر کیا۔ تم مجھے ثابت قدم اور پختہ مزاج کے انسان لگتے ہو۔ لیکن یروشلم جا کر بھی تمہیں مایوسی ہوگی اس لیے کہ یہاں ایک ہی پرانے علوم کا ماہر کاہن تھا، جو پچھلے ہفتے فوت ہوچکا ہے۔ ہم نے پورے پندرہ دن تک یروشلم میں قیام کیا ہے۔ اسے ہماری موجودگی میں دفن کیا گیا ہے۔ یروشلم میں اب کوئی بھی پرانے علوم کا ماہر نہیں ہے۔ اس لیے کہ بابل کے بادشاہ بخت نصر[1] نے صرف ایک نسل قبل یروشلم پر حملہ کیا۔ یہودیوں کا اس نے خوب قتلِ عام کیا اور اٹھارہ ہزار مردوں اور کنواری لڑکیوں کو وہ قیدی بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ ان قیدیوں میں مذہب کے بڑے بڑے عالم بھی تھے۔ اگر تم اپنے کسی پیچیدہ خواب

---

[1] بخت نصر کلدانی نسل سے بابل کے تیسرے خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ اور ملکہ سبا کی نسل سے تھا۔ اس کے دور میں فلسطین کے اندر یہودیوں کی دو سلطنتیں تھیں، اسرائیل اور یہودیہ۔ بخت نصر نے حملہ آور ہوکر دونوں سلطنتوں کو ویران کردیا۔ یہودیہ کے بادشاہ صدقیاہ کو وہ قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ تمام شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو گرا کر پیوندِ خاک کردیا۔ بائبل میں اس کا نام تقریباً ایک سو مرتبہ آیا ہے۔ قرآنِ پاک میں بخت نصر کے متعلق یوں آیا ہے۔ "آخر جب ان میں پہلی سرکشی کا

کی تعبیر چاہتے ہو تو بابل جاؤ۔ ہم سوداگری کی غرض سے اکثر بابل جاتے رہتے ہیں وہاں ایک عمر عالم اور پرانے علوم کا ماہر کاہن ہے۔ بابل میں وہ دریائے فرات کے کنارے کبر کے محلہ میں کبیرے معبد کا کاہن ہے۔ اس کا نام لادکیس ہے۔ اگر چلنا ہو تو آؤ ہمارے ساتھ۔" حیرام چند ثانیوں تک سر جھکائے سوچتا رہا۔ پھر وہ ان کے ساتھ ہو لیا۔

تدمر شہر تک حیرام نے ان غلہ فروشوں کے ساتھ سفر کیا۔ تدمر سے وہ غلہ فروش مشرق کی طرف نینوا شہر کی جانب چلے گئے تھے جب کہ حیرام جنوب مغرب کے رُخ پر بابل شہر کا رُخ کر رہا تھا۔

چند دن کے لگاتار سفر کے بعد حیرام ایک روز دوپہر کے قریب بابل کے مغرب میں ایک کوہستانی سلسلے سے گزر رہا تھا۔ اب اسے اپنے سامنے بابل کی عمارتیں صاف دکھائی دینے لگی تھیں۔ اچانک حیرام نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ کر اسے روک لیا۔ اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی تھی۔ کسی کے گانے کی آواز۔ وہ کھڑا ہو کر غور سے سننے لگا۔ دائیں طرف سے نزدیک ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ اس کے گیت کا مفہوم کچھ ایسا تھا۔

اے تھرتھراتی جھلملاتی روشنیو!
اندھیرے کے دل میں اپنی کرنیں ڈالو اور اسے روشن کر دو۔
زمین بگڑ گئی ہے اور ظلم سے بھر گئی ہے۔
امتوں کی گلہ بانی کرنے والا وہ کب آئے گا۔
چاروں طرف بے گناہوں اور مظلوموں کے آنسوؤں کا سمندر ہے۔
ہم اپنے ناموس و عزّت کے قلعوں کی حفاظت کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) موقع آیا۔ تو اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہارے مقابلے میں ایسے بندے اُٹھائے جو نہایت زور آور تھے۔ وہ تمہارے ملک میں گھس کر پھیل گئے۔ یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہو کر رہنا تھا۔" (۱۷-۵)



اے پہاڑوں سے، چٹانوں، گھنے جنگلوں، میدانوں اور ریت سے بادِ صبا بن کر اڑانے والے خداوند! کب وہ تیرا فرستادہ آئے گا جس کی آمد کا تُو نے وعدہ کر رکھا ہے۔
ٹوٹی گردنوں کو جوڑنے اور خمیدہ سروں کو توقیر بخشنے والا وہ کب آئے گا۔
اگر وہ میری حیات میں آیا تو میں خوش ہوں گا کہ
میں شب کے سالوں کی لمبی مسافتوں کو ختم ہوتے دیکھوں گا۔
تشنہ دہن زمین کو تر اور بے آب چشموں کو جاری ہوتے دیکھوں گا۔
وہ ہماری دعاؤں کا ثمر بن کر آئے گا۔
آسمان کا پیغام بن کر آئے گا۔
اور موت و مصیبت کے سال ختم ہو جائیں گے۔
اگر وہ آنے والا میرے بعد آئے تو اے زمانے!
تُو نرم مٹی میں سوسن و نسرین کے پھولوں کے بیچ مجھے دفن کر دینا۔
تاکہ میرے جسمانی عناصر کا رس چوس کر پودے اُگیں۔
اور ان کے پھول میرے دل کے غم و آلام اپنی خوشبو میں بسا کر اس آنے والے نبی تک پہنچا دیں۔

تھوڑی دیر تک حیرام گانے والے کی آواز اور اس کے گیت میں ڈوبا رہا۔ پھر وہ سنبھلا اور اپنے گھوڑے کو اس نے ایڑ لگا کر آواز کی سمت سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کوہستان کے دامن میں ایک چٹان پر ایک چرواہا بیٹھا تھا اور اس کے سامنے اس کی بکریاں چر رہی تھیں۔

حیرام اس کے نزدیک جا کر رک گیا اور اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا۔ وہ چرواہا بھی چٹان سے نیچے اُتر آیا۔ حیرام نے دیکھا وہ سفید داڑھی والا ایک بوڑھا جو اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ حیرام نے پوچھا۔

"تھوڑی دیر قبل کسی کی آمد کا گیت آپ گا رہے تھے؟"

بوڑھے چرواہے نے نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں ہی گا رہا تھا۔"

حیرام نے پھر پوچھا۔ "یہ کس کی آمد کا گیت تھا؟"

بوڑھے چرواہے نے کہا۔ "اس نبیؐ کی آمد کا، جو کھجوروں کے شہر میں پیدا ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوگا اور خدا کے فرستادوں میں سب سے بزرگ اور برتر ہوگا۔ اس کی آمد کا استقبال کرنے کے لیے بہت سے یہودی[1] چند برس قبل عرب کے شہر یثرب جا کر آباد ہو گئے تھے۔ پرانے صحیفوں اور چمڑے کے اوراق میں درج ہے کہ یثرب اس آنے والے عظیم نبیؐ کا دارالہجرت ہوگا۔ میں اس نبیؐ کی آمد کا انتظار کرتا ہوں اور اسی پر ایمان رکھتا ہوں۔"

حیرام چند ثانیوں تک سر جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور اس چرواہے کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "میرا نام حیرام ہے، میں یونان سے آیا ہوں۔ میں نے ایک عجیب اور پُراسرار مذہبی خواب دیکھا ہے۔ جس کی میں تعبیر چاہتا ہوں۔ نینوا کی طرف جانے والے غلّہ فروشوں نے مجھے بتایا تھا کہ بابل میں کبیر کے معبد کا کاہن لادیص ہے وہ اس خواب کی تعبیر کہہ سکتا ہے۔ کیا آپ میری راہنمائی کر سکیں گے کہ وہ کہاں اور کس طرف رہتا ہے۔"

بوڑھے نے دوپہر کے چمکتے سورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر تم تھوڑی دیر تک رک سکو تو میں خود تمہیں لادیص کے پاس لے جاؤں گا۔ میرا نام حاران ہے اور میں اس معبد کے ہمسائے میں رہتا ہوں جس میں لادیص ہوتا ہے۔"

حیرام نے خوش طبعی سے کہا۔ "میں ضرور تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اتنی

---

[1] یہ لوگ بخت نصر کے دور میں یثرب جا کر آباد ہو گئے۔ یہودیوں کو اس قدر حضور نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار تھا کہ جب اُن کا کوئی بزرگ مرتا تو اپنی اولاد کو نصیحت کرتا کہ اگر تم لوگوں کو خاتم النبیینؐ کا زمانہ نصیب ہو اُن کا اتباع کرنا۔ یہ انتظار اس قدر واضح اور بے تابانہ تھا کہ حضرت ہارونؑ کی اولاد بھی حضورؐ کے انتظار میں یثرب آکر آباد ہو گئی تھی۔





بے شک میرا گھوڑا بھی چر کر پیٹ بھر لے گا اور میں ذرا سستا بھی لوں گا۔"

حیرام نے اپنے گھوڑے سے زین اُتاری، اس کا دھانہ نکال کر وہ اسے کان سے پکڑ کر قریب ہی اس چشمے کے پاس لے گیا جس کا پانی نغمگی کے ساتھ ڈھلان کی طرف بہہ رہا تھا۔ گھوڑے کو پانی پلا کر حیرام نے چرنے کو کھلا چھوڑ دیا۔ خود اس نے چشمے سے منہ ہاتھ دھویا اور سستانے کی خاطر وہیں پتھریلی زمین پر لیٹ گیا تھا۔

سورج جب سہ پہر میں ڈھل گیا تو حیرام اُٹھا اور پتھر پر بیٹھے ہوئے بوڑھے حاران کے پاس آکر پوچھا۔ "کیا اب چلنا نہ چاہیئے؟"

حاران نے کہا۔ "بس اب چلتے ہی ہیں۔"

حیرام اس کے قریب ہی ایک پتھر پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اگر آپ بُرا نہ مانیں تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ کا مذہب کیا ہے۔"

بوڑھے حاران نے ملول سے لہجے میں کہا۔ "میں ان یہودیوں میں سے ایک ہوں جو بابل میں اسیری کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جنہیں بخت نصر مقدس سر زمین فلسطین سے قیدی بنا کر یہاں لے آیا تھا۔"

حیرام نے پوچھا۔ "بخت نصر نے فلسطین پر کیوں حملہ کیا؟"

حاران نے اور زیادہ افسردگی میں کہا۔ "یہ ہم پر خدا کا عذاب تھا جب بنی اسرائیل حضرت یسعیاہؑ اور حضرت یرمیاہؑ نبیوں کی کوشش کے باوجود اپنی بد اخلاقیوں اور بت پرستی سے باز نہ آئے تو بخت نصر عذاب کی صورت میں نازل ہوا، اور اٹھارہ ہزار یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل میں لے آیا جو اس کے ہاتھوں مارے گئے ان کی کوئی گنتی ہی نہ تھی۔ یہودی ابھی تک قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں شہر سے باہر دریائے فرات کے کنارے آباد کیا گیا ہے اور ان سے نہروں کی کھدوائی، معلق باغوں کی باغبانی، اینٹوں کے بھٹوں اور اسفالٹ کی بھٹیوں پر مزدوری کرنے اور گندے نالوں کی صفائی کا کام لیا جاتا ہے۔ گو بخت نصر مر چکا ہے لیکن بابل کا موجودہ بادشاہ نبونید اور اس کا بیٹا بلشصر یہودیوں پر بخت نصر سے بھی زیادہ

مظالم ڈھاتے ہیں ۔ اِن دونوں باپ بیٹے نے بابل میں ایک جاسوسی جماعت کر رکھی ہے ۔ جس کا سربراہ ریموت ہے جو بڑا ظالم اور جابر ہے ۔ ریموت کے سپاہی یہودیوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھتے ہیں ۔ حاران کہتے کہتے خاموش ہو گیا ۔ پھر وہ کھڑا ہوتا ہُوا بولا ۔ " آؤ چلیں "۔

حیرام نے اُٹھ کر اپنے گھوڑے پر زین ڈالی، اتنی دیر تک حاران نے اپنی بکریوں کو ہانک لیا تھا پھر وہ دونوں شہر کی طرف جا رہے تھے ۔

○

حاران کے ساتھ حیرام بابل شہر کی فصیل کے باہر یہودیوں کے محلّے کبیر میں داخل ہُوا ۔ شہر[1] اس قدر بڑا ہو گیا تھا کہ یہودیوں کے علاوہ اور کئی آبادیاں بھی شہر کی فصیل سے باہر بسائی گئی تھیں ۔

یہودیوں کی بستی ہی کا نام کبیر نہ تھا بلکہ وہاں دریائے فرات پر اسمگول نام کا جو پشتہ باندھ کر نہر نکالی گئی تھی اس کا نام بھی نہر کبیر تھا ۔ اس کے علاوہ یہودیوں کی عبادت گاہ کا نام بھی کبیر کا معبد تھا ۔

حاران کی بکریاں آپ ہی آپ ایک مکان میں گھسنے لگی تھیں ۔ حیرام نے دیکھا جس مکان میں بکریاں جا رہی تھیں اس کے سامنے ہی معبد تھا ۔ جس کے سامنے کچھ کھلی زمین پڑی تھی ۔ حاران نے حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

" جہاں بکریاں جا رہی ہیں یہ میرا گھر اور دائیں طرف سامنے کبیر معبد ہے ، اس کے اندر ہی ایک اوطاق میں کاہن لادیس رہتا ہے ۔ تم ذرا رکو میں خود تمہیں اس کے

---

[1] بابل کی آبادی اس دور میں اڑھائی لاکھ تھی ۔ بابل تباہ ہو چکا ہے لیکن اس جگہ آج کل ہلّہ نام کا قصبہ آباد ہے ۔ بابل موجودہ بغداد سے پچپن میل جنوب میں تھا ۔



پاس لے کر چلتا ہوں "۔

حاران اپنے گھر کے دروازے پر گیا اور زور سے پکارتے ہوئے اس نے کہا ۔ " ربقہ ! ربقہ بکریوں کو باندھ لینا میری بیٹی، میں ذرا ایک اجنبی کو کاہن لادیس کے پاس لے جاتا ہوں "۔

حیرام اور حاران دونوں کبیر معبد کی طرف چل دیئے ۔ حیرام نے اپنا گھوڑا باہر باندھا پھر حاران کے ساتھ معبد کے اندر چلا گیا تھا ۔

جب وہ دونوں کاہن لادیس کے اوطاق کے قریب پہنچے تو حیرام نے دیکھا اس اوطاق سے ایک دراز قد اور نوعمر لڑکی نکلی تھی ۔ وہ متحیر و مبہوت کر دینے کی حد تک حسین تھی ۔ اس کے خوبصورت بازو، اس کی چمک دار گردن اور نرم و نازک بال، اس صبح کے شباب اور مرمر کے بُت کو اور زیادہ طلسمی شخصیت بنا رہے تھے ۔ اس کی خوب صورت پنڈلیاں چلتے چلتے کبھی کبھی اس کی عبا سے باہر جھانک کر آگ برسا رہی تھیں ۔

قد و قامت میں قیامت اور اپنے جسمانی ساخت سے طوفان کھڑے کر دینے والی وہ مہتاب پیکر لڑکی ہر قدم پر جادو کھڑا کرتی ہوئی جب نزدیک آئی تو حاران نے شفقت سے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ۔ " راحیل بیٹی ! کدھر آئی تھی تم ؟"

وہ فتنہ گر دوران رُک گئی اور حاران سے کہا ۔ " میں ایک ذاتی کام کے سلسلے میں کاہن لادیس کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی، آپ کہاں جا رہے ہیں ؟"

حاران نے حیرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ " یہ اجنبی دُور دراز کی سرزمین سے آیا ہے اور لادیس سے ملنا چاہتا ہے ۔ میں اسے اس کے پاس لے جا رہا ہوں "۔ اس سحرکار حسینہ نے اپنی چڑھی ہوتی تیوریوں اور اینٹھی ہوئی گردن سے ایک غلط سی نگاہ حیرام پر ڈالی پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی ۔

حیرام اور حاران ایک اوطاق (حجرہ) میں داخل ہوئے، اندر ایک بوڑھا جس کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے ایک چٹائی پر بیٹھا ہُوا تھا ۔ وہ کاہن لادیس تھا ان دونوں نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا ۔ پھر حاران نے حیرام کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے کہا " اس جوان کا نام حیرام ہے۔ اس کا تعلق شمال کے برفانی قبائل میں سے ہے۔ یہ یونان کے ایک یہودی تاجر کا محافظ رہا ہے اور اس دوران یہودیت قبول کر چکا ہے۔ اس نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی آپ سے یہ تعبیر چاہتا ہے۔"

لادیص نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔" تمہارے گھر کے دیگر افراد کہاں ہیں۔"

حیرام نے افسردگی میں کہا" میں اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ میرے باپ کا نام افنان تھا وہ مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا۔"

کاہن لادیص چند ثانیوں تک ہمدردی اور شفقت سے حیرام کو دیکھتا رہا پھر اس نے نرم آواز میں کہا۔" بیٹھ جاؤ اور اپنا خواب کہو۔"

حیرام اور حاران دونوں چٹائی پر بیٹھ گئے پھر حیرام کاہن لادیص سے اپنا خواب کہہ رہا تھا۔

حیرام کاہن لادیص کو اپنا خواب سناتا رہا۔ جب کہ لادیص اس کے سامنے بچوں کی طرح ہچکیوں اور سسکیوں میں رو رو کر آنسو بہاتا رہا۔ جب حیرام اپنا خواب ختم کر چکا تو کاہن لادیص سنبھلا اور آگے بڑھ کر حیرام کی پیشانی اس نے چومتے ہوئے کہا۔" اے نوجوان! تو خوش قسمت ہے جو تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تخت پر بیٹھا جو تو نے بزرگ دیکھا جس کے ماتھے کی پیشانی سے روشنی کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں، یہ وہی نبیؐ ہے جس کی آمد کا وعدہ خدا نے تورات اور دوسرے صحیفوں میں کر رکھا ہے۔

وہ سب سے بزرگ و برتر رسولؐ ہوگا۔ کھجور کے جھنڈ سے مراد شہر یثرب ہے جو اس کا دارالہجرت ہوگا۔ تو نے دیکھا اس کے تخت کا ایک پایہ فرات کے دھانے پر، دوسرا نیل کے دھانے پر، تیسرا دور مشرق میں اور چوتھا مغرب کے بعد میں تھا۔ ان علاقوں میں اس کے ماننے والے چھا جائیں گے۔ تو نے جو پیوند لگے انسان دیکھے وہ اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ بڑے بڑے شہنشاہ ان پیوند لگے انسانوں



ـے سامنے اپنے شہروں کی چابیاں ڈالیں گے۔

ان کی زنگ آلود تلواریں چمکیتی تلواروں کو کاٹیں گی اور ان کے لاغر گھوڑے مضبوط گھوڑوں پر غالب رہیں گے۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو غلام کے مددگار ہوں گے، پابہ زنجیر قیدیوں کو رہا کرائیں گے۔ قوموں اور نسلوں کے کارواں کے کارواں اندھیرے کی غاروں سے نکل کر اُن کی روشنی کی طرف بڑھیں گے۔

وہ پیوند لگے کپڑوں والے جس طرف بھی بڑھیں گے، ظلم کے بوجھ تلے دبی گردنیں سیدھی ہوں گی، ہتھکڑیاں پڑی کلائیاں آزاد ہوں گی۔ بُت ٹوٹ کر گرتے رہیں گے۔ نسلوں اور صدیوں کی آہ و بقا ختم ہو گی، شاہی محلوں، عبادت کدوں، ہیکلوں، معبدوں، سنگاسنوں اور قربان گاہوں میں ایک انقلاب برپا ہو جائیگا۔

کاہن لادیص نڈر کا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ تخت پہ بیٹھے جو بزرگ نبیؐ تم نے دیکھے وہ وہی ہیں جن کی بشارت خدا نے احمدؐ کے نام سے دے رکھی ہے۔ تمہارے خواب میں جو کچھ ہے وہ سب ان کی آمد کے آثار ہیں۔ خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جن کے دَور میں وہ پیدا ہوں گے۔ اگر وہ میری حیات میں آگئے تو قسم مجھے موسٰیؑ و ہارونؑ کے رب کی میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان کے پاؤں دھو کر پیوں گا۔ گو وہ رسولؐ ابھی نہیں آئے پھر بھی قبل از وقت ہی میں اُنؐ پہ ایمان لا چکا ہوں اور اپنے آپ کو اُنؐ کی امّت کا ہی ایک فرد سمجھتا ہوں۔"

بوڑھا لادیص جب خاموش ہوا تو حیرام نے اپنے کپڑوں پر لگے پیوندوں کو چومتے ہوئے کہا۔ اب یہ پیوند لگے کپڑے مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ یہ میرے ایمان کا ایک حصّہ بن کر رہیں گے اور میں انہیں اس آنے والے رسولؐ کی سنت سمجھ کر پہنتا رہوں گا۔ اے مقدس کاہن اور بوڑھے حاران تم دونوں گواہ رہنا میں اس نبیؐ پہ ایمان لاتا ہوں جس کا ظہور کھجوروں کے شہر سے ہوگا اور یثرب جن کا دارالہجرت ہوگا۔ اے کاہن لادیص! میں تمہارے ساتھ یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ ایک روز میں بابل سے اسیر یہودیوں کو رہا کرانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

کاہن لادیس نے دعائیہ انداز میں آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ "اے خدائے عظیم! تو دلوں کے بھید جانتا ہے۔ مَیں خلوصِ دل سے تیرے اس نبیؐ پر ایمان لاتا ہوں۔ جو بیت عتیق (خانہ کعبہ) کے بُت توڑے گا۔"

حالان نے اپنے ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے کہا۔ "مَیں بھی اس آنے والے نبیؐ پر ایمان لایا۔"

حیرام نے کاہن لادیس کی طرف دیکھتے ہوئے پُوچھا۔ "یہ بیت عتیق کیا ہے؟" کاہن لادیس نے کہا۔ "عرب کے ریگستان میں یہ خدا کا پہلا گھر ہے۔ جسے آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ بعد میں ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر اسے دوبارہ تعمیر کیا۔ جب آنے والے پیغمبرؐ آئیں گے تو خدا کے اس گھر میں تین سو پینسٹھ بُت ہوں گے۔ وُہ انہیں توڑ کر خدا کے گھر کو بتوں سے صاف کر دے گا۔"

حیرام نے چھاتی تانتے ہوئے کہا، "مَیں بھی بُت پرستی کے خلاف جہاد کر کے اور تین سو پینسٹھ بُت توڑ کر اپنے آنے والے رسولؐ کی سنت پوری کروں گا۔" لادیس نے پھر کہا۔ "صرف ہم ہی نہیں پُوری یہودی قوم کو اس آنے والے نبیؐ کا انتظار ہے۔ ہائے حیف! بخت نصر نے میری قوم کو روند ڈالا اور قیدی بنا ڈالا اور تابوت سکینہ جس کے باعث میری قوم میں خیر و برکت تھی، ہمیشہ کے لیے کھو گیا۔"

حیرام نے پھر پوچھ لیا۔ "یہ تابوتِ سکینہ کیا تھا۔"

کاہن لادیس نے کہا۔ "یہ ایک بہت بڑا صندوق تھا۔ اس متبرک صندوق میں تورات کا اصل نسخہ، حضرت موسیٰؑ کا عصا اور کپڑوں کے علاوہ حضرت ہارون کے کپڑے بھی اس میں تھے۔ اس کے علاوہ اس صندوق میں عبرت کے طور پر من کا ایک مرتبان بھی تھا تاکہ آنے والی نسلیں اپنے رب کے احسان کو یاد رکھیں۔ اس صندوق میں وہ مقدس تختیاں بھی تھیں جو طُور پر حضرت موسیٰؑ کو اپنے رب کی طرف سے ملی تھیں۔ یہ تابوتِ سکینہ ہیکل سلیمانی میں پڑا رہتا تھا۔ جب بخت نصر نے اِس



ہیکل کو گرا کر پیوندِ زمین کر دیا، تو تابوتِ[1] سکینہ کھو گیا اور آج تک نہیں ملا۔"

حیرام چند ثانیوں تک گردن جُھکائے سوچتا رہا۔ پھر وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور کاہن لادیس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "مَیں اب جاتا ہوں اور اپنے لیے کوئی ٹھکانہ تلاش کرتا ہوں۔ مَیں بابل میں قیام کے دوران یہاں کے بُت توڑ کر ہی اپنے رسولؐ کی سنت کی ابتدا کروں گا۔ اس کے بعد کہیں مستقل قیام کا ارادہ کروں گا۔"

کاہن لادیس چونکا اور فکرمندی سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا "کسی ٹھکانے کی تلاش میں تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا ایک لڑکی ابھی ابھی میرے اوطاق سے نکل کر گئی ہے۔ وہ یعقوب اقلیبی کی اکلوتی بیٹی ہے۔ یعقوب اقلیبی کبیر کے یہودیوں کا چھوٹا رئیس ہے۔ بڑے رئیس کا نام شصر ہے۔ یعقوب اقلیبی صراف ہے اور لوگوں کو سود پر رقوم قرضہ پر دیتا ہے۔ قرض خواہ اکثر اسے قتل کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ اس لیے اس نے اپنی حفاظت کے لیے بابل کے مضافات کی ایک پرانی قوم عامورے سے اپنے لیے چھ محافظ رکھے ہوئے ہیں۔ یعقوب اقلیبی کی بیٹی کا نام راحیل ہے وہ میرے پاس اس غرض سے آئی تھی کہ مَیں کسی ایسے نوجوان کا انتظام کر دوں جو ایک بے مثل تیغ زن اور شجاع ہونے کے ساتھ ساتھ یہودی بھی ہو۔ وہ دونوں ماں بیٹی چاہِ بابل دیکھنا چاہتی ہیں اور اس جوان کو وہ اپنے ساتھ محافظ کے طور پر لے جانا چاہتی ہیں۔ وہ اس کا معقول معاوضہ بھی دیں گی۔ اگر تم اچھے تیغ زن ہو تو مَیں تمہیں حاران کے ساتھ یعقوب کے ہاں بھجوا دیتا ہوں۔ اپنی قسمت آزما دیکھو۔ اگر تمہاری کارکردگی اچھی رہی تو شاید خود یعقوب تمہیں اپنے محافظوں میں شامل کر لے۔"

حیرام نے پوچھا۔ "چاہِ بابل کہاں ہے اور اس کی کیا اہمیّت ہے؟"

---

[1] بعض علماء اور مورخین کا خیال ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش بھی اس صندوق میں تھی۔

لادیس نے کہا۔ "یہ بابل کے جنوب میں چھ میل کی مسافت پر وہی کنواں ہے جس میں خدا نے دو فرشتے ہاروت و ماروت رکھے تھے جو لوگوں کو سحر و طلسم کا علم سکھاتے تھے۔ سنو، راحیل جس قدر خوب صورت اور حسین ہے اسی قدر وہ ضدی، اکھڑ اور اڑیل مزاج ہے۔ بابل کے بڑے بڑے رؤسا اس سے شادی کی خواہش ظاہر کر چکے ہیں لیکن وہ بڑے چڑچڑے پن سے ہر ایک کی خواہش ٹھکرا چکی ہے۔

وہ کوئی عام یہودی لڑکی ہوتی تو اب تک بابل کا کوئی رئیس زادہ اسے زبردستی اٹھا کر لے گیا ہوتا لیکن بابل کے بادشاہ نبونید کی بیٹی شمورہ، راحیل کو پسند کرتی ہے۔ اور اس نے راحیل کو اپنی بہن بنا رکھا ہے اس لیے راحیل کی طرف کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ راحیل ایک روز بابل کا قدیم معبد اساگیلہ کا مندر دیکھنے گئی تھی کہ وہاں اس کی ملاقات بابل کے بادشاہ نبونید کی بیٹی شمورہ سے ہوئی۔ شمورہ کو یہ دراز قد اور خوبصورت لڑکی پسند آئی اور اس نے اسے اپنی بہن بنا لیا۔ بادشاہ کا بیٹا اور شمورہ کا بھائی بلشضر بھی اب راحیل کو اپنی بہن سمجھتا ہے اس لیے یہ لڑکی حسین اور پرکشش ہونے کے باوجود بابل کے وحشی رؤسا کی دست برد سے محفوظ ہے۔ ایک بار راحیل کے ہاں جا کر قسمت آزما دیکھو، اگر تم کامیاب نہ ہو سکے تو میرے پاس لوٹ آنا۔ اس معبد کے دروازے اب تمہارے لیے ہمہ وقت کھلے ہیں، تم ساری عمر اس میں گزار سکتے ہو۔"

حاران نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ وہاں کامیاب نہ ہو سکا تو میں اسے اپنے ہاں رکھنے کو تیار ہوں۔ اگر یہ دو سال میرے ساتھ رہ کر میرا ریوڑ چرائے تو میں اپنی بیٹی رفقہ اس سے بیاہ دوں گا۔"

کاہن لادیس نے کہا۔ "تم پہلے اسے راحیل کے پاس لے جاؤ اور اسے میرا نام لے کر کہو کہ یہ جوان چاہِ بابل کی طرف جانے کے لیے تمہارا محافظ ہوگا۔"

حیرام نے لادیس سے پوچھا۔ "اس آنے والے پیغمبر پر ایمان لانے کے باوجود کیا ہم یہودی ہی کہلائیں گے؟"

لادیس نے کہا۔ "ہاں، ہم اس کی آمد تک یہودی ہی کہلائیں گے پھر اس



کے اقوال کے مطابق عمل کریں گے۔ اب تم حاران کے ساتھ راحیل کے پاس جاؤ۔"

حاران کے ساتھ حیرام معبد سے باہر آیا۔ اپنا گھوڑا کھولا اور دونوں دائیں طرف آگے بڑھنے لگے۔

حیرام، حاران کے پیچھے پیچھے یعقوب کی حویلی میں داخل ہوا۔ وہ چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ ایک مسلح محافظ بھاگتا ہوا ان کی طرف آیا۔ وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ حاران نے اس سے کہا۔ "راحیل بیٹی سے کہو، کاہن لادیس نے ایک یہودی جوان بھیجا ہے جو چاہِ بابل تک اس کے ساتھ محافظ کے طور پر جائے گا۔"

وہ محافظ بھاگتا ہوا حویلی کے اندر چلا گیا۔ جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ یعقوب قلیبی، اس کی بیوی زمران اور ان کی حسین و طلسم ہوش ربا بیٹی راحیل بھی تھی۔ وہ تینوں قریب آئے۔ یعقوب نے ان دونوں سے خوش طبعی کے ساتھ مصافحہ کیا پھر اس نے حیرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "حاران! حاران! کیا اس جوان کو کاہن لادیس نے ہماری طرف بھیجا ہے؟"

حاران نے فخریہ انداز میں حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں اسی جوان کو کاہن لادیس نے بھیجا ہے۔"

یعقوب نے اب حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا نام ہے تمہارا؟"

حیرام جو ٹکٹکی باندھے راحیل کی طرف دیکھ رہا تھا فوراً نگاہیں ہٹاتے ہوئے بولا۔ "حیرام۔"

یعقوب نے پھر پوچھا۔ "باپ کا نام"

حیرام نے بے توجہی سے کہا۔ "اونان"

"تلوار چلانا جانتے ہو؟"

حیرام نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

یعقوب نے پھر پوچھا۔ "یہودی ہو؟"

حیرام نے پھر اثبات میں گردن ہلا دی ۔ یعقوب نے اس بار غور سے حیرام کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا ۔ "تلوار کے فن میں اگر میں تمہارا امتحان لوں تو کیا تم اس کے لیے تیار ہو ؟" حیرام نے اس بار بڑے عزم اور استقلال سے کہا ۔ "میں اس کے لیے ہر وقت ہر جگہ تیار ہوں "۔

یعقوب اپنے قریب کھڑے اپنے ایک محافظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ "کیا اس کے ساتھ تم ابھی اپنے بازو اور تلوار آزمانے کے لیے تیار ہو "۔

حیرام چند ثانیوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا ۔ "اس ایک سے کیا بھڑوں گا اس جیسے چار اور ہوں تو کچھ تیغ زنی بھی ہو ۔ ورنہ یہ اکیلا بچارہ کیا کرے گا "۔

یعقوب نے بھڑک کر کہا ۔ "تم اپنے حواس میں تو ہو ؟ یہ میرے چھ محافظوں میں سے ایک ہے ۔ اس کا تعلق قوم عمور سے ہے اور تم جانو عموری پیدائشی جنگجو اور لڑاکا ہوتے ہیں "۔

حیرام نے لاپرواہی سے کہا ۔ "میں کسی عموری کو نہیں جانتا ۔ اگر تم چاہو تو اپنے سارے محافظوں کو ایک ساتھ میرے سامنے لے آؤ ۔ میں ایک ہی وقت میں ان سب سے مقابلہ کرنا چاہوں گا "۔

پاس کھڑی راحیل نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا ۔ "شاید یہ اپنی زندگی سے تنگ اور بیزار ہے اور اس کا کوئی آگا پیچھا نہیں ، پر ہمیں کیا بابا ! اگر یہ ایک سے زائد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو کرتا پھرے پر اسے بتا دیں اگر یہ ان محافظوں کے ہاتھوں مارا گیا تو ہم اس کے خون کے ذمہ دار نہ ہوں گے "۔

حیرام نے حاران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ "اے میرے محسن گواہ رہنا اگر میں مارا جاؤں تو کسی پہ میرا خون بہا واجب نہ ہوگا "۔ پھر حیرام نے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا ۔ "اگر یہ محافظ میرے ہاتھوں مارے گئے تب ؟"

راحیل حیرام کو کوئی جواب نہ دے سکی اور اپنی شرمندگی چھپانے کی خاطر وہ اپنے



باپ یعقوب کی طرف بے بسی کے عالم میں اور سوالیہ کیفیت میں دیکھنے لگی تھی ۔

یعقوب نے تعجب سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ "تم میرے محافظوں میں سے کم از کم کتنے کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاؤ گے ؟"

حیرام نے کہا ۔ "میری طرف سے سبھی کو لے آؤ ۔ میری ذات پر کوئی اثر نہ پڑیگا "۔

یعقوب نے اپنے قریب کھڑے محافظ سے کہا ۔ "جاؤ اپنے سارے ساتھیوں کو بلا لاؤ ، پر جلدی کرو ۔ سورج غروب ہونے والا ہے ۔ شام سے پہلے پہلے یہ تصفیہ طے ہو جانا چاہیے "۔

اس محافظ نے غصیلے انداز میں حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ "کیوں اپنی موت کے نوشتے پر مہر لگاتے ہو ، مجھ اکیلے سے مقابلہ کر کے دیکھو ، اگر تیغ زنی میں تم نے مجھے مات دے دی تو میں ساری زندگی تمہاری غلامی کرنے کو تیار ہوں "۔

حیرام نے اپنے پیوند لگے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ "بھلے مانس ! میں ایک مفلس و قلاش انسان ہوں ۔ میں تمہیں غلام کیونکر رکھ سکتا ہوں اور پھر آزادی ایسی نعمت ہے جس کی تمہیں قدر کرنی چاہیے ۔ جاؤ اپنے ساتھیوں کو بلا کر لاؤ ۔ انہیں بتاؤ پوری طرح مسلح ہو کر آئیں "۔

وہ عاموری محافظ غصے کی حالت میں مڑا اور یعقوب اقلیبی کی حویلی کے اس طرف چلا گیا جہاں محافظوں کے رہنے کی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں ۔

تھوڑی ہی دیر بعد یعقوب اقلیبی کے چھ عاموری محافظ پوری طرح مسلح ہو کر اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے ۔ یعقوب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ "یہ جوان حاران کے ساتھ تمہارے سامنے کھڑا ہے تم سب کو ایک ساتھ مقابلے کی دعوت دیتا ہے ۔ سنو ! اس تیغ زنی میں کسی کی جان نہ لی جائے گی ۔ جسے بھی تلوار کا زخم آ گیا وہ ہارا ہوا تصور کیا جائے گا "۔

وہ چھ عاموری محافظ اپنی تلواریں سونت کر کھڑے ہو گئے تھے ۔ ان کی ڈھالیں پہلے ہی ان کے پاس تھیں ۔ یعقوب اقلیبی نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"اب تم بھی اپنے ہتھیار سنبھالو تاکہ مقابلے کی ابتدا کی جائے۔"

حیرام نے اپنے آپ کا جائزہ لیا۔ وہ اپنے پیوند لگے لباس کے نیچے پہلے ہی زرہ پہنے ہوئے تھا۔ وہ پیچھے ہٹ کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ زین سے لٹکتا ہوا اپنا آہنی خود اس نے سر پر جمایا، جوشن اور لوہے کے خول اتار کر بازوؤں اور شانوں پر پہنے پھر وہ اپنے ہتھیاروں کا جائزہ لینے لگا۔

اس کے گھوڑے کی زین سے اس کا آہنی گرز، وزنی کلہاڑا، اس کی ڈھال اور اس کا نیزہ لٹک رہے تھے۔ حیرام نے اپنی ڈھال کھول لی۔ جب وہ پیچھے ہٹنے لگا تو حاران اس کے پاس آیا اور سرگوشی میں اس نے کہا۔ "حیرام! حیرام! میں سمجھتا ہوں تم نے یعقوب کے چھ عاموری محافظوں کو ایک ساتھ مقابلے کی دعوت دے کر غلطی کی ہے۔"

حیرام نے بوڑھے حاران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے محسن! آپ فکرمند نہ ہوں۔ ان سب کو میں یعقوب اقلیبی کی حویلی میں خاک آلود کر دوں گا۔"

اپنے گھوڑے کے پاس ہی کھڑے رہ کر حیرام نے ان چھ محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میں تم میں سے کسی ایک کی بھی تلوار سے زخمی ہو گیا تو میں اپنی شکست تسلیم کر لوں گا۔ اسی طرح تم میں سے بھی جو میری تلوار سے زخمی ہو وہ فوراً مقابلے سے ہاتھ کھینچ کر باہر نکل جائے گا۔ اگر تم میں سے کوئی زخمی ہونے کے باوجود مقابلے پر کھڑا رہا تو یاد رکھو میں اس کی گردن کاٹ دوں گا اور اس کے قتل کا مجھ پر کوئی خون بہا نہ ہو گا، یہ بھی جان رکھنا ———"

حیرام کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ یعقوب اقلیبی کی حویلی کے بیرونی دروازے پر ایک بگھی آ کر رُکی تھی۔ حیرام نے دروازے کی طرف جب نگاہیں کیں تو اس نے دیکھا ایک شاہی بگھی دروازے پر آ کر رُکی تھی اور اس میں سے ایک بلند اور سرو قامت لڑکی اتری تھی۔ وہ بابل کے بادشاہ نبونید کی بیٹی شمورہ تھی۔ راحیل کی طرف جانے کے لیے شمورہ جب حیرام کے پاس سے گزری تو اس نے دیکھا وہ اپنے چہرے پر



باریک نقاب اوڑھے ہوئے تھی اور اس کی بھنوؤں کی آرائش ایسی تھی کہ وہ سیاہ کمانیں نظر آتی تھیں۔

راحیل نے آگے بڑھ کر شمورہ کا ہاتھ تھام لیا تھا پھر وہ اسے لے کر ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی اور دونوں رازداری سے گفتگو کرنے لگی تھیں۔ شاید راحیل شمورہ کو اس شروع ہونے والے مقابلے کی تفصیل بتانے لگی تھی۔

حیرام اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے یعقوب اقلیبی کے ان چھ محافظوں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جس طرح شاہین گِدھوں کے سامنے سرگرم پرواز رہتا ہے۔ جس طرح شیر ہاتھیوں کے جھنڈ میں کھڑا ہو کر اپنی خُو نہیں بھولتا، جس طرح تیندوا بھیڑیوں کے اندر اپنی فطری ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایسے ہی حیرام ان کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

اپنی تلوار کا جائزہ لیتے ہوئے حیرام نے دھیمی آواز اور دُعائیہ انداز میں کہا۔ "اے میرے آنے والے رسول احمدؐ کے ربِ عظیم مجھے میرے اس نبیؐ کے طفیل اس امتحان میں ثابت قدم اور سُرخ رُو رکھنا۔"

پھر حیرام نے اپنی بھاری اور چوڑے پھل کی تلوار کو بوسہ دیتے ہوئے اپنی بھاری تحکمانہ آواز میں کہا۔ "آگے بڑھو اور مجھ پر حملہ کرو۔ میں تمہیں پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔"

ان میں سے ایک نے گرج کر کہا۔ "اے نادان! پہلے تو ہم پر حملہ آور ہو کیوں کہ جب ہماری تلواریں تم پر برسیں گی تو تمہیں جارحیت کا کوئی موقع نہ ملے گا۔"

حیرام نے چند ثانیوں تک انہیں غضب کی حالت میں دیکھا۔ پھر اس نے تیندوے کی سی ایک زقند لی اور اپنی پوری جلالی قوت کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا۔ ان سب نے آپس میں گتھ کر حیرام کی تیغِ ستم گر کو روکنا چاہا لیکن حیرام ان کی دائیں جانب سے حملہ آور ہوا اور اس کی تلوار ان میں سے دو کے بازوؤں پہ گہرے زخم لگاتی ہوئی نکل گئی تھی۔ ان دونوں کے بازوؤں سے خون بہہ نکلا اور وہ اپنی تلواریں پھینک

کر ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے اور اپنے زخموں پر پٹیاں باندھنے لگے تھے۔ پھر حیرام حملہ آور ہوتے ہوئے طوفانی شکل اختیار کر گیا تھا۔ حملہ آور ہوتے ہوئے وہ عجیب انداز میں بوکھلا دینے والی وحشیانہ آوازیں نکال رہا تھا اور اس کی یہ آوازیں گویا رعد بن کر گونجنے لگی تھیں۔

ان چار محافظوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اب وہ بھیڑیے کی سی بدخلقی اور زخمی سانپ کی پیچ خوردگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اچانک باری باری دو اور عاموری محافظ زخمی ہو کر لڑائی سے ہاتھ کھینچ گئے۔ ان دونوں کے شانے بُری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ اب مقابلے میں صرف دو محافظ رہ گئے تھے اور ان پر بے دھڑک حملہ آور ہوتے ہوئے حیرام اب اپنی طاقت کا بھرپور مظہر اور ساحرانہ عمل کی ابتدا کر رہا تھا۔ لگتا تھا وہ ابدیت کی کسی کتاب کا کوئی مخفی ورق اُلٹنے کا عہد کر چکا ہو یا وہ اپنے مدِمقابل کے بدنوں کی تہوں تک اُتر جانے کا عزم کر چکا ہو۔

ان دو میں سے ایک کے دائیں بازو پر حیرام کی تلوار اچانک گری اور اسے زخمی کر کے رکھ گئی۔ آخری بچنے والے نے فوراً اپنی تلوار پھینک دی اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر اپنی شکست اور بے بسی کا اظہار کر دیا تھا۔

حیرام نے ان سب کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”مقابلے کے شروع میں تو تم بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے تھے کیا میں نے تم سب کی لومڑی کی سی مکاری کو خرگوش کی بزدلی اور تمہاری سانپ کی سی خباثت کو میں نے خنزیر کی گندگی میں نہیں بدل دیا۔“

حیرام پیچھے ہٹ کر اپنی تلوار صاف کرنے لگا۔ قریب کھڑی ہوئی شمورہ اپنا منہ راحیل کے کان کے قریب لے گئی اور سرگوشی میں اس سے کہا۔ ”یہ نوجوان جس کا نام تم نے حیرام بتایا ہے کیسا دلیر اور شجاع ہے۔ آج سے یہ میری پسند ہے۔ تم اسے کسی دن اساگیلا کے معبد میں لاؤ۔ وہاں میں اس سے تنہائی میں بات کروں گی۔ میں اسے اپنے بھائی سے کہہ کر بابل کے لشکر میں شامل کراؤں گی۔ میں جانتی ہوں یہ اپنی جوانمندی کے باعث جلد ہی ایک خوفناک جرنیل بن جائے گا پھر میں اپنے باپ سے



کہہ کر اس کے ساتھ شادی کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔

سنو راحیل! میں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا جوان نہیں دیکھا جو اس طرح خوفناک جنگ جُو ہو، اسی وجہ سے میں اسے اپنے لیے منتخب کر چکی ہوں۔“

پھر شمورہ راحیل کے پاس سے ہٹی، اپنے حسین چہرے سے اس نے باریک نقاب اُتار دیا اور حیرام کے سامنے آ کر کہا۔ ”اس انوکھی اور اچھوتی کامیابی پر میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔“

حیرام نے ایک سرسری سی نگاہ شمورہ پر ڈالی پھر اس نے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ شمورہ نے اس کا بُرا مانا تاہم اس نے اپنے آپ کو ضبط میں رکھا اور دوبارہ پیچھے ہٹ کر وہ راحیل کے پاس کھڑی ہو گئی تھی۔

یعقوب اقلیبی چند ثانیوں تک اس طرح حیرت سے حیرام کو دیکھتا رہا گویا وہ کوئی مافوق الفطرت انسان ہو۔ پھر وہ آگے بڑھا اور بلا جھجک اس نے حیرام کو گلے لگاتے ہوئے توصیفی انداز میں کہا۔ ”تم جیسا مشاق اور تیز دست تیغ زن میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ یہ تربیت تم نے کہاں سے حاصل کی۔“

حیرام نے کہا۔ ”میرا تعلق ایسے قبائل سے ہے جہاں بچپن ہی میں بچے کے ہاتھ میں تلوار دی جاتی ہے اور اُسے خود شکار کر کے اپنا رزق تلاش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔“

یعقوب اقلیبی نے پھر پوچھا۔ ”تمہارا تعلق کن قبائل سے ہے اور تمہارے قبیلے کے دیگر افراد کہاں رہتے ہیں؟“

حیرام نے کہا۔ ”میرا تعلق انتہائی شمال کے برفانی ہن قبائل سے ہے۔ میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ میں اب اکیلا ہوں، بابل میرے لیے اور میں بابل کے لیے اجنبی ہوں کہ میں پہلی بار اس شہر میں داخل ہوا ہوں۔“

یعقوب نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پھر پوچھا۔ ”جو اکاری زبان تم بول رہے ہو اس کے علاوہ بھی کوئی زبان جانتے ہو؟“

حیرام نے کہا۔ ” اے میرے محترم ! اس سے قبل مَیں یونان کے ایک یہودی تاجر کا محافظ تھا اس کے ساتھ مَیں شہر شہر اور نگر نگر گھومتا رہا ہوں ۔ مَیں آشوری، اکاری آرامی، عبرانی اور اہلِ پارس کی زبان پر بھی عبور رکھتا ہوں “۔

یعقوب نے کہا ۔ ” تمہارا کوئی سامان کہیں رکھا ہو تو لے آؤ ۔ مَیں اپنی حویلی کے اندر ہی تمہاری رہائش کا انتظام کر دیتا ہوں ۔ مَیں تمہیں اپنی بیٹی کا محافظ مقرر کرتا ہوں ۔ صرف کل چاہِ بابل جانے کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ۔ میرے چھ محافظ بھی حویلی کے اندر ہی رہتے ہیں لیکن تمہاری رہائش ان کے ساتھ نہیں ہوگی ۔ تم چونکہ ان سب پر اپنے آپ کو غالب ثابت کر چکے ہو لہٰذا تم حویلی کے اس سکونتی حصے میں رہو گے جس میں ہم رہتے ہیں “۔

راحیل کی ماں زمران جو ابھی تک خاموش کھڑی ہوئی تھی پہلی بار حیرام کو مخاطب کرتی ہوئی بولی ” میرا کوئی بیٹا نہیں، تم ہمارے ساتھ رہو، اس حویلی میں تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہوگی “۔

حیرام کے پاس کھڑا حاران اپنی پریشانی ظاہر کرتا ہوا بولا ۔ ” حیرام کا اس حویلی میں رہنا خطرے اور فساد کا باعث ہوگا ۔ ان چھ عاموری محافظوں کو یہ ہرا چکا ہے یہ اس سے حسد کریں گے اور اس سے انتقام لینے کی کوشش کریں گے “۔

شمورہ پھر قریب ہوئی اور حاران کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا ” جس نے حیرام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اس کی کھال کھنچوا دی جائے گی “۔

ان عاموری محافظوں میں سے ایک نے کہا ” یہ آپ لوگوں کا واہمہ ہے کہ ہم اسے نقصان پہنچائیں گے ۔ ہم اپنے جیسے جنگ جُو انسان کی قدر و توقیر کرتے ہیں ۔ یقیناً یہ ہم سب پر غالب آ چکا ہے ۔ ہم آج کے بعد اسے اپنا بھائی سمجھیں گے “۔

حاران نے پھر یعقوب اقلیبی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ ” کیا آپ اس کی اجازت نہ دیں گے کہ آج کی رات حیرام میرے ہاں مہمان ہو “۔

یعقوب نے کہا ” صرف آج کی رات کے لیے تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے



ہو ۔ کل سے یہ ہماری حویلی میں رہے گا ۔ میری بیوی زمران چونکہ اسے اپنا بیٹا کہہ چکی ہے لہٰذا اب یہ ہمارے گھر کا ہی ایک فرد ہے “۔

یعقوب اقلیبی رکا پھر وہ آگے بڑھا، حیرام کا بازو پکڑ کر وہ ایک طرف لے گیا اور پھر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اس نے کہا ۔

” حیرام ! حیرام ! اب تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہے ۔ راحیل میری اکلوتی بیٹی ہے ۔ اگر تم پسند کرو تو مَیں اسے تم سے بیاہ دوں گا ۔ مَیں چاہتا ہوں تم اس کے محافظ کے ساتھ ساتھ اس کے شوہر بن کر بھی رہو ۔ تم چند یوم اس کے ساتھ رہو اگر تم اسے پسند کرو تو مجھے کہو ۔ مَیں اس کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دے دوں گا وہ بڑی سمجھ دار لڑکی ہے ۔ تمہاری شجاعت کے باعث وہ بھی یقیناً تمہیں پسند کرے گی ۔ بس ذرا یہ خیال رکھنا وہ اکلوتی اور لاڈلی ہونے کی وجہ سے ذرا ضدی اور اکھڑ سی ہے ۔ بابل کے بڑے بڑے رؤسا کی طرف سے مجھے اس کے رشتے کی پیش کش ہو چکی ہے لیکن وہ ہر ایک کو ٹھکرا چکی ہے اس لیے کہ راحیل کسی یہودی سے ہی شادی کرنا چاہتی ہے ۔ اب تم حاران کے ساتھ جاؤ صبح مَیں تمہیں اپنا آدمی بھیج کر بلا لوں گا “۔

حیرام واپس آیا ۔ چُپ چاپ اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی اور حاران کے ساتھ وہ یعقوب کی حویلی سے باہر نکل گیا تھا ۔

سورج اب غروب ہونے کے قریب ہو گیا ۔ بوڑھا حاران حیرام کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہُوا اور صحن میں آ کر اس نے زور زور سے پکارا ” ربقہ ! ربقہ ! کہاں ہو میری بیٹی ! “

مکان کے اندر سے ایک لڑکی بھاگتی ہوئی آئی ۔ وہ ننگے پاؤں تھی ۔ لمبے قد کی وہ ایک حسین لڑکی تھی جو سادہ سستے مگر صاف ستھرے لباس میں گوہرِ تاب دار کی طرح فروزاں تھی حاران کے قریب آ کر وہ رُکی اور حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا ۔ ” اے میرے باپ ! کیا اس مہمان کو آپ معبد میں لے کر گئے تھے “۔

حاران نے کہا۔ "ہاں، یہ دَور اذونین کا اجنبی ہے۔ یعقوب اقلیبی نے اسے اپنی بیٹی راحیل کا محافظ رکھ لیا ہے۔ کل سے یہ ان کے پاس کام شروع کر دے گا۔ آج کی رات یہ ہمارے ہاں مہمان ہوگا۔"

رلقہ نے آگے بڑھ کر حیرام کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا۔ "بابا! مجھے معلوم نہیں مہمان کا نام کیا ہے تاہم آپ اسے اندر لے جائیں میں نے آتش دان میں آگ روشن کر رکھی ہے اور کمرہ خوب گرم ہو رہا ہے۔ میں ان کے گھوڑے کو ریوڑ کے اندر باندھ کر اس کے دانے چارے کا انتظام کرتی ہوں۔"

حاران نے شفقت سے رلقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس کا نام حیرام ہے بیٹی! تم گھوڑا باندھ آؤ پھر کھانے کا انتظام کرو۔ یہ طویل سفر سے آیا ہے۔ اسے کھانے اور آرام کی ضرورت ہے۔"

رلقہ نے چہکتے ہوئے کہا۔ "بابا! مجھے امید تھی آپ مہمان کو گھر ضرور لائیں گے میں بکریوں کا دودھ نکال کر پنیر بنانے کے لیے آگ پر رکھ چکی ہوں۔ میں کھانا تیار کر چکی ہوں۔ گھوڑا ریوڑ کے اندر باندھ کر میں آتی ہوں اور آتش دان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔"

رلقہ حیرام کے گھوڑے کو لے کر اس طرف چلی گئی جہاں ان کا ریوڑ بندھا ہوا تھا۔ حاران، حیرام کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا جو خوب گرم ہو رہا تھا۔ اس میں آتش دان روشن تھا جس کے سامنے چٹائی رکھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں چٹائی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد رلقہ بھی اس کمرے میں داخل ہوئی وہ کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھی۔ پھر وہ تینوں چٹائی پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

○

دوسرے روز جب کہ سورج کی نہری کرنوں نے [illegible] شے کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ حیرام تیار ہو کر اپنے گھوڑے پر زین ڈال رہا تھا۔ اس کے پاس ہی حاران اور رلقہ بکریوں کو دودھ نکال رہے تھے۔ اتنے میں ایک عاموری محافظ وہاں آگیا۔ ان چھ میں سے ایک جن کے ساتھ گزشتہ روز حیرام کا تیغ زنی کا مقابلہ ہوا تھا۔ وہ محافظ باڑے



[illegible] داخل ہوا اور حیرام کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے آقا! رئیس یعقوب نے آپ کو بلایا ہے۔ [illegible] بیوی اور بیٹی چاہِ بابل جانے کے لیے اپنی بگھی میں تیار بیٹھی ہیں۔"

حیرام نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے مجھے آقا کہہ کر کیوں پکارا؟"

[illegible] محافظ نے کہا۔ "آپ چونکہ ہم چھ کو ایک ساتھ نیچا دکھا چکا ہیں۔ اس لیے آپ [illegible] ہیں کہ آپ کو آقا کہہ کر پکارا جائے۔ میرے سب ساتھی بھی آپ کو یوں ہی مخاطب [illegible] کے۔"

حیرام ہلکا سا مسکرا کر رہ گیا پھر اس نے حاران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے [illegible]! میں اب جاتا ہوں۔ یعقوب اقلیبی نے مجھے بلایا ہے۔"

حاران نے دودھ کا برتن ایک طرف رکھ دیا اور اٹھ کر حیرام کے قریب آیا۔ رلقہ [illegible] ام کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ حاران نے بڑی شفقت سے حیرام کو مخاطب کرتے [illegible] جاؤ۔ خدا کرے یعقوب کی حویلی تمہارے لیے خوش کن ثابت ہو۔ گو یعقوب کی [illegible] جو آسائشیں تمہیں میسر ہوں گی میری مہمانداری ان سے کہیں کم تر ہے پھر بھی اگر [illegible] ہمارے ہاں آجایا کرو تو یہ ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا۔"

حیرام نے حاران کے اور قریب ہو کر بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "[illegible] محسن! تم دونوں نے جو میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے ایسا تو آج تک [illegible] کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے دیکھا نہیں رلقہ بیچاری بھاگ بھاگ کر میرے [illegible] رہی۔ رات اس نے میرے لیے سب سے اچھا بستر سب سے صاف ستھرے [illegible] لگایا جس میں گزشتہ سفر کی میری ساری تھکاوٹ جاتی رہی پھر آج صبح اس [illegible] خوشی سے میرے غسل اور میرے کھانے کا انتظام کیا۔ بخدا آپ دونوں باپ [illegible] تعریف ہیں۔ میں الفاظ نہیں رکھتا کہ آپ کا اور رلقہ کا شکریہ ادا کر سکوں۔"

[illegible] حاران کے بجائے رلقہ نے بولتے ہوئے کہا۔ "ہم نے تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں [illegible] اجازت دیں تو میں آپ کے کھانے کے لیے کوئی چیز لے آؤں۔ چاہِ بابل یہاں [illegible] جنوب میں ہے۔ شاید وہ دونوں ماں بیٹی وہاں دیر لگا دیں کیونکہ وہاں چاہِ بابل

دیکھنے والوں کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے اور وہاں مسافروں کے ٹھہرنے کی سراؤں کے علاوہ بابل کے حکمرانوں نے چند ایسے کمرے بنا رکھے ہیں جن کے اندر سابقہ قوموں اور گزشتہ عہد کے تاریخی نوادرات رکھے ہوئے ہیں۔ لوگ انہیں بھی بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ میں خود بھی وہاں تین بار اپنے بابا کے ساتھ جا چکی ہوں۔ ان دونوں ماں بیٹی کے پاس کھانے کی اشیاء ہوں گی پھر بھی اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے گھوڑے کی خرجین میں آپ کے کھانے کے لیے چند چیزیں اپنے پاس سے ڈال دوں۔ میں نے کچھ اشیاء اسی مقصد کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔"

حیرام نے بڑے شوق، بڑی ہمدردی سے ربقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لے آؤ، میں ان کے کھانے کی اشیاء پر تمہاری چیزوں کو ترجیح دوں گا۔"

ربقہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ ہرن کی طرح کانچیں بھرتی ہوئی باڑے سے بھاگ گئی تھی۔

حاران نے حیرام کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔ اے فرزندِ عزیز! تو ایک دُور دراز کی سرزمین سے بابل میں داخل ہوا ہے۔ یقیناً تیرے پاس نقدی کی کمی ہوگی۔ یعقوب اقلیبی تو تیرا معاوضہ شاید بعد میں دے۔ میرے پاس کچھ رقم ہے یہ تم اپنے پاس رکھ لو۔ بُرے وقت میں تمہارے کام آ سکتی ہے۔"

حیرام نے بڑی انکساری سے کہا۔ "نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے" اتنی دیر تک ربقہ وہاں آگئی اور حاران سے پوچھا۔ "کس امر پر بحث ہو رہی ہے بابا!"

حاران نے کہا میں اسے کچھ نقدی دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن یہ انکار کر رہا ہے!

ربقہ نے حیرام کے گھوڑے کی خرجین میں تازہ پنیر جس میں چھلکا اترے بادام ڈلے گئے تھے۔ دُودھ میں ڈبو کر خشک کیے ہوئے انجیر، بکری کی بھُنی ہوئی ثابت ران اور کھانے کی چند اور چیزیں ڈال دیں۔

حیرام نے تعجب سے پوچھا۔ "یہ ران کہاں سے لائے آپ لوگ۔"



ربقہ نے بڑی معصومیت سے کہا۔ "رات جب آپ سو گئے تو میں اور بابا نے ایک میمنہ ذبح کر لیا تھا۔ آپ کی موجودگی میں کرتے تو آپ منع کر دیتے۔"

حیرام ان دونوں کو حیرت و استعجاب سے بس دیکھتا رہ گیا تھا۔ ربقہ نے اس بڑی جرأت اور دلیری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "بابا! نقدی کی جو تھیلی آپ انہیں دینا چاہتے تھے وہ ذرا مجھے دیں۔"

حاران نے فوراً نقدی کی ایک تھیلی ربقہ کو تھما دی۔ ربقہ نے وہ تھیلی بھی خرجین میں ڈال دی اور گہری ہمدردی میں اس نے حیرام سے کہا۔ "اسے میرے اور بابا کی طرف سے قبول کیجیے آپ کا انکار ہماری تکلیف اور دُکھ کا باعث ہوگا۔ حیرام بیچارہ اب بھی کچھ نہ کہہ سکا تھا۔

ربقہ نے بڑے لطف و محبت کی نگاہوں سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "رات بابا نے مجھے آپ کے سارے حالات بتا دیئے تھے۔ یاد رکھیے! اپنے بابا کی طرح میں بھی آنے والے رسولؑ پر ایمان رکھتی ہوں۔ میں جانتی ہوں آپ یہ پیوند لگے کپڑے اپنے رسولؑ کی سنت کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے ما      اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو نئے کپڑے لا دوں۔"

حیرام نے کہا۔ "نہیں، اب انہیں پیوند لگے کپڑوں میں ہی میرا سکون ہے۔ پہلے ان کپڑوں کو میں اپنی غربت اور افلاس کا نشان سمجھتا تھا لیکن کاہن لاویس سے اپنے خواب کی تعبیر سننے اور آنے والے رسول پر ایمان لانے کے بعد اب میں ان پیوند لگے کپڑوں میں اپنے آپ کو دُنیا کا خوش قسمت اور پُرسکون انسان سمجھتا ہوں۔"

ربقہ نے پھر اپنی آواز کے بھرپور ترنم میں پوچھا۔ "بابا کہہ رہے تھے آپ بابل[1] کے بت توڑنا چاہتے ہیں۔ میں اس نیک اور مقدّس کام سے آپ کو منع نہ کروں گی، پر یاد رکھیے یہ ایک مشکل ترین اور خطرناک کام ہے اور اس کے لیے آپ کو انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا ہوگا۔ اگر کسی نے آپ کو دیکھ لیا۔ یا آپ پکڑے گئے تو پھر یاد رکھیے،

---

[1] بابل میں اس قدر بت تھے کہ اس کا نام باب ایل یعنی بتوں کا دروازہ پڑ گیا۔ یہی باب ایل بعد میں بگڑ کر بابل بن گیا۔

یہ ایک مشکل ترین اور خطرناک کام ہے اور اس کے لیے آپ کو انتہائی احتیاط اور بیداری سے کام لینا ہوگا۔ اگر کسی نے آپ کو دیکھ لیا یا آپ پکڑے گئے تو پھر یاد رکھیے اہلِ بابل آپ کو معاف نہ کریں گے۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو اس مہم میں کامیاب و فوزمند رکھے۔"

حیرام نے کہا "میں زیادہ عرصہ بابل میں قیام نہ کروں گا۔ میں یہاں کے بُت توڑنے کے بعد فارس کے بادشاہ سائرس کے لشکر میں شامل ہو جاؤں گا اور اسے بابل پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں گا۔"

رلقہ نے کہا کہ "اگر آپ یہ دونوں کام کرنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ بابل کے بُت شکن ہی نہیں، یہودی قوم کے نجات دہندہ بھی بن کر سامنے آئیں گے۔"

حیرام نے کہا۔ "میں اب جاتا ہوں، وہ لوگ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

حیرام نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی پھر باڑے سے نکل کر گھر سے باہر جا رہا تھا۔ رلقہ اور حاران اسے ہمدردی اور ارادتمندی سے دیکھ رہے تھے۔

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حیرام جب یعقوب اقلیبی کی حویلی کے قریب آیا، تو اس نے دیکھا دو گھوڑوں کی ایک بگھی حویلی سے باہر کھڑی ہوئی تھی اور بگھی کے قریب یعقوب کھڑا تھا۔ شاید وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ یعقوب کے پاس جا کر حیرام اپنے گھوڑے سے اترا۔ راحیل اور زمران دونوں ماں بیٹی بگھی کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں۔ شاید وہ سب حیرام ہی کا انتظار کر رہے تھے۔

یعقوب آگے بڑھتے ہوئے حیرام سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حسین راحیل نے اسے پہلے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "ان پیوند لگے کپڑوں کے علاوہ پہننے کو اور کوئی کپڑا کیا تمہارے پاس نہیں ہے؟ میں بابل کے رئیس یعقوب اقلیبی کی بیٹی ہوں۔ دیکھنے والوں کی نظریں جب تمہارے اِن پیوند لگے کپڑوں پر پڑیں گی تو کیا وہ یہ نہ سوچیں گے کہ اس بوسیدہ انسان کے سوا کوئی اور محافظ انہیں میسر نہ ہوا۔ اگر تم راحیل بنتِ یعقوب کے محافظ بن کر رہنا چاہتے ہو تو اپنے اِن کپڑوں کو بدل لو۔"

حیرام نے غصیلی آواز میں کہا۔ "آپ لوگ مجھے محافظ کی حیثیت سے



لباس نہ رکھیں، میں یہ پیوند لگے کپڑے تو ہرگز نہ بدلوں گا۔ میں اب بابل میں بے آسرا نہیں ہوں، مجھے ایک ٹھکانے کی ضرورت تھی اور وہ حاران مجھے مہیا کر چکا ہے۔ میں اس کے ہاں چند روز سکون سے بسر کر سکتا ہوں۔ اگر تم لوگوں کو میری ضرورت نہیں تو میں جاتا ہوں۔"

حیرام رکاب میں پاؤں رکھ واپس جانے کے لیے اپنا گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا تھا کہ یعقوب اقلیبی نے فوراً آگے بڑھ کر اسے روک لیا اور بڑی شفقت سے کہا۔ "تم واپس نہ جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ کوئی تمہارے کپڑوں پر اعتراض نہیں کر سکتا۔" پھر یعقوب کے اشارے پر سائیس نے بگھی کے گھوڑوں کو ہانک دیا اور حیرام چپ چاپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بگھی کے ساتھ ہو لیا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے بھاگتی ہوئی دو گھوڑوں کی بگھی جنوب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایک چاق و چوبند محافظ کی حیثیت سے حیرام اپنے گھوڑے کو بگھی کے ساتھ ساتھ بھگائے جا رہا تھا۔ بابل کے جنوب میں چھ میل کے فاصلے پر بگھی ایک جگہ سائیں نے روک لی۔ وہاں درختوں کا ایک جھنڈ تھا اور وہاں کئی اور بگھیاں اور گھوڑے بھی کھڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے چند قدم دائیں جانب ایک جگہ لوگوں کا بڑا ہجوم ہو رہا تھا جس میں مرد عورتیں سبھی شامل تھے۔

زمران اور راحیل دونوں ماں بیٹی بگھی سے نیچے اُتر گئیں۔ اس وقت تک حیرام بھی گھوڑے سے اُتر کر اپنے گھوڑے کی باگیں بگھی کے ساتھ باندھ چکا تھا۔ راحیل آہستہ آہستہ حیرام کے قریب آئی اور مصالحت آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے اس نے نرم و ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ "وہ سامنے جہاں لوگوں کا ہجوم ہو رہا ہے وہی چاہِ بابل ہے اور اس کے مغرب میں جو بلند ٹیلے سے نظر آ رہے ہیں۔ یہ اس گنبد کے کھنڈرات ہیں جو طوفانِ نوحؑ کے بعد زندہ بچنے والوں کی اولاد نے یہاں تعمیر کیا تھا۔ آؤ ہمارے ساتھ وہ جگہیں تم نے پہلے نہ دیکھی ہوں گی۔" حیرام چُپ چاپ راحیل اور اس کی ماں کے ساتھ ہو لیا جب کہ سائیس بگھی میں ہی بیٹھا رہا۔

پہلے وہ تینوں چاہ بابل پر آئے حیرام نے دیکھا وہ تین فٹ قطر کا ایک بوسیدہ کنواں تھا۔ لوگ اس میں پتھر پھینکتے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ کنوئیں میں پانی ہے۔ چاہِ بابل سے ہٹ کر وہ نوح علیہ السلام کی اولاد کے بنائے ہوئے گنبد کے کھنڈرات کی طرف چلے گئے۔ کھنڈرات کے اندر وہ کافی دیر تک گھومتے رہے۔ اس دوران زمران علیحدہ ہو کر ایک جگہ بیٹھ گئی تھی شاید یعقوب نے اس سے حیرام اور راحیل کے رشتے کی بات کی تھی، اور وہ ان دونوں سے دُور رہ کر انہیں زیادہ سے زیادہ اکٹھے رہنے اور آپس میں گفتگو کرنے کا موقع دینا چاہتی تھی۔

ایک کھنڈر کے اندر راحیل تھک کر ایک پتھر پہ بیٹھ گئی اور حیرام سے کہا۔
"حیرام! حیرام! میں اب تھک گئی ہوں واپس بگھی میں جا کر کھانا کھانا چاہیے اور پھر فی الفور واپس ہونا چاہیے"۔

حیرام نے کہا۔ "اگر تم بُرا نہ مانو تو ایک بات پوچھوں"۔

راحیل نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "ضرور پوچھو، میں ہرگز بُرا نہ مانوں گی۔ جو کچھ تم نے کہنا ہے بِلا جھجک کہو، میں تم سے ناراض نہیں ہو سکتی"۔

حیرام نے کہا۔ "تم نے دیکھا ہو گا کل مقابلے کے بعد تمہارا بابا مجھے علیحدہ لے گیا تھا۔ خبر ہے اس نے مجھے کیا کہا تھا؟"

راحیل نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "کیا کہا تھا؟"

حیرام نے رُکتے ہوئے کہا۔ "اس نے مجھے تم سے شادی کی پیشکش کی تھی"۔

راحیل نے حیا کے باعث اپنی نگاہیں جھکاتے ہوئے پوچھا۔ "پھر تم نے کیا جواب دیا؟"

حیرام نے کہا۔ "میں نے تو کوئی جواب نہ دیا تھا، کیا تم اس شادی کے لیے تیار ہو؟"

راحیل نے کہا۔ "جس وقت تم نے مقابلہ جیتا تھا، میری ہمدردیاں اُسی وقت تمہارے ساتھ ہو گئی تھیں۔ میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر"۔



حیرام نے پوچھا۔ "کون سی شرط؟"

راحیل نے پُر اُمید نگاہوں سے اور اپنے لہجے کو بدلتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ یہ پیوند لگے کپڑے پہننا ترک کر دیں تو میں بخوشی آپ سے شادی کر لوں گی۔ اس سلسلے میں آپ کا کچھ خرچ بھی نہ ہو گا۔ میں خود آپ کے لیے کم از کم دس نئے جوڑے بنواؤں گی"۔

حیرام نے فوراً کہہ دیا۔ "مجھے افسوس ہے میں یہ پیوند لگے کپڑے ترک نہیں کر سکتا"۔

راحیل نے اُداس لہجے میں کہا۔ "اگر میں آپ سے محبت کا اظہار کروں تو کیا آپ میری محبت کے بدلے بھی ایسے کپڑے پہننا ترک نہ کریں گے"۔

حیرام نے جذباتی سے لہجے میں کہا۔ "راحیل! راحیل! تمہاری محبت تو کچھ بھی نہیں، یہ پیوند تو مجھے اپنی ذات سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ یہ میرے آنے والے رسولؑ اور اس کا اتباع کرنے والوں کی سُنت ہے۔ میں تمہاری محبت ترک کر سکتا ہوں لیکن یہ پیوند لگے کپڑے نہیں"۔

راحیل جھلا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور بے پناہ غصّے کی حالت میں اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے میری توہین کی ہے۔ تم نے میری محبت کو اس قدر ارزاں جانا ہے۔ بابل کے بادشاہ بنونید کی بیٹی شمورہ نے تمہیں پسند کیا تھا اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں شمورہ سے ٹکرا کر بھی تمہیں حاصل کر لوں گی۔ اب میں اپنی محبت ترک کرتی ہوں اور تم سے نفرت کی ابتدا کرتی ہوں ایسی نفرت جس کی تپش میں تم ساری زندگی جلتے بھُنتے رہو گے"۔

راحیل اُٹھ کھڑی ہوئی! غصّہ اپنی ماں کی طرف چل دی۔ حیرام اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اپنی ماں کے پاس آ کر راحیل نے غصّہ ملی جلی آواز میں کہا۔ "اُٹھو ماں! گھر چلیں، میں اس ماحول سے بیزار ہونے لگی ہوں"۔

زمران نے کہا۔ "کیا یہاں کھانا نہ کھایا جائے گا"۔

راحیل نے اور زیادہ خفگی میں کہا۔ "نہیں ماں! اُٹھو چلیں، میں اب یہاں

نہ ٹھہروں گی ۔"

زمران نے اُٹھتے ہوئے دُکھ سے کہا ۔" شاید تم دونوں میں کوئی تلخ کلامی ہو گئی ہے ۔ اگر تمہاری خوشی ہے تو پھر چلو ۔"

تینوں چُپ چاپ اس جگہ آئے جہاں بگھی اور حیرام کا گھوڑا تھے ۔ زمران اور راحیل بگھی میں بیٹھ گئیں ۔ حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا ۔ پھر وہ بجھے بجھے سے واپس جا رہے تھے ۔



یعقوب اقلیبی کے ہاں رہتے ہوئے حیرام کو ایک ماہ ہونے کے قریب تھا ۔ راحیل اپنے باپ اور ماں کی موجودگی میں تو حیرام سے گفتگو کر لیتی تھی لیکن علیحدگی میں وہ حیرام سے مطلب کے علاوہ بات چیت نہ کرتی تھی ۔ تاہم اس نے معبد یا کہیں اور جانا ہوتا تو حیرام اس کے ساتھ ہوا کرتا تھا ۔

ایک روز حیرام یعقوب کے اصطبل سے اپنے گھوڑے پر زین ڈال کر نکلا ۔ گھوڑے پر وہ سوار ہونا چاہتا تھا کہ رُک گیا ۔ حویلی کے اندر سے یعقوب، زمران اور راحیل نکل آئے تھے ۔ یعقوب نے فوراً حیرام سے پُوچھ لیا ۔" اس وقت جب کہ سُورج غروب ہونے کو جا رہا ہے، تم کہاں جا رہے ہو ؟"

حیرام نے کہا ۔" مَیں دریا کے کِنارے کِنارے ذرا اپنے گھوڑے کو دوڑاؤں گا ۔ یہ کئی روز سے اصطبل میں بندھا ہُوا ہے ۔"

اس بار زمران نے کہا ۔" جلدی لوٹ آنا بیٹے ! راحیل کو شمورہ نے بُلایا ہے تم اس کے ساتھ جاؤ گے ۔"

حیرام نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر وہ رکاب میں پاؤں رکھے بغیر ایک زقند لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دوڑاتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

دریائے فرات کی طرف جانے کے بجائے حیرام حاران کے ہاں داخل ہوا۔ وہ سیدھا اس طرف گیا جہاں وہ ریوڑ باندھا کرتے تھے۔ حاران اور ربقہ وہاں اپنی بکریوں کا دودھ نکال رہے تھے۔ حیرام کو دیکھتے ہی ربقہ کھڑی ہو گئی اور حاران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”بابا! بابا! حیرام آئے ہیں۔“

حاران بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک حیرام اپنے گھوڑے سے اُتر کر ان کے قریب آچکا تھا۔ ربقہ نے دودھ کا برتن زمین پر رکھ دیا۔ لپک کر وہ آگے بڑھی اور حیرام سے اس کا گھوڑا لے کر اس نے اصطبل میں باندھ دیا تھا۔ حاران نے شفقت سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو بیٹے! ورنہ میں تو تمہیں تھوڑی دیر تک بلانے جا رہا تھا۔ ربقہ کافی دیر سے میرے پیچھے پڑی تھی، کہ حیرام کو بلا کر لاؤ کہ وہ آج شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھائے۔“

حیرام نے کہا۔ ”ربقہ! ربقہ! پھر جلدی کرو، کھانا تیار کرو، مجھے بھوک لگی ہے۔“ ربقہ نے کہا۔ ”آج آپ دو دن بعد ہماری طرف آئے ہیں۔ کیا آپ اِدھر کا راستہ بھول جاتے ہیں؟“

حیرام نے کہا۔ ”خود ہی آیا ہوں نا، تمہیں بلانے کی زحمت تو نہیں دی“۔

ربقہ نے کہا۔ ”آپ گھبرائیں نہیں کھانا تو تیار ہے۔ چند ہی بکریاں دودھ نکالنے والی رہ گئی ہیں۔“

حیرام نے اس کے قریب پڑا ہوا دودھ کا برتن اُٹھاتے ہوئے کہا۔ ”تم کھانا لگاؤ، میں بابا کے ساتھ دودھ نکال کر آتا ہوں۔“

ربقہ مسکراتی ہوئی باڑے سے باہر نکل گئی۔ حیرام حاران کے ساتھ مل کر بکریوں کا دودھ نکالنے لگا تھا۔

جلد ہی ان دونوں نے دودھ نکال لیا اور ربقہ نے کھانا لگا دیا۔ آتش دان



کے قریب حاران اور ربقہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے بعد حیرام اپنی جگہ سے اُٹھا اور حاران کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ ”میں آج اپنے کام کی ابتدا کر رہا ہوں۔ میرا گھوڑا یہیں رہے گا۔ تھوڑی دیر تک میں آکر لے جاؤں گا۔“

حاران نے فکر مند ہو کر پوچھا۔ ”تم کس کام کی ابتدا کر رہے ہو؟“

حیرام نے کہا۔ ”آج میں اساگیلہ کے معبد میں داخل ہوں گا اور وہاں رکھے بتوں کو توڑ کر اپنے اس رسولؑ کی سنت کا آغاز کروں گا جس پر میرا ایمان ہے اور اپنے رب کے بعد میرے لیے اب وہ سب سے عزیز و اہم ہستی ہیں۔“

حاران نے پریشانی کی حالت میں کہا۔ ”پر تم اساگیلہ کے معبد میں کیسے داخل ہو گے اور اپنا کام کر کے باہر نکلو گے۔ گو معبد کے دروازے وہاں جا کر عبادت کرنے والوں اور سوختنی قربانی کرنے والوں کے لیے دن رات کھلے رہتے ہیں۔ اساگیلہ کے معبد میں داخل ہونا کوئی مسئلہ نہیں لیکن بت توڑ کر وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگنا ناممکن ہے اگر تم جس دروازے سے داخل ہوئے اسی دروازے سے نکلے تو تم یقیناً پکڑے جاؤ گے۔ اس لیے کہ معبد پر ہر وقت مسلح محافظوں کا پہرہ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اساگیلہ کے معبد کا سب سے بڑا پجاری جس کا نام زریہ ہے انتہائی سخت طبیعت انسان ہے اگر تم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو وہ تم سے بدترین سلوک کرے گا۔ پھر اس کے سامنے کسی کی کوئی بات نہیں چلتی اس لیے کہ بابل کا بادشاہ نبو نید بھی اس کی کسی بات کو رد کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ یہ ایک انتہائی دشوار اور خطرناک کام ہے جس کی تم ابتدا کرنے والے ہو۔“

حیرام جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ ربقہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”میں اِس نیک کام سے آپ کو منع تو نہیں کر سکتی پھر بھی میں آپ کو تنبیہ کر دوں گی کہ آپ اپنی مہم میں انتہائی چوکس رہیں۔

اگر آپ نے اساگیلہ میں رکھے بتوں کو توڑ ڈالا تو بابل میں ایک شور اور طوفان اُٹھ کھڑا ہو گا کیونکہ بڑے پجاری زریہ کے حکم پر ہر ماہ ہر قسم کا ایک ایک بت بڑی بڑی رتھوں میں لاد کر بابل شہر کے اندر گھمایا جاتا ہے۔ یہ کام زریہ کے حکم پر

رکیا جاتا ہے - جو بابل کے تریپن بُت کدوں کا سرکردہ اور مہا پُجاری ہے - اِن بتوں کو شہر کے اندر گھمانے کا مقصد لوگوں پر بتوں کا رعب اور ان کی عظمت طاری کرنا ہے کل نیا ماہ شروع ہونے والا ہے اور اس نئے ماہ کی یکم کو وہ بتوں کا جلوس نکالیں گے - اگر آپ نے اساگیلہ میں رکھے بتوں کو توڑ دیا تو زرتیہ بڑا سٹپٹائے گا اس لیے کہ جن بتوں کا جلوس نکالا جاتا ہے وہ سب اساگیلہ کے معبد سے ہی لیے جاتے ہیں - ان کے ٹوٹنے پر زرتیہ جھلائیگا - پہلے کہیں اور سے دوسرے بُت منگوا کر اساگیلہ میں ان کی کمی پوری کرے گا پھر اپنی انتقامی کارروائی کی ابتداء کرے گا - اگر آپ پکڑے نہ گئے اور اپنا کام کر کے واپس لوٹ آئے تو پھر کوئی بھی یہ تلاش نہ کر سکے گا کہ بت کس نے توڑے ہیں"۔

حیرام نے ایک انوکھے عزم و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "ربقہ! ربقہ! ربقہ! تم دیکھو گی میں اپنی مہم میں کامیاب لوٹوں گا - میں اپنے رب اور اپنے رسول آسٹمد کے ناموں سے اس مہم کی ابتداء کر رہا ہوں اور یہ نام میرے لیے برکت اور کامیابی کے ضامن ہوں گے - اگر میں کامیاب رہا تو عہد کرتا ہوں کہ میں جلوس کے روز بھی رتھ پر چڑھ کر ان کے بڑے بُت کو توڑنے کی رسم ادا کروں گا -

میں اب یعقوب اقلیبی کے ہاں اس کی بیٹی کے محافظ کی حیثیت سے بھی خدمت انجام نہ دوں گا - میں بابل کے بُت توڑ کر یہاں سے فارس کے بادشاہ سائرس کی طرف جاؤں گا اور اس کے لشکر میں جا کر اسے بابل پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں گا - اس طرح میں بابل میں تمام اسیر یہودیوں کو آزادی دلانے میں کامیاب ہو جاؤں -"

حاران نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا "اگر آج اساگیلہ کے بُت توڑ کر تم سلامت واپس لوٹ آئے تو میں ربقہ کو تم سے منسوب کر دوں گا اور تم جب چاہو اس سے شادی کر سکو گے"۔

ربقہ بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی، حیرام کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی - پھر وہ کمرے سے نکل کر اصطبل میں آیا - گھوڑے کی زین سے بندھا



ہوا اس نے اپنا بھاری کلہاڑا اور کمند اتار لیے - اپنے آپ کو اس نے مسلح کیا اور حاران کے کمرے سے باہر نکل گیا - ربقہ اور حاران دونوں دروازے پر کھڑے اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے -

اندھیری رات کی خاموشی میں حیرام اساگیلہ کے قلعہ نما معبد کی پشت پر آیا - معبد کی حفاظت پر مامور محافظ معبد کے صرف اگلے حصے میں ہی تھے، پشت ویران اور سنسان پڑی تھی - درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑے ہو کر حیرام نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا - کوئی بھی نہ تھا بس دھواں دھار اندھیرے کے پس پردہ خاموشی ہی خاموشی تھی - حیرام نے اپنے کندھے پر لٹکتی ہوئی کمند سنبھالی اور لہرا کر خوب زور سے معبد کی قلعہ نما دیوار پر پھینکی - پہلی کوشش میں ہی کمند دیوار کے اوپری حصے میں اٹک گئی تھی -

حیرام نے ایک بار پھر اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائی - کمند کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا جائزہ لیا پھر وہ کسی مشاق و ماہر فن کی طرح اساگیلہ کے معبد کی دیوار پر چڑھ رہا تھا - دیوار کے اوپر جا کر وہ پیٹ کے بل لیٹ گیا اور معبد کے اندرونی حصے کا جائزہ لیتا رہا - معبد کے آخر حصوں میں تاریکی تھی - تاہم ایک طرف راہداری روشن ہو رہی تھی - حیرام نے کمند دوسری جگہ پھنسائی اور معبد کے اندر اتر گیا -

اپنے کندھے پر اپنا بھاری کلہاڑا لٹکائے حیرام اس طرف بڑھا جہاں ایک روشن راہداری معبد کے اندرونی حصے کی طرف جا رہی تھی - تھوڑی دور آگے جا کر حیرام ایک تاریک چھت دار اور ستونوں والی راہداری میں داخل ہو گیا جو اس روشن حصے کی اطراف جا رہی تھی -

اس روشن حصے کے قریب جا کر حیرام اچانک رُک گیا - اس نے دیکھا معبد میں ایلیل اور شمورہ داخل ہوئی تھیں - ایک ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو کر حیرام ان دونوں کو غور سے دیکھتا رہا - وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہو گئی تھیں جبکہ کمرے سے نکل کر کچھ لوگ باہر جا رہے تھے -

حیرام سمجھ گیا کہ جہاں وہ دونوں داخل ہوئی ہیں وہیں بُت ہوں گے۔ اس نے عمارت کا ایک جائزہ لیا پھر وہ واپس ہوا اور اندازہ لگا کر اس بڑے کمرے کی پشت پر گیا۔ جس کے اندر راحیل اور شمورہ داخل ہوئی تھیں۔ اس نے دیکھا وہ ایک وسیع کمرہ تھا جس کی ساری کھڑکیاں کھلی تھیں اندر مدھم مدھم اور مُردہ مُردہ سی روشنی ہو رہی تھی اور خوشبودار دھواں پھیلا ہوا تھا۔ کوئی کھٹکا اور آواز پیدا کیے بغیر حیرام کھڑکی کے ذریعے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے کے اندر بلند شہ نشین پر بہت ہی بُت رکھے تھے۔

حیرام نے دیکھا شمال میں سب سے اونچی شہ نشین پر مردک دیوتا کا بُت رکھا تھا یہ دیوتا اہلِ بابل کے ہاں خدا کا درجہ رکھتا تھا۔ مردک کے دائیں طرف رزم و زرخیزی کی دیوی عشتار، پھر رقص کی دیوی ترسکوری، اس کے بعد علمِ الفلاک کی دیوی اور اناپھ عمگین کہانیوں کی دیوی بن اور اس کے بعد موسیقی کی دیوی اوتری کے سفید خوبصورت بُت رکھے ہوئے تھے۔

مردک کے بائیں طرف شمس دیوتا تھا جو پَروں والے شیر پر سوار تھا۔ اس کے بعد ظلم کے دیوتا سین کا بت تھا اور اس کے بائیں طرف۔ تاریکی کے دیوتا نرگل اور آگ کے دیوتا نوسکو کے بُت رکھے تھے۔ اس کے علاوہ بھی وہاں بہت سے بُت تھے جن کے متعلق حیرام کچھ نہ جانتا تھا۔

کھڑکی سے ہٹ کر حیرام دبے پاؤں چلتا ہوا ظلم کے دیوتا نوسکو کے پیچھے جا کر چھپ گیا تھا۔ اب وہ راحیل اور شمورہ کی طرف دیکھنے لگا جو عشتار دیوی کے سامنے کھڑی تھیں۔

پھر اچانک شمورہ کی آواز حیرام کی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ کہہ رہی تھی "اے محبت کی جلیل القدر دیوی عشتار رحم! مجھے میرا محبوب ملا دے، میں اسے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہوں۔ تو اسے میرا بنا دے، میں صبح و شام تیری توصیف کے گیت گاؤں گی۔ تیرے مقدس نام پر نذر چڑھاؤں گی، تیری قربان گاہ پر قربانیاں دوں گی۔ تیرے خزانوں کو پرانی شراب اور خوشبودار تیل سے بھر دوں گی۔ تیرے ہیکل



کے فرش کو میں گلاب و چنبیلی کے پانی سے دھوؤں گی۔ تیرے سامنے عود و لوبان جیسی خوشبوئیں سلگاتی رہوں گی۔

اے معجزات کی دیوی! میرے خیالات کی دنیا مسمار ہونے سے بچا۔ مجھے میرا محبوب ملا دے ورنہ میری رُوح میرے جسم میں گھل جائے گی اور میرے آنسو میری آنکھوں میں آتش ناک ہو جائیں گے۔"

شمورہ کی آواز آنی بند ہو گئی تھی تاہم حیرام نے دیکھا اس کے ہاتھ دُعا کے انداز میں اُٹھے ہوئے تھے اور اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد شمورہ پیچھے ہٹی اور راحیل سے کہا۔ "آج تم حیرام کو ساتھ لے آتی تو میں اساگیلہ کے معبد میں عشتار دیوی کے سامنے کھڑی ہو کر اس سے اپنے دِل کا حال کہتی۔"

راحیل نے کہا۔ "میں نے تمہیں بتایا نا کہ وہ گھر سے گھوڑا دوڑاتے نکلا تھا پھر واپس ہی نہ آیا۔ میں نے بہت انتظار کیا پھر تمہاری طرف چلی آئی۔"

شمورہ نے مسکراتے ہوئے کہا "راحیل! راحیل! تم مجھ سے زیادہ پُرکشش اور خوب صورت ہو کہیں ایسا نہ ہو حیرام تمہاری محبت کا شکار ہو جائے اور میں دیکھتی رہ جاؤں"۔

راحیل نے کہا "اس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا تھا۔"

شمورہ نے چونک کر پوچھا۔ "پھر؟"

راحیل نے کہا۔ "میں نے اس کی محبت کو ٹھکرا دیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا۔"

شمورہ نے راحیل سے لپٹتے ہوئے کہا "تم ایک اچھی اور رحم دل بہن ہو" پھر شمورہ عشتار کے بُت سے ہٹ کر دوسرے بتوں کے سامنے مذہبی رسوم ادا کر رہی تھی جب کہ راحیل یوں ہی بڑے جبر اور تنگ دِلی کی حالت میں اس کا ساتھ دے رہی تھی۔

حیرام نے اپنے کندھے پر سے اپنا کلہاڑا اُتار کر اس پہ گرفت مضبوط کی پھر اس نے بتّوں کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا "تمہاری حالت آج میں بنجر کھیت اور ویران بستیوں جیسی کر دوں گا۔"

پھر اس نے اپنے کلہاڑے کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ "میں اپنے رب اور رسولؐ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں۔ پھر اس نے کلہاڑا لہرایا اور آگ کے دیوتا نوسکو کی پیٹھ پر دے مارا۔ نوسکو دو ٹکڑے ہو کر فرش پر گر گیا۔

راحیل اور شمورہ بدک کر پریشانی سے اس طرف دیکھنے لگی تھیں۔ حیرام کا کلہاڑا پھر اُٹھا اور تاریکی کے دیوتا نرگل اور ظلم کے دیوتا سین کی پیٹھ پہ برس گیا وہ دونوں بھی ٹکڑے ہو کر فرش پر گر گئے۔

بتوں کے اس طرح ٹوٹ کر گرنے کے عمل سے راحیل اور شمورہ ایسی خوفزدہ ہوئیں کہ وہ چیخیں مارتی ہوئی باہر بھاگ گئیں۔ حیرام اور تیزی سے حرکت میں آیا۔ شمس دیوتا جو شیر پر سوار تھا اور مردک جو دیوتاؤں کا دیوتا اور اہلِ بابل کا خدا جانا جاتا تھا ایک ایک طوفانی ضرب میں ہی کئی کئی ٹکڑے ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد حیرام نے سب دیویوں کے بت بھی توڑ ڈالے اور کھڑکی سے باہر پھلانگ گیا۔

راحیل اور شمورہ چیختی ہوئی جب باہر نکلیں اور اُنھوں نے بت ٹوٹ کر گرنے کا المیہ بیان کیا تو معبد میں ایک شور سا اُٹھ کھڑا ہوا۔ ڈر اور خوف کے مارے کوئی بھی بتوں کے کمرے کی طرف نہ جا رہا تھا۔ باہر کھڑے ہو کر پہرہ دینے والے محافظ اندر آ جمع ہوئے تھے پھر بابل کے سب سے بڑے پجاری زرریہ کو بلایا گیا اور وہ چند محافظوں کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا اور بتوں کے ٹکڑے دیکھ کر وہ پریشان اور مایوس ہو گیا اور گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ "آہ! بابل پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ بتوں کا یوں گرنا وقت کے کسی انقلاب اور کائنات کے کسی ہیجان کی دلالت کرتا ہے۔"

پھر زرریہ سر جھکائے مایوس و نامراد سا باہر نکل گیا۔

حیرام اندھیرے کی آڑ لے کر بھاگتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اس کی کمند لٹک رہی



تھی۔ وہاں کھڑے ہو کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ معبد میں شور ضرور مچ گیا تھا لیکن ... آس پاس کوئی نہ تھا۔ کمند سنبھال وہ تیزی سے دیوار پر چڑھ گیا تھا۔ اب باہر ... کوئی پہرے دار نظر نہ آ رہا تھا کیونکہ وہ سب معبد کے اندر چلے گئے تھے۔ ویسے بھی ... کی پشت پر تھا جہاں پہلے بھی کوئی محافظ نہ تھا

کمند دوسری جگہ لگا کر وہ نیچے اُترا۔ کلہاڑا خوب صاف کر کے اس نے اپنے ... پر رکھا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا وہ کمان گروں کے بازار میں داخل ہو گیا۔ ... سے اس نے ایک کمان اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش خریدا اور معبد کبیر کی طرف چل ... پہلے اس نے کاہن لاولیس سے اپنی ساری کارگزاری جا کر بیان کی پھر وہ حاران ... کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ حاران کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ جب ... ازہ کھُلا تو حاران اور ربقہ دونوں باپ بیٹی اس کے سامنے کھڑے تھے۔ حیرام اندر داخل ہوا۔ حاران نے دروازہ بند کرنے کے بعد پوچھا۔ "تمہاری مہم کا کیا ہوا؟"

حیرام نے کہا۔ "میں اساگیلہ کے معبد میں رکھے سارے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ... آیا ہوں۔ معبد سے جس وقت میں نکلا تو وہاں شور اور بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔"

ربقہ نے مسکراتے ہوئے حیرام سے پوچھا۔ "آپ معبد میں داخل کس طرح ہوئے؟"

حیرام نے اپنا کلہاڑا کندھے سے اُتار کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔ "میں کمند ... ذریعے اساگیلہ کی پشت کی طرف سے اندر داخل ہوا تھا اور اس راستے سے باہر ... یا۔" پھر حیرام پشت پر بندھے ترکش اور کندھے سے لٹکتی کمان کی طرف اشارہ ... رتے ہوئے کہا اور آتی دفعہ میں یہ کمان اور تیروں سے بھرا ترکش بھی خرید لایا ہوں۔"

حاران نے پیار سے حیرام کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اے بابل ... بت شکن! آج اور ابھی سے میں نے ربقہ کو تم سے منسوب کیا۔ اب تم جب چاہو ... سے شادی کر کے اسے اپنی بیوی بنا سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ مجھے تم ... سے بیٹے پر فخر و ناز ہوگا۔"

جیسے بیٹے پر فخر و ناز ہوگا۔"

اس بار ربقہ وہاں سے بھاگی نہیں بلکہ وہیں حیرام کے پہلو میں کھڑی رہی' تاہم حیا سے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ حاران نے کہا۔ "آؤ آتش دان کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔ باہر اب سردی ہوگئی ہے۔"

وہ کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ بیرونی دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی۔ حاران اور ربقہ گھبرا گئے اور خوفزدہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انہیں شبہ ہوگیا تھا کہ کوئی حیرام کا پیچھا کرتا ہوا اس طرف آگیا ہے۔ جلد ہی حاران سنبھل گیا اور کہا۔ "تم دونوں آتش دان کے پاس بیٹھو میں دیکھتا ہوں کس نے دستک دی ہے؟"

حیرام نے ترکش اور کمان آتش دان کے پاس رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ بلاجھجک ہوکر دروازہ کھولیں۔ نہ کسی نے مجھے توڑتے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی نے میرا پیچھا کیا ہے۔ یہ یعقوب اقلیمی ہوگا اور میرا پوچھنے آیا ہوگا۔"

ربقہ نے کہا۔ "یعقوب اقلیمی تو ایک بار پہلے بھی یہاں آیا تھا۔ وہ آپ کا پوچھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا' راحیل نے شمورہ کے پاس جانا ہے لہذا حیرام کی ضرورت ہے۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ حیرام یہاں آئے تھے۔ ان کا گھوڑا نہیں ہے اور خود وہ بازار کی طرف گئے ہیں۔"

حیرام نے توصیفی انداز میں ربقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے بالکل ٹھیک جواب دیا' تو پھر دروازے پر راحیل دستک دے رہی ہوگی۔ کیونکہ وہ بھی شمورہ کے ساتھ اساگیلہ کے معبد میں گئی تھی۔ جب میں نے بت توڑے تو ڈر کے مارے دونوں باہر بھاگ گئی تھیں۔ تاہم ان دونوں نے مجھے دیکھا نہیں۔ اب وہ واپس جاتے ہوئے میرا پوچھنے آئی ہوگی۔"

حاران [illegible] سے باہر نکل گیا۔ حیرام اور ربقہ سکون سے آتش دان کے پاس بیٹھے [illegible] تھے۔



تھوڑی دیر بعد حاران دوبارہ کمرے میں داخل ہوا' اس کے ساتھ راحیل بھی تھی۔ حیرام کو ربقہ کے ساتھ آتش دان کے پاس بیٹھے دیکھ کر راحیل کے چہرے پر ناراضگی اور خفگی کے آثار نمودار ہوئے اور اس نے سخت لہجے میں حیرام کو مخاطب کرکے کہا۔ "تمہیں کہا گیا تھا کہ میں نے شمورہ کے پاس جانا ہے' جلدی لوٹنا اس کے باوجود تم نہیں آئے کیا یہ اپنے فرائض سے سراسر روگردانی نہیں' کہاں چلے گئے تھے تم؟"

حیرام نے قریب رکھے ہوئے ترکش اور کمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں یہ ترکش اور کمان خریدنے بازار گیا تھا۔"

راحیل نے ڈانٹنے کے انداز میں کہا۔ "یہ چیزیں تو تم میرے ساتھ جاکر بھی خرید سکتے تھے۔"

حاران نے پہلی بار مداخلت کی اور راحیل کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "راحیل! راحیل! میں اپنی بیٹی ربقہ کو حیرام سے منسوب کرچکا ہوں۔ اس کے ساتھ اب یوں سخت لہجے میں گفتگو نہ کرنا اب یہ اس گھر کا ایک فرد ہے۔"

حاران کے اس انکشاف پر راحیل کا چہرہ سرسوں کے پھول ہوکر رہ گیا۔ یہ انکشاف شاید اس پر بجلی بن کر گر گیا تھا۔ چند لمحوں تک غم اور دکھ میں اس کی گردن جھکی رہی۔ پھر اس نے اپنا انداز گفتگو اور مخاطب کرنے کا انداز بدلتے ہوئے کہا۔ "اٹھیے میرے ساتھ چلیے۔"

حیرام نے اس کی طرف دیکھتے بغیر کہا۔ "تم جاؤ۔ میں اب وہاں نہ جاؤں گا نہ ہی اب میں تمہارے محافظ کی حیثیت سے کام کروں گا۔ یہ پیوند لگے کپڑوں والا انسان اب تم لوگوں کے کام کا نہیں رہا۔"

راحیل کی حالت ابتر ہوگئی تھی۔ اس کے چہرے پر غم اور مایوسی کا ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ پھر وہ واپس مڑی اور بوجھل قدموں سے باہر نکل گئی تھی۔

راحیل کی گھوڑی اس کی حویلی کے اصطبل کے سامنے رکی اور وہ نیچے اتر کر افسردہ افسردہ سی سکونتی حصے کی طرف بڑھ [illegible] ماں زمران آتش دان کے پاس بیٹھی شاید اس کا انتظار کررہی تھی۔ وہ اندر [illegible]

ے گولے بنا رہی تھی۔

راحیل جب اس کے قریب آکر بیٹھ گئی تو اس نے اٹیرن رکھ دیا اور غور سے راحیل کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے اپنی پوری مادرانہ شفقت میں پوچھا۔ "اے بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ تو کیوں افسردہ، اُداس، غمگین اور بوجھل دل ہے۔ میں دیکھتی ہوں تو اس پھول کی طرح مُرجھائی ہوئی ہے جو پانی سے محروم ہو۔"

راحیل کی گردن جھک گئی وہ کوئی جواب نہ دے سکی اور بے بسی کے عالم میں اپنے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔ زمران نے پھر پوچھا "کیا تجھے کہیں حیرام نہیں ملا۔"

راحیل نے آہستہ آہستہ اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور زمران کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "ملا ہے ماں! وہ حاران کے گھر ہے۔ حاران نے اپنی بیٹی رلقہ کو اس سے منسوب کر دیا ہے۔ اس نے میرے محافظ کی حیثیت سے بھی کام کرنا ترک کر دیا ہے۔"

زمران نے نصیحت کرنے کے انداز میں کہا۔ "تو پھر اس میں غمگین اور افسردہ ہونے کی کیا بات ہے۔ تم تو حیرام سے نفرت کرتی تھیں، اچھا ہوا وہ چلا گیا۔ وہ تمہارے ساتھ رہتے ہوئے اب ویسے بھی بوریت محسوس کرنے لگا تھا۔"

اچانک راحیل نے اپنے آپ کو اپنی ماں زمران کی گود میں گرا دیا اور سسکتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ "میں نے اپنے آپ کو دھوکا دیا تھا ماں! میں نے انتہائی کوشش کی کہ اس سے نفرت کروں مگر میں ایسا نہیں کر سکی۔ اس کی محبت میرے جسم کی نسوں اور میری ہڈیوں کے گودے میں اُتر چکی ہے۔ اس سے علیحدگی کا تصور میرے دل میں زہریلے بچھو کی طرح ڈنگ مارنے لگتا ہے۔ ماں! ماں! میرے لیے وہ ایسے ہی ہیں جیسے پھول کے لیے اس کی خوشبو جیسے شہد کے لیے اس کی مٹھاس۔"

زمران نے پیار سے راحیل کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "اے میری بیٹی! میں نے تو تجھے اس کے ساتھ علیحدگی کے کئی مواقع فراہم کیے، اس نیت کے تحت کہ شاید تو اس کے ساتھ اپنی رُوح کی مفاہمت پیدا کر سکے، لیکن تُو نے اس سے



نفرت کا اظہار کیا۔ اگر اس نے اپنے پیوند لگے کپڑوں کو تمہاری محبت پر فوقیت دے دی تھی تو کیا ہُوا، وہ جری اور جفاکش ہے۔ پیوند لگے کپڑے پہننا ہی اس کی ایک خوبی ہے کہ وہ سادگی پسند ہے۔ جس آنے والے رسولؐ پر وہ ایمان رکھتا ہے اس کے متعلق کاہن لاذیص نے اسے بتایا تھا کہ وہ رسولؐ اور اسؐ کے پیروکار پیوند لگے کپڑے پہننے والے ہوں گے لیکن بڑے بڑے شہنشاہوں، بڑے بڑے سرکش اور طاغی طبع فرمانرواں کو اپنے اخلاق اور اپنی سادگی کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس لیے حیرام اپنے پیوند لگے کپڑوں کو بہت اہمیت دیتا ہے۔

اے میری بیٹی! کاش تو اس سے نفرت نہ کرتی تو وہ تجھے بے مثل محبت دیتا۔ اس نے تم سے چاہت کا اظہار بھی کیا لیکن تُو نے اُسے اہمیت نہ دی۔ اب جبکہ حاران اسے رلقہ سے منسوب کر چکا ہے، اب کیا ہو سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد زمران نے راحیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہُوئے کہا۔ "اے میری بچّی! اگر ایک بات پر تُو رضامندی کا اظہار کرے تو تیری یہ ساری تکلیفیں کٹ سکتی ہیں۔"

راحیل نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا اور بھیگی پلکوں سے اپنی ماں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کس بات کی رضامندی کروں ماں!"

زمران نے سوچنے کے انداز میں کہا۔ "اب جب کہ حاران اپنی بیٹی رلقہ کو حیرام سے منسوب کر چکا ہے اس موقع پر رلقہ کو علیحدہ کرنا ظلم ہے۔ تم جانتی ہو رلقہ بھی انتہائی خوب صُورت ہے اور حیرام نے ضرور اس سے پسندیدگی کا اظہار کیا ہوگا۔ حاران ایک غریب اور نیک انسان ہے اور پھر سب سے بڑھ کر وہ ہمارا ہم قوم یہودی ہے۔ اس لیے میں ایسی کوئی بات نہ کروں گی جو حاران اور اس کی بیٹی رلقہ کے خلاف ہو۔ اگر تم پسند کرو کہ حیرام رلقہ کے علاوہ تم سے بھی شادی کر لے تو کہو، میں حیرام، حاران اور رلقہ تینوں کو اس پر رضامند کرنے کی کوشش کروں گی۔"

راحیل کے چہرے پر سکون کی لہریں بکھر گئیں اور اس نے اپنی بھیگی پلکیں

صاف کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس پر رضامند ہوں ماں! میں ربقہ کو اپنی بہن کی طرح چاہوں گی ـــــــ"

راحیل کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ کمرے میں اس کا باپ یعقوب اقلیبی داخل ہُوا تھا۔ راحیل فوراً سنبھل کر بیٹھ گئی اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کہاں گئے ہوئے تھے بابا!"

یعقوب ان دونوں کے قریب بیٹھتا ہُوا بولا۔ "میں کاہن لادیص کے پاس گیا تھا۔ یہ دیکھنے کہ شاید حیرام وہاں ہو۔ لیکن لادیص نے مجھ سے ایسی باتیں کہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بابل میں حیرام کی زندگی کو اب خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔"

راحیل نے چونک کر پوچھا۔ "کیا ہُوا حیرام کو؟"

یعقوب نے اُداس لہجے میں کہا۔ "میرے وہاں پہنچنے سے تھوڑی دیر قبل ہی حیرام وہاں سے اُٹھ کر حاران کے گھر گیا تھا۔ لادیص نے مجھے بتایا ہے کہ حیرام آج ـــــ"

یعقوب کہتے کہتے رُک گیا اور زمران سے کہا۔ "اچھا رہنے دو۔ میں یہ بات پھر کسی وقت تم سے کہہ دوں گا۔ راحیل حیرام سے نفرت کرتی ہے۔ اگر اس کے سامنے میں نے یہ انکشاف کیا تو یہ کسی اور سے فوراً کہہ دے گی اور حیرام کو بابل کے بڑے پُجاری زربیہ کے حکم پر پکڑ کر کسی چوراہے پر مصلوب کر دیا جائے گا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں اس جفاکش جوان کو پسند کرتا ہوں کاش راحیل اس سے نفرت کا اظہار نہ کرتی اور میں اسے اپنا بیٹا بنا سکتا۔"

زمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ حیرام سے متعلق جو کچھ آپ کہنے والے تھے بلا جھجک کہیئے۔ راحیل حیرام سے نفرت نہیں محبت کرتی ہے۔ یہ حاران کے گھر میں اس سے مل کر آئی ہے۔ حاران نے اپنی بیٹی ربقہ کو حیرام سے منسوب کر دیا ہے۔ حیرام نے چونکہ راحیل کے محافظ کے طور پر کام کرنے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا آپ کے آنے سے قبل یہ میری گود میں بیٹھ کر رو رہی تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ربقہ اور راحیل دونوں ہی کو ہم حیرام سے بیاہ دیں گے۔"



یعقوب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "پر یہ نفرت محبت میں کیسے اور کیونکر بدل گئی؟"

زمران نے کہا۔ "یہ ساری روداد میں آپ سے بعد میں کہوں گی پہلے یہ بتائیے کس بنا پر حیرام کو بابل کے بڑے پجاری زربیہ کی طرف سے خطرہ ہے۔"

یعقوب اقلیبی نے راز داری سے کہا۔ "کاہن لادیص کہہ رہا تھا تھوڑی دیر قبل حیرام اساگیلہ کے معبد میں داخل ہُوا تھا اور وہاں اس نے اپنے کلہاڑے سے سارے بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ لادیص بے حد خوش تھا وہ کہہ رہا تھا کہ حیرام بابل کا بُت شکن ہے اور اس نے شرک کے خلاف جہاد کیا ہے۔ اس سے ملنے میں حاران کے گھر بھی گیا، دروازہ بند تھا۔ شاید وہ سو رہے تھے میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اس لیے گھر آ گیا ہوں۔"

راحیل نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "کاہن لادیص نے آپ سے سچ کہا ہے بابا! میں جب شمورہ کے کہنے پر اس کے پاس گئی تو وہ مجھے اساگیلہ کے معبد میں لے گئی۔ اس نے مجھے حیرام کو بھی ساتھ لانے کو کہا تھا۔ کیونکہ وہ حیرام کو پسند کرتی ہے اور اساگیلہ کے معبد میں عشتار دیوی کے سامنے اس سے اپنے خلوص اور وفاداری کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔ میں تو کہتی ہوں اچھا ہی ہُوا حیرام میرے ساتھ معبد میں نہیں گیا۔ ورنہ شمورہ اس کے گرد اپنی مکاریوں کا جال بُننے کی ابتدا کر دیتی۔ جس وقت میں اور شمورہ معبد میں تھیں کہ وہاں ایک بُت ٹوٹ کر گرا۔ اس کے بعد دوسرا بُت بھی زمین بوس ہو گیا۔ میں اور شمورہ خوف کے مارے بھاگتی چلّاتی باہر نکل گئیں۔ شمورہ نے یہ واقعہ معبد کے محافظوں کو بتایا۔ جب وہ بابل کے بڑے پجاری زربیہ کو ساتھ لے کر معبد کے اندر گئے تو وہاں انہیں ٹوٹ کر بکھرے ہوئے بتوں کے سوا کچھ دکھائی دیا۔ اب مجھے خبر ہوئی کہ یہ کام حیرام کا ہے اور پھر حیرام کے سوا بابل میں کوئی ایسا خطرناک اور جان جوکھوں کا کام کر بھی نہیں سکتا۔"

یعقوب اقلیبی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اچھا یہ گفتگو بعد کو کریں گے۔"

پہلے کھانا لاؤ، میں بھوک محسوس کر رہا ہوں۔"

ماحیل نے اٹھ کر آتش دان کے قریب چٹائی بچھائی۔ زمران نے اس پر کھانے کے برتن رکھے پھر وہ تینوں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

دوسرے روز صبح ہی صبح یعقوب اقلیبی حاران کے گھر میں داخل ہوا۔ حاران اس وقت اپنے ریوڑ کو باہر لے جانے کے لیے باڑے سے نکال رہا تھا اور رلقہ بھی اس کام میں اس کی مدد کر رہی تھی۔ حاران کے قریب آکر یعقوب نے پوچھا۔

"کیا حیرام یہیں ہے، اگر ہے تو اسے بلاؤ، میں اس سے ملنا اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ رات کاہن لادلیس نے مجھے اساگیلہ میں اس کی ساری کارکردگی سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب وہ اجنبی اور پردیسی نہیں ہے۔ اب وہ بابل کے یہودیوں میں یکساں عزیز، قریبی اور صاحبِ مرتبہ ہے۔ گو میری بیوی مجھے بتا چکی ہے کہ اس نے میری بیٹی ماحیل کے محافظ کی حیثیت سے خدمت انجام دینے سے انکار کر دیا ہے۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اب یہ دل پسند جوان ایک قابلِ قدر بیٹے کی حیثیت سے مجھے عزیز ہوگا۔ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

حاران نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کسی اور سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اگر کاہن لادلیس نے تم پر اعتبار کر کے تم پر یہ بھید کھول ہی دیا ہے تو اسے اپنے سینے میں دبا کر رکھو حتیٰ کہ اپنے گھر کے کسی فرد سے بھی مت کہو ورنہ حیرام پکڑا جائے گا اور جو کام وہ آج کرنا چاہتا ہے اسے وہ انجام نہ دے سکے گا۔ ہماری خاموشی ہی اس کے حق میں بہتر ہے۔

یعقوب نے ایک مضبوط عزم میں کہا۔ "تم کیسی گفتگو کرتے ہو حاران! گو میری بیوی اور بیٹی کو بھی خبر ہے کہ پچھلی شب حیرام نے اساگیلہ کے بتوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ لیکن کسی کی کیا مجال کہ اس راز کو افشا کرے۔ یہ راز تو اب ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے میں سمجھتا ہوں حیرام ہی وہ جوان ہے جو یہودیوں کو بابل کی قید سے رہائی دلائے گا۔ شاید یہ وہی فرزندِ ذیشان ہے جس کا انتخاب قدرت ہمارے نجات دہندہ کی حیثیت سے کر چکی ہے۔ تم بتا کیوں نہیں دیتے وہ اس وقت کہاں ہے؟"



حاران نے کہا وہ منہ اندھیرے ہی یہاں سے جا چکا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کو بابل کے جنوب میں کسی پہاڑی غار میں رکھے گا اور دن بھر خود بھی وہیں رہے گا۔ رلقہ نے اس کے لیے دو دن کا زادِ راہ بھی تیار کر دیا تھا۔ اس کا لائحہ عمل یہ ہے کہ وہ گھوڑے کو وہیں چھوڑ کر سورج غروب ہونے کے بعد شہر میں داخل ہوگا۔ چونکہ بتوں کا جلوس تو رات گئے تک جاری رہتا ہے۔ اس لیے رات کے وقت وہ اپنا کام محفوظ رہ کر کر سکے گا۔

وہ کہہ رہا تھا، میں مردک کے بت کو توڑ کر اہلِ بابل کے دلوں سے اس کا خوف و ہراس نکالنا چاہتا ہوں تاکہ لوگ انسانی ہاتھوں سے بنائے ہوئے پتھر کے اس بت کو اپنا خدا ماننا ترک کر دیں۔"

یعقوب اقلیبی چند ثانیوں تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بادلوں سے ڈھکے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آج بارش کا بھی امکان ہے۔ میں اب جاتا ہوں شام سے پہلے پھر تمہارے پاس آؤں گا پھر ہم کوئی ایسا طریقہ کار اپنائیں گے جس سے ہم حفاظت کے ساتھ حیرام کو بابل شہر سے نکال سکیں۔

جب وہ بت توڑے گا تو اسے پکڑنے کے لیے شہر کے سب دروازے بند کر دیے جائیں گے، اس طرح اس کا فرار ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ تم اب ریوڑ لے جاؤ میں شام کو تم سے گفتگو کروں گا۔"

یعقوب چلا گیا، حاران اپنے ریوڑ کو ہانک کر گھر سے باہر نکالنے لگا۔

○

سہ پہر کے قریب اساگیلہ کے معبد سے بتوں کا جلوس نکالا گیا۔ دو بڑی بڑی رتھوں میں بت سوار تھے۔ اگلی رتھ پر سب سے آگے مردک دیوتا اور اس کے پہلو میں دیوی عشتار تھی ان دونوں کے پیچھے شمس دیوتا، ظلم کا دیوتا سین، آگ کا دیوتا نوسکو، تاریکی کا دیوتا نرگل اور پانی کا دیوتا نیتون تھے۔

دوسرے رتھ میں رقص کی دیوی، غمگین کہانیوں کی دیوی علم الفلک کی دیوی

اور موسیقی کی دیوی کے علاوہ کئی دوسرے دیوتا اور دیویاں تھیں۔

بتوں کی اِن دونوں رتھوں کے پیچھے بابل کا شاہی رتھ تھا جس میں بابل کا بادشاہ نبونید بیٹھا ہُوا تھا۔ اسی شاہی رتھ میں نبونید کے دائیں طرف بابل کا بڑا پُجاری زیجا اور بائیں طرف بابل کے بادشاہ نبونید کا بیٹا بلشصر بیٹھا ہُوا تھا جو بابل کی سلطنت کا ولی عہد بھی تھا۔ نبونید کے بالکل پیچھے رتھ میں اس کی بیٹی شمورہ بیٹھی ہوئی تھی۔

اس رتھ کے پیچھے اور بہت سی رتھیں تھیں جن میں شاہی خاندان کے افراد اور سلطنت کے ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان رتھوں کے ساتھ ساتھ زرق برق لباس پہنے بابل کی حسین و شوخ لڑکیاں تھیں جو دفیں بجا بجا کر دیوتاؤں سے محبت اور ان کے جلال کے گیت گا رہی تھیں۔ اس حالت میں بتوں کا یہ جلوس بابل کی سڑکوں پر گھومنے لگا۔

جب شام ہوئی اور اندھیرا پھیلنے لگا تو جلوس کی رونق اور راہنمائی کے لیے بڑی بڑی مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں۔ آسمان پر بادل اور گہرے ہو گئے تھے اور کبھی کبھی گرج چمک بھی ہونے لگی تھی۔

اچانک اندھیرے کے اندر سے حیرام نمودار ہُوا۔ اس نے اپنے سر پر آہنی خود رکھا ہُوا تھا جس کا نقاب اس نے اپنے چہرے پر گرا رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ اس کی کمر میں اس کی تلوار، کندھے پر کلہاڑا اور پشت پر اس کی آہنی ڈھال لٹک رہی تھی۔

ایک غضبیلی حمیت کے ساتھ حیرام بے خوف و خطر اس رتھ پر چڑھ گیا۔ جس میں بابل کا سب سے بڑا بت مردک سوار تھا۔ پھر اس نے اپنا کلہاڑا سنبھالا اور مردک کی پیٹھ پر دے مارا۔ بابل کا بڑا بت جسے خدا سمجھا جاتا تھا کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ کر رتھ سے زمین پر گر گیا تھا۔

حیرام رتھ سے نیچے اُترا اور لوگوں کو خوفزدہ کرنے کی خاطر وہ اپنا کلہاڑا وحشیانہ انداز میں گھماتا ہوا ایک طرف بھاگ کھڑا ہُوا۔ بابل میں چونکہ ایسے واقعات کی



اُمید تک نہ کی جا سکتی تھی، اس لیے بتوں کی حفاظت کا انتظام نہ کیا جاتا تھا۔ تاہم وہ مسلح جوان جو نبونید کی حفاظت پر مامور تھے انہوں نے حیرام پر تیر برسا دیے۔ حیرام تیروں کی اس بارش سے بھی بچ گیا کیونکہ وہ اپنی پشت پر اپنی ڈھال لٹکائے ہوئے تھا۔ تاہم دو تیر ایک اس کی پنڈلی اور دوسرا ران میں پیوست ہو گئے تھے جنہیں کھینچ کر اس نے نکال پھینکا اور دوبارہ بھاگنا شروع کر دیا تھا۔

لوگ خوفزدہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ کسی نے بھی پیچھا کر کے حیرام کو پکڑنے کی جرأت نہ کی تھی۔ تاہم زرہ کے ڈانٹنے پر جن محافظوں نے حیرام پر تیر برسائے تھے وہ رتھوں سے نیچے اُتر کر حیرام کے تعاقب میں بھاگنے لگے تھے۔

اچانک بھاگتے ہوئے حیرام کے سامنے حاران آ گیا اور اس نے رازداری اور شفقت سے دائیں جانب ایک تاریک گلی میں اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس طرف جاؤ بیٹے! وہاں یعقوب اقلیبی کی بگھی کھڑی ہو گی اس میں جا کر بیٹھ جاؤ۔"

حاران سے کچھ کہے بغیر حیرام اس تاریک گلی میں گھس گیا جب کہ حاران اونچی آوازوں میں تعاقب کرنے والوں کو پکار پکار کہنے لگا۔ "جلدی کرو، پکڑ لو اسے وہ سیدھا آگے کی طرف"

تعاقب کرنے والے سپاہی جب آگے نکل گئے تو حاران بھی اس تاریک گلی میں گھس گیا۔ حیرام نے آگے جا کر دیکھا ایک بگھی واقعی گلی کی ایک نکڑ میں کھڑی ہوئی تھی۔ حیرام جب اس بگھی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا بگھی میں حسین راحیل بیٹھی ہوئی تھی۔ حیرام نے راحیل کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں مر جانا قبول کر لوں گا لیکن تمہاری بگھی میں بیٹھ کر اپنی جان محفوظ نہ کروں گا۔ تم بظاہر شہد کی سی میٹھی، چنبیلی کی سی خوشبودار اور بابلی شراب کی طرح خوشگوار ہو لیکن اصل میں تم اندرائن کی طرح کڑوی اور کچے انگوروں کی طرح کھٹی ہو۔"

حیرام جب نیچے اُترنے لگا تو راحیل نے اس کی خون آلود ران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ زخمی ہیں، آپ کو میری مدد کی ضرورت ہے۔"

حیرام نے بگھی میں جلتی چھوٹی سی مشعل کی روشنی میں اپنی ران اور پنڈلی کا زخم دیکھا۔ پھر اپنا لباس پھاڑ کر اس نے زخموں کو کس کر باندھ دیا اور بگھی سے باہر نکلتے ہوئے اس نے راحیل سے کہا "مجھے تم سے اب نفرت ہو گئی ہے ۔ ہاں مجھے تم سے نفرت ہے"

بگھی سے اتر کر حیرام ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا ۔ راحیل بگھی سے سر باہر نکال کر اسے دیکھتی رہ گئی تھی ۔

حیرام اندھیری گلیوں اور تاریک محلوں سے ہوتا ہوا بابل کے مقدس مینار زگورات کے قریب آ پہنچا ۔ یہاں مینار کے قریب رک کر اس کے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا پھر اس نے گلی تبدیل کی اور شہر کے جنوبی حصے کی طرف وہ بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اتنے بڑے شہر میں ابھی تک بڑے بت مردک کے ٹوٹنے کی اطلاع نہ پھیلی تھی اور لوگ پُرسکون تھے ۔

حیرام بھاگتا ہوا جنوبی فصیل کے قریب آیا اور اندھیرے میں فصیل کے اوپر ہاتھ پھیرتا ہوا دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا ۔ لگتا تھا وہ کوئی چیز تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

بادل آسمان پر بُری طرح گرج رہے تھے ۔ بجلی کی چمک دُور دُور روشنی کی لہریں بکھیر رہی تھی اور ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ہو گئی تھی ۔ ایک جگہ حیرام رُک گیا ۔ وہاں دیوار کے ساتھ ایک کمند لٹک رہی تھی ۔ ایک بار کمند کو کھینچ کر اس نے اس کی مضبوطی کا جائزہ لیا ۔ احتیاط کی خاطر اپنے اردگرد ایک نگاہ کی پھر بڑی تیزی سے وہ فصیل پر چڑھ رہا تھا ۔ بارش اب لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور حیرام بھیگ رہا تھا ۔

فصیل کے اوپر جا کر اس نے کمند کا رُخ بدلی کر کے اس کا رسّہ باہر پھینک دیا ۔ اور بڑی پھُرتی اور مہارت کے ساتھ وہ فصیل سے باہر اُتر گیا تھا ۔ اب وہ خطرے سے باہر تھا تاہم بارش کی مار سے بچنے کی خاطر وہ بڑی تیزی سے جنوب مغرب کی



ات اس کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگنے لگا تھا جس کے اندر حاران اپنا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔

اندھیری سنسان رات میں بھاگتا اور بارش میں بھیگتا ہوا وہ چشموں کے اس بہتے پانی کے کنارے آ کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے اس کی ملاقات حاران سے اس وقت ہوئی تھی جب وہ یروشلم سے بابل کی طرف آیا تھا ۔ سخت سردی اور بارش میں حیرام نے گھٹنے گھٹنے اس یخ ٹھنڈے پانی کو عبور کیا پھر کوہستانی سلسلے کے اندر گھوم کر بل کھانے والی ایک پگڈنڈی پر وہ تھوڑی دُور تک آگے گیا آخر وہ ایک کوہستانی غار میں داخل ہوا ۔

سردی اور بارش میں بھیگ جانے کے باعث اس کے ران اور پنڈلی کے زخم شدت کے ساتھ درد کرنے لگے تھے ۔ جب وہ غار میں داخل ہوا تو اچانک وہاں گھوڑے کے نتھنے پھڑپھڑانے اور آہستہ آہستہ ہنہنانے کی آوازیں اُبھریں ۔ وہ غار بہت بڑی تھی ۔ اس کے اندر آگے بڑھتے ہوئے حیرام ایک اور غار میں داخل ہوا جو قدرے چھوٹی تھی ۔ اس غار کے اندر ایک ننھی سی مشعل روشن تھی ۔ دائیں کونے میں لکڑیوں اور گھاس پھوس کا ڈھیر لگا ہوا تھا جب کہ بائیں کونے میں ایک پتھر کے ساتھ حیرام کا گھوڑا بندھا ہوا تھا ۔

حیرام نے آگے بڑھ کر پیار سے اپنے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور جواب میں گھوڑا ہلکے ہلکے ہنہناتے ہوئے اپنے ہونٹوں سے اس کا دوسرا ہاتھ چومنے لگا تھا ۔ حیرام نے پہلے گیلے کپڑے اُتار کر گھوڑے کی خرجین سے دوسرا لباس نکال کر پہنا ۔ بھیگے کپڑوں کو نچوڑ کر اس نے غار کے پتھروں پر پھیلا دیا تھا ۔ پھر اس نے ایک کونے میں خشک گھاس پھوس جمائی اس کے اوپر چھوٹی چھوٹی خشک اور پتلی سی لکڑیاں رکھ دیں اور غار کے پتھروں میں گاڑی ہوئی مشعل لے کر اس نے گھاس کو آگ لگا دی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد جب لکڑیاں آگ پکڑ گئیں اور آگ خوب بھڑک اُٹھی تو اس نے بڑی بڑی لکڑیاں بھی اس میں ڈال دی تھیں ۔ اب الاؤ خوب بھڑک اُٹھا تھا اور وہ چھوٹی غار کافی حد تک گرم ہو گئی تھی ۔ باہر اب موسلادھار بارش شروع ہو گئی تھی ۔

حیرام نے اپنے زخموں کو کھولا۔ مشکیزے سے پانی لے کر پہلے اُنہیں دھویا پھر خرجین سے مرہم نکال کر اس نے زخموں پر لگایا اور دوبارہ ان پر نئی پٹی باندھ دی تھی۔ اَب وہ آگ کے پاس بیٹھ گیا تھا اور حرارت کے باعث زخموں میں درد کی شدّت بھی اَب کم ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد حیرام اچانک پھن اُٹھانے والے سانپ کی طرح اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اس نے اپنی تلوار کھینچ کر ڈھال سنبھال لی۔ غار سے باہر کھٹکا ہُوا تھا اور کسی کے قدموں کی چاپ سُنائی دی تھی۔

حیرام تیزی سے چھوٹی غار سے نکل کر بڑی غار میں آیا۔ پھر وہ پنجوں کے بَل بھاگتا ہُوا اس جگہ اوٹ میں آکھڑا ہُوا جہاں سے بڑی غار میں داخل ہُوا جاتا تھا۔ چند ثانیوں کے بعد اسے غار سے قریب ایک ہیولہ نظر آیا جو غار کے مُنہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

حیرام اُسے پہچان گیا، وہ بوڑھا حاران تھا۔ حیرام خاموشی سے دبکا کھڑا رہا۔

حاران غار میں داخل ہوا، اس نے بارش سے بچنے کی خاطر چمڑے کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور ہاتھ میں کوئی چیز پکڑ رکھی تھی جو چمڑے کی ایک تھیلی میں بند تھی حیرام اوٹ سے نکلا اور حاران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے محسن! اس بارش زدہ رات میں اس تاریک اور اندھیری غار کے اندر میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ فکر مند نہ ہوں، میں بسلامت یہاں پہنچ چکا ہوں"۔

حاران نے آگے بڑھ کر حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "تم نے تو آج ہماری جان نکال دی تھی بیٹے"۔

حیرام نے حاران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہاں سردی ہے میرے ساتھ آیئے"۔ دونوں چھوٹی غار میں داخل ہوئے اور آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ گئے۔

حاران نے غار کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "تم نے اس غار کو خوب گرم کر رکھا ہے۔ اب بارش اور سردی میں یہاں رات بسر کرنا تکلیف دہ نہیں ہے"۔

حیرام نے کہا۔ "آپ نے اس بارش اور سردی میں آنے کی زحمت کیوں



کی"۔ حاران نے چمڑے کا تھیلا کھولا۔ اس میں چمڑے کا ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا اور ایک صاف ستھرے سفید رومال میں تازہ کھانا تھا۔

حیرام نے دونوں چیزیں کھول کر دیکھیں مشکیزے میں گرم دودھ تھا، اور رومال میں روٹیاں، انجیر، بُھنا ہُوا گوشت اور تازہ پنیر بندھا ہُوا تھا۔

حاران نے کہا۔ "میں تمہارے لیے دودھ اور کھانے کی چیزیں لایا ہوں۔ ربقہ بھی میرے ساتھ آتی تھی پر میں بڑی مشکل سے اسے گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمہارے زخمی ہونے کا سن کر وہ بچاری رو رہی تھی۔ تم نے ہمیں بہت پریشان کیا بیٹے! تم راحیل کے ساتھ اس کی بگھی میں کیوں نہ بیٹھے"۔

حیرام نے کہا۔ "راحیل کو مجھ سے نفرت ہے لہذا میں نے بھی اس سے نفرت کا اظہار کر دیا تھا"۔

حاران نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ "یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ راحیل تم سے نفرت نہیں کرتی اسے تم سے ہمدردی ہے۔ بگھی سے نکل کر تم کس طرف گئے اور شہر سے باہر کیسے نکلے؟"

حیرام نے کہا۔ "میں نے شہر کی جنوبی فصیل پر پہلے ہی کمند ڈال رکھی تھی اور اسی کے ذریعے میں شہر سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

حاران نے اپنے عمامے کے اندر سے مرہم پٹی کا سامان نکالتے ہوئے کہا۔ "میں تو جلدی میں دیکھ نہ سکا تھا راحیل نے مجھے بتایا تھا کہ تم زخمی ہو۔ میں مرہم لایا ہوں مجھے زخم دکھاؤ میں اس پر پٹی باندھ دوں"۔

حیرام نے احسان مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ فکر مند نہ ہوں میں زخم دھو کر اُن کی مرہم پٹی کر چکا ہوں"۔

حاران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے مجھے کہا تھا کہ مردک کا بُت توڑ کر تم فارس کے بادشاہ سائرس کے لشکر میں شامل ہو کر اسے بابل پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دو گے لیکن پچھلی شام جب میں نے یعقوب اقلیبی سے اس کا ذکر کیا، تو

اس نے پریشانی میں اسے حماقت قرار دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ فارس کا بادشاہ سائرس کا باپ کموجیہ تھوڑا عرصہ ہی ہوا فوت ہوا ہے اور سائرس بادشاہ بنا ہے۔ اس کا باپ کموجیہ اگباتانہ (ہمدان) کے عظیم بادشاہ اشعیا کا باجگزار تھا۔

یعقوب اقلیبی کہہ رہا تھا سائرس نے اب یہ خراج ادا کرنا بند کر دیا ہے اور اگباتانہ کا بادشاہ اشعیاہ پھر اس پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اگر دونوں میں جنگ چھڑ کر طول پکڑ گئی تو بابل سلطنت بھی اس جنگ میں شامل ہو جائے گی کیونکہ بابل کے سابق بادشاہ بخت نصر کی بہن ماندانہ کے بادشاہ اشعیا کی بیوی ہے۔

حیرام نے کہا۔ "اگر بابل اس جنگ میں شامل ہوا تو وہ بھی تباہ و برباد ہو جائے گا۔ کاہن لاویس نے مجھ سے ایک پیش گوئی کی تھی جس پر مجھے یقین ہو گیا ہے۔"

حاران نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "ذرا وہ پیش گوئی تو کہو، میں بھی سنوں۔"

حیرام نے کہا۔ "کاہن لاویس نے مجھے بتایا تھا کہ بابل شہر میں جس طرح زگورات نام کا چھ منزلہ مینار ہے ایسا ہی اور اسی نام کا ایک مینار اشعیا اپنے شہر اگباتانہ میں بنا رہا ہے۔ بابل کے اس مینار کی طرح اس مینار کی پہلی منزل سیاہ رنگ کی۔ دوسری سفید براق، تیسری انسانی خون کی طرح سرخ، چوتھی نارنجی، پانچویں چاندی کی اور چھٹی سونے کی ہو گی۔ اگباتانہ کے اس مینار کی پانچ منزلیں مکمل ہو چکی ہے اور چھٹی منزل جو سونے کی ہے اس پر کام شروع ہے۔

اس مینار سے متعلق مجوسیوں کے راہنما زرتشت نے جو چند برس ہوئے فوت ہو گیا ہے پیش گوئی کی تھی کہ جب یہ مینار مکمل ہو جائیگا تو اگباتانہ پر تباہی ٹوٹے گی اور جنوب کا کوئی اور بادشاہ اگباتانہ پر قبضہ کر لے گا۔ اس وقت جنوب میں صرف سائرس ہی ایک قابلِ ذکر بادشاہ ہے جو اس پیش گوئی کا کردار بن سکتا ہے اس لیے میں نے اسی کے لشکر میں شامل ہونے کا عہد کر رکھا ہے۔

دونوں چند ثانیے تک خاموش رہے باہر تیز موسلا دھار بارش جاری تھی آسمان گرج رہا تھا۔ بجلی کی لپکتی زبان کوہستانی وادیوں کو گاہے گاہے روشن کر جاتی تھی۔ فضاؤں کو تلپٹ کر دینے والی آندھیوں کے جھکڑ غضبناک فضا کو اور زیادہ دہشت ناک بنا رہے تھے۔



حیرام نے جلتے الاؤ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آگ بھی موسم سرما کا محبوب میوہ ہے۔"

حاران نے دودھ کی تھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم یہ دودھ تو پی لو ابھی گرم ہی ہو گا۔"

حیرام نے دودھ پی لیا اور چھوٹا سا وہ مشکیزہ حاران کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اب آپ گھر جائیں۔ میں بعد میں کھانا کھا لوں گا۔ ربقہ اکیلی آپ کا انتظار کر رہی ہو گی اور پریشان ہو گی۔"

حاران نے کہا۔ "وہ اکیلی نہیں اس کے پاس راحیل اور اس کی ماں زمران ہیں ہیں۔ جب تک میں نہیں جاتا وہ دونوں اس کے پاس رہیں گی۔ میں جب واپس گیا اور ربقہ نے مجھ سے تمہارے زخموں سے متعلق پوچھا تو میں اسے کیا جواب دوں گا؟"

حیرام نے کہا۔ "آپ اُسے اطمینان دلائیں کہ زخم معمولی ہیں اور دو ایک روز میں ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرے ارادوں میں حائل نہیں ہو سکتے، میں کل صبح ہی صبح یہاں سے سائرس کے مرکزی شہر پارساگرد روانہ ہو جاؤں گا۔ اگر بارش شروع نہ ہو جاتی تو میں ابھی تک یہاں سے کوچ کر چکا ہوتا۔"

حاران اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔ "میں اب جاتا ہوں، صبح سویرے ریوڑ لے کر آؤں گا۔ میرے آنے سے قبل یہاں سے کوچ نہ کرنا۔"

حیرام بھی کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "آپ فکر نہ کریں۔ آپ کا انتظار کروں گا۔"

حیرام حاران کو غار کے منہ تک چھوڑنے آیا پھر واپس لوٹ کر اس نے کھانا کھایا اور اپنے ہتھیار سنبھال کر آگ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ باہر گرج اور مہیب طوفانوں کا شور اسی طرح جاری تھا۔ جنگل کے درخت دُہرے ہو رہے تھے۔ دلدلوں کے جھاڑ اُکھڑ رہے تھے، زمین ہونک رہی تھی۔ فطرت کے عناصر انسانی تقدیروں کی لوحیں مرتب کر رہے

تھے اور حیرام الاؤ کے پاس بیٹھ کر رات بسر ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

○

رات کے پچھلے حصّے میں بارش اور طوفان دونوں تھم گئے تھے اور آسمان صاف ہو گیا تھا۔ حیرام نے الاؤ کے پاس جاگ کر رات بسر کی۔ جب غار سے باہر مختلف پرندوں کی آوازیں آنے لگیں تو اس نے اپنے گھوڑے کو کھولا اور اس کی باگ پکڑ کر وہ غار سے باہر نکلا۔ اُفق پر پھیلا اندھیرا اور فضاؤں میں بکھری سیاہی ختم ہو گئی تھی۔ دُھلی دُھلی سی نئی سحر مسکراتی ہوئی نمودار ہو رہی تھی۔ رزق کی تلاش میں بھوکے کوّے زمین پر اُتر رہے تھے۔ مشرق میں سورج کی شعاعوں سے اِکّا دُکّا بادلوں کے کنارے رنگین ہو گئے تھے اور صبح کی رنگین شعاعیں ہر اُفقی خط کو روشن کرنے لگی تھیں۔

اپنے گھوڑے کو پکڑے حیرام چشموں کے پانی کی بہتی ندی کے کنارے آیا۔ گھوڑے کو اس نے پانی پلایا۔ کنارے پر بیٹھ کر اس نے خود بھی منہ ہاتھ دھویا۔ پھر اس نے گھوڑے کے مُنہ سے دھانہ نکال کر اسے چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ غار میں آیا۔ پہلے اس نے زرہ پہنی، اس پر اپنی تلوار اور خنجر کی پیٹی کو کس کر باندھا۔ اپنی کمان کندھے میں لٹکائی اور تیروں سے بھرا ترکش اس نے پیٹھ پر باندھ لیا تھا۔ ابھی وہ اپنا کلہاڑا سنبھال ہی رہا تھا کہ چونک پڑا۔ شاید اسے خطرے کی بُو آئی تھی یا کھٹکا ہوا تھا۔ اسی لیے وہ باہر بھاگا۔

جب وہ غار کے مُنہ پر آیا تو اس نے دیکھا حارَان آ رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے ربقہ بھی تھی جو اپنے سر پر ایک گٹھڑی اُٹھائے ہوئے تھی۔ اپنے ریوڑ کو انہوں نے ندی کنارے چرنے چھوڑ دیا تھا اور دونوں باپ بیٹی اب غار کی طرف آ رہے تھے۔ حیرام کے لبوں مسکراہٹ بکھر گئی اور وہ دوبارہ غار کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد حارَان اور ربقہ بھی غار میں داخل ہوئے۔ ربقہ نے سر پر اُٹھائی گٹھڑی زمین پر رکھی، چند ثانیوں تک وہ بچاری اخلاص و محبت کا پیکر بنی حیرام کو دیکھتی رہی وہ غمگین اور اُداس تھی شاید حیرام کا رخصت ہونا اس کے لیے تکلیف دہ



تھا۔ جلد ہی وہ سنبھلی اور نشیلے گیتوں جیسی پُر اثر آواز میں اس نے پوچھا۔ "آپ کے زخم کیسے ہیں؟"

حیرام نے کہا۔ "زخم کوئی خاص نہیں معمولی ہیں۔ میں بغیر کسی تکلیف کے بھاگ دوڑ سکتا ہوں۔"

ربقہ زمین پر بیٹھ گئی اور حیرام سے کہا۔ "بیٹھیے پہلے کھانا کھا لیجیے میں اور بابا نے بھی نہیں کھایا۔ سوچا تھا آپ کے ساتھ ہی کھائیں گے۔"

حیرام بیٹھ گیا۔ حارَان بھی ربقہ کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ ربقہ نے گٹھڑی کھولی۔ اس میں سے پہلے برتن نکالے۔ پھر ایک رومال پر روٹیاں رکھیں۔ مٹی کا ایک پیالہ اس نے حیرام کے سامنے رکھا اور ایک مشکیزے سے جب اس نے شہد اس پیالے میں ڈالنا شروع کیا، تو غار میں کسی کے مہیب اور ہولناک قہقہے بلند ہونے لگے۔

خوف اور دہشت کے مارے ربقہ کے ہاتھ سے شہد کا چھوٹا مشکیزہ زمین پر گر گیا اور اس کے چہرے پر پیلاہٹ چھا گئی اور ڈر کے مارے وہ کانپنے لرزنے لگی تھی۔ حیرام نے اپنی ڈھال سنبھالی اور بڑی غار کی طرف لپکا۔ حارَان اور ربقہ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔

جب وہ بڑی غار میں آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں بابل کے چار مسلح سپاہی قہقہے لگا رہے تھے۔ حیرام کو دیکھتے ہی ایک سپاہی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ٹانگ اور ران زخمی ہے، تمہاری ہی تو ہمیں تلاش تھی۔ مردک کا بُت تم ہی توڑنے والے ہو، ہم ٹھیک کیا جو حارَان اور ربقہ کا تعاقب کیا۔ ربقہ کی گٹھڑی سے ہمیں شک ہو گیا تھا کہ ضرور کچھ غیر معمولی ہے۔ اِن دونوں باپ بیٹی نے ہی تمہیں شہر سے بھاگ یہاں پناہ لینے میں مدد دی ہو گی۔ تمہاری گرفتاری سے بابل کا بڑا پجاری زریہ ہمیں مالا مال کر دے گا۔ ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہمیں تم پر جبر نہ کرنا پڑے۔"

حیرام نے کہا۔ "اگر میں نہ جاؤں تب؟"

اس نے کہا۔ "ہماری تلواریں تم پر برسیں گی اور تمہیں خون میں نہلا جائیں گی اس کے بعد ہم چاروں حارَان کے داماد بنیں گے۔"

حیرام نے غضب ناک حالت میں اپنی تلوار کھینچ کر نکالتے ہوئے کہا۔ ”پہلے تو میں تم چاروں کا بہنوئی بنوں گا۔ پھر تم حاران اور ربقہ کی طرف بڑھو گے۔ یاد رکھو اس غار کو میں تمہارے ظلمات کے سفر کی آخری آرام گاہ بنا دوں گا، آگے بڑھو اور میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔“

ان چاروں نے ایک بار گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی تلواریں لہراتے اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے حیرام کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ حاران اُداس کھڑا تھا۔ ربقہ اس میمنے کی طرح کانپ رہی تھی جو جنگل میں اکیلا کھڑا اور جس پر بھیڑیے ٹوٹ پڑے ہوں۔ وہ اس پھول جیسی ہو گئی تھی جو بارش سے محروم رہ کر مرجھانا شروع ہو گیا۔

ایک سپاہی نے آگے بڑھتے ہوئے پھر خونخوار سانڈھ کی طرح ڈکارتے ہوئے کہا۔ ”مردک کا بُت توڑ کر بھاگ جانا آسان تھا لیکن اب یہاں ہماری گرفت سے نکلنا ناممکن ہے۔ تمہاری گرفتاری ہمیں مالا مال کر دے گی۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنے ہتھیار پھینک کر ہمارے ساتھ ہو لو، بصورتِ دیگر ہم تمہیں کاٹ کر بھی لے جائیں گے۔“

حیرام نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بغور ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب وہ اس سے مناسب فاصلہ پر آئے تو وہ آسمان پر پھیلنے والی کہربائی روشنی کی سی سُرعت سے حرکت میں آیا اور آگے بڑھ کر اس نے ایسی جلالی قوت اور ایسے عالمِ خود فراموشی میں حملہ کیا جیسے پشتوں کو توڑ دیا گیا ہو، جیسے دریاؤں کے بند کھول دیئے گئے ہوں۔ وہ چاروں بھی ایک ساتھ آگے بڑھے اور حیرام کے حملے کو انہوں نے اپنی ڈھالوں پر روک دیا تھا۔

حیرام اپنی تلوار اور ڈھال کھینچ کر جُھلس دینے والی آگ کی سی تیزی سے اپنے دائیں طرف ہٹا اور گرج و مہیب طوفانوں کی طرح اپنے مُنہ سے وحشی آوازیں نکالتا ہوا اس نئے رُخ سے حملہ آور ہوا اور اُنہیں دائیں طرف سے حملہ آور ہونے کا چکمہ دے کر وہ بائیں جانب سے ان پر ٹوٹ پڑا اور ان میں دو کی گردنیں اس نے کاٹ کر رکھ دی تھیں



غار میں مرنے والوں کی ہولناک چیخیں بلند ہوئیں پھر قبر کا سا سکوت طاری ہو گیا تھا۔

حیرام پھر اسی طرح کربناک وحشی آوازیں نکالتا ہوا باقی دو بچنے والوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس کے حملوں میں اب اور تیزی آ گئی تھی اور وہ آندھی کے شور سے زیادہ تلخ اور بگولوں کی سنسناہٹ سے زیادہ سرعت پذیر ہو کر حملہ آور ہوا تھا۔ اچانک ان میں سے ایک حیرام کی تلوار کا شکار ہو کر لہو میں نہایا اور زمین پر گر گیا۔ آخری سپاہی بھاگ کھڑا ہوا تھا وہ غار سے نکل کر اپنی جان بچانا چاہتا تھا پر حیرام اس کے پیچھے بھاگا اور اسے بھی کاٹ کر رکھ دیا۔

حیرام کی کارگزاری پر حاران کے چہرے پر سکون پھیل گیا تھا۔ دوسری طرف سرو قامت سیاہ بالوں والی ربقہ کی نرگسی آنکھوں میں رونق، گلابی رخساروں پر سرخی اور لالہ گوں ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

ربقہ آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حاران آگے بڑھتا ہوا بولا اور حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ”حیرام! حیرام! میرے بیٹے! تم ربقہ کے ساتھ مل کر غار سے اپنا سامان سمیٹو، میں تمہارے گھوڑے کو دیکھ چکا ہوں وہ ندی کنارے چر رہا تھا۔ میں اسے پکڑ کر لاتا ہوں۔ کھانے کی چیزیں اپنے گھوڑے پر خرجین میں ڈال لینا اور پار سا گرد کی طرف جاتے ہوئے کسی محفوظ جگہ کھا لینا۔ اب اس غار میں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ جلدی کرو میرے بیٹے! یہاں سے فرار ہو جاؤ۔ بابل کے اردگرد اب تمہارے لیے خطرے ہی خطرے ہیں۔ تمہاری زخمی ٹانگ اور ران بُت توڑنے کی ایک نشانی بن گئے ہیں۔“ حاران کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا غار سے باہر نکل گیا تھا۔

حیرام اور ربقہ چھوٹی غار میں آئے۔ ربقہ بچاری چند ثانیوں تک بے برگ و بار درخت کی طرح افسردہ کھڑی حیرام کو دیکھتی رہی پھر اس نے زخمی آواز اور دُکھتے لہجے میں کہا۔ ”کاش حالات ایسے ہوتے کہ میں بابل کے اندر آپ کو روک سکتی، کاش ہم بابل میں اسیر نہ ہوتے اور آپ کو اپنے ساتھ رکھنے کی استطاعت رکھتے۔ اب آپ جبکہ

آج یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں آپ کی باتیں میرے لیے ماضی کے نغمے بن جائیں گی آپ کہیں بھی جائیں میں آپ کو یاد رکھوں گی اور آپ کا انتظار کروں گی۔ آہ یہ رخصتی' یہ علیحدگی بھی کیسی جان لیوا' کیسی ہولناک ہے۔"

حیرام نے گردن جھکاتے ہوئے افسردہ آواز میں کہا۔" ربقہ! ربقہ! میں ایک پردیسی غریب الوطن اور بے ٹھکانہ مسافر ہوں، میری زندگی آوارہ گرد بادلوں کی سی ہے اور تم جانو بادل کسی کو ہجر و ملاقات اور اشک و تبسم کے سوا کچھ نہیں دیتے۔ پھر بھی اے بابل کی بیٹی! ایک روز میں تیری خاطر لوٹ کر بابل آؤں گا اور تیرے انتظار کی بھاری زنجیروں کو کاٹ دوں گا۔ الوداع! اے بابل کی بیٹی! الوداع!

ربقہ جواب میں کچھ کہنے والی تھی کہ حاران بھاگتا ہوا غار میں داخل ہوا اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں میں اس نے کہا۔" حیرام! حیرام! غضب ہو گیا۔ بابل کے کچھ اور سپاہی آگئے ہیں، وہ تعداد میں دس کے قریب ہیں۔ انہوں نے تمہارا گھوڑا بھی پکڑ رکھا ہے اور وہ اسی غار کی طرف آرہے ہیں۔ شاید وہ مرنے والے سپاہیوں کے ساتھی ہیں جلدی کرو حیرام! یہاں سے بھاگ جاؤ، وہ غار کے منہ پر پہنچنے والے ہیں۔"

حیرام نے حاران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" میں تم دونوں باپ بیٹی کو ان کے حوالے کر کے یہاں سے نہ بھاگوں گا۔ اللہ اور اس کے جلال کی قسم! میرے آنے والے رسولؐ اور اس کی عظمت کی قسم! میں انہیں فنا کر دوں گا یا ان کے ہاتھوں بابل کے اِن کوہستانوں میں خود فنا ہو جاؤں گا، آپ دونوں یہیں کھڑے رہیں میں انہیں دیکھتا ہوں۔"

ربقہ نے روتی آواز میں کہا۔" ہم آپ کو اکیلے نہیں جانے دیں گے اگر مرنا ہی ہے تو اکٹھے ہی مریں گے۔"

حیرام غار کے منہ کی طرف بڑھا۔ حاران اور ربقہ بھی اس کے ساتھ تھے۔ جب وہ غار کے منہ پر آئے تو انہوں نے دیکھا بابل کے دس سپاہی غار کے منہ کے قریب کھڑے تھے۔ انہوں نے حیرام کا گھوڑا بھی پکڑ رکھا تھا اور غار سے باہر نکل کر بھاگنے کا راستہ انہوں نے بند کر دیا تھا۔



بابل کے ان دس سپاہیوں کی طرف موت کی نگاہ اور شعلہ فگن آنکھوں سے دیکھتے ہوئے حیرام نے حاران اور ربقہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" تم دونوں غار کے منہ سے ہٹ کر اوٹ میں ہو جاؤ۔ میں انہیں دھول چاٹتے بگولوں اور دھنکی ہوئی اون کی طرح بکھیر دوں گا۔ فوراً اوٹ میں ہو جاؤ قبل اس کے وہ مجھ پر آگے بڑھ کر حملہ آور ہو جائیں، میں پہلے ہی ان کے احساس کو مردہ، ان کے جسموں کو شل اور انہیں بصارت و بصیرت سے محروم کر دوں گا۔ میرے لیے یہ صحرا میں قدموں کے نشانات کی طرح عارضی ثابت ہوں گے اور میں انہیں یہاں بابل کے کوہستانوں میں گدھوں اور چیلوں کی خوراک بنا کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔"

حاران اور ربقہ غار کے منہ سے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ زخمی سانپ کی سی تیزی سے حیرام ایک پتھر کی اوٹ میں ہو بیٹھا۔ پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنی کمان سنبھالی، ترکش سے تیر نکال کر اپنے پاس ڈھیر کر لیے پھر اس نے برق کے اس کوندے کی مانند ان پر تیر برسانا شروع کر دیے جو پلک جھپکتے میں وادیوں اور کوہساروں

کو روشن کر گیا ہو۔

آن کی آن میں حیرام نے ان میں سے تین کو ڈھیر کر دیا تو دوسرے پتھروں کی اوٹ میں جانے کے لیے واپس بھاگے پر حیرام نے اپنی تیر اندازی اسی طرح جاری رکھی اور ان میں سے چار اور کو اس نے موت کی گہری نیند سُلا دیا تھا۔ حاران اس کی کارگزاری پر خوش تھا۔ ربقہ کے ہونٹوں پر شبنم میں نہائے پھول جیسی تر و تازہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

حیرام نے تیر اٹھا کر اپنے ترکش میں ڈال لیے۔ اپنی کمان اس نے کندھے سے لٹکالی اور اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر وہ غار سے باہر نکلا۔ چند قدم آگے بڑھ کر وہ ان پتھروں کے قریب گیا جن کے پیچھے زندہ بچنے والے تین سپاہی اوٹ لیے ہوئے تھے۔ جب ان تینوں نے دیکھا کہ حیرام اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے غار سے نکل آیا ہے تو وہ بھی اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھالے پتھروں کی اوٹ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور حیرام کی طرف بڑھے۔

اِن میں سے ایک نے حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے ہماری غفلت سے فائدہ اٹھایا اور ہم پر تیر چلا کر ہمیں نقصان پہنچایا۔ اب اس غار کے سامنے ہم تمہیں لہو میں نہلا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اے جہنمی اژدھے! اِن کوہستانوں میں ہم تمہارے طاؤس کے سے غرور و ناز، کتے کی سی نحوست اور گدھے کی سی حماقت کو دھر ٹیلیں گے۔"

حیرام نے اس کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور ایک زہریلی زقند کے ساتھ اس نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا تھا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں حیرام نے ان میں سے ایک کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ دوسرے دو بوکھلاہٹ میں اب حیرام پر اوچھے اور غیر پختہ وار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر کی اور کشمکش کے بعد حیرام نے ایک اور کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آخری سپاہی فوراً پلٹا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ حیرام نے کندھے سے کمان اتار کر چلّا پر تیر چڑھایا، شست لی اور تیر چلا دیا۔ بھاگنے والا اوندھے منہ زمین پر گر کر دم توڑ گیا



تھا۔ حیرام کا تیر اس کے دِل کو چھیدتا ہوا نکل گیا تھا۔

حاران اور ربقہ دونوں مسکراتے ہوئے غار سے باہر نکل آئے تھے۔ حیرام بھی اپنی تلوار پونچھ کر ان کے قریب آیا۔ حاران نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے ادنان کے بیٹے! تم سے مقابلہ کرنا طوفانوں کو دعوت دینے اور بجلیوں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔"

حیرام نے کہا۔ "آپ ربقہ کو فوراً گھر بھیج دیں اور خود اپنے ریوڑ کو لے کر دائیں طرف کے کوہستانی سلسلے میں چلے جائیں تاکہ ان مرنے والوں سے متعلق کوئی آپ سے استفسار نہ کرے۔ میں اب یہاں سے پارساگرد کی طرف کوچ کروں گا۔ میں پہلے غار سے اپنا سامان نکال لاؤں۔"

حاران اور ربقہ بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ غار سے سارا سامان اٹھا کر وہ باہر لے آئے۔ اپنے گھوڑے کو پکڑ کر حیرام نے اسے دہانہ چڑھایا اور اپنا بستر اس نے زین سے باندھ دیا۔ اتنی دیر تک ربقہ کھانے کی ساری چیزیں اس کے گھوڑے کی خرجین میں ڈالنے کے بعد پانی کا مشکیزہ بھی زین سے باندھ چکی تھی۔

دھوپ اب نکل آئی تھی۔ خوش دل پرندے ایک انوکھی چہکار کے ساتھ اپنے رزق کی تلاش میں فضاؤں کا سینہ چیرتے جا رہے تھے۔ بارش اور شبنم میں دُھلے بنفشے کے پھول، چنبیلی اور جوہی کی کلیاں دھوپ میں اپنے سَر اٹھائے مسکرانے لگی تھیں۔

حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ایک افسوسناک الوداعی نگاہ اس نے ربقہ پر ڈالی پھر اس نے حاران سے کہا۔ "میں اب جاتا ہوں، ایک روز میں پردیس سے آنے والے شناسا کی طرح لوٹوں گا اور اپنے ساتھ امن و خوش صفت سویرا لے کر آؤں گا اور بابل سے بے ہنر و درماندہ یہودیوں کو نجات دلاؤں گا۔ یہ کام میں اس لیے کروں گا کہ اس قوم کو میرے آنے والے رسولؑ کا انتظار ہے۔"

اس کے ساتھ ہی حیرام نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ربقہ کا چہرہ کسی بیوہ کی بدنصیبی اور یتیم کی بے چارگی جیسا ہو گیا تھا۔ حیرام جب

اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور چٹانوں کے بھیگے بدن کی طرح اس کے گال تر ہو گئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر دکھ سے حاران کی گردن جھک گئی تھی۔ ربقہ نے فوراً اپنے آنسو پونچھ لیے پھر وہ دونوں باپ بیٹی اپنے ریوڑ کو ہانک کر دائیں طرف لے جا رہے تھے۔

○

ایک روز جب شام ہونے کو تھی اور ٹیلے سایوں کی چادر اوڑھنے لگے تھے حیرام جنوبی پارس کے بادشاہ سائرس کے مرکزی شہر پارساگرد سے بیس میل کے فاصلے پر تھا۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور آکاش کے کنارے دھواں دھواں ہو رہے تھے۔ حیرام کی نگاہ ایک چرواہے پر پڑی جو اپنی جوانی کا گیت الاپتا ہوا ٹیلوں کے اندر اپنے ریوڑ کو ہانکنے کے لیے اکٹھا کر رہا تھا۔

حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس چرواہے کے پاس رکتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں نے پارساگرد جانا ہے، تم بتا سکو گے مجھے کس قدر اور کس سمت اور مسافت طے کرنا ہوگی؟"

اس چرواہے نے کہا۔ "یہاں سے بیس میل مشرق کی طرف پارساگرد ہے۔ کیا تمہارے کچھ ساتھی بھی ہیں جن سے تم بچھڑ گئے ہو؟"

حیرام نے کہا۔ "میرا کوئی ساتھی نہیں، پر یہ خیال تمہیں کیسے آیا؟"

چرواہے نے کہا۔ "تھوڑی دیر قبل یہاں کچھ جوان آئے تھے۔ وہ تعداد میں چھ تھے۔ انہوں نے بھی مجھ سے پارساگرد کا پوچھا تھا۔ وہ سامنے دیکھو میری بستی ہے وہ اس میں رات بسر کرنا چاہتے تھے، پر جب انہیں بتایا کہ اس بستی میں کوئی سرائے نہیں ہے تو وہ دیکھو بستی سے باہر انہوں نے اپنا خیمہ گاڑ لیا ہے۔ ان کے چار ساتھی یہاں ٹیلوں کے اندر سے خشک درخت اور گھاس کاٹ رہے ہیں، شاید وہ آگ کا الاؤ روشن کر کے رات بسر کریں گے۔

وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اگباتانہ کے بادشاہ اشعیا کا ایک پیغام لے کر



ہمارے بادشاہ سائرس[ل] کی طرف جا رہے ہیں ——

چرواہا کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ فضاؤں میں کسی کے گیت کی صدا بلند ہونے لگی تھی۔ حیرام نے دیکھا چار جوان لکڑیاں اور گھاس بستی سے باہر نصب خیمے کی طرف جا رہے تھے اور ان میں سے ایک کسی شہر کی فتح کا گیت گا رہا تھا۔

چرواہے نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ وہی ہیں جن کا میں نے تم سے ذکر کیا تھا؟"

حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا شکریہ، میں ان سے بات کرتا ہوں، شاید وہ مجھے اپنا ہم سفر اور اپنا رفیق بنانے پر رضامند ہو جائیں۔"

حیرام نے ان چاروں کی طرف اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ جب وہ چاروں اپنے خیمے کے پاس پہنچے تو حیرام بھی اپنے گھوڑے کو دلکی چال چلاتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ حیرام اپنے گھوڑے سے اترا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ان ٹیلوں کے اندر ایک چرواہے نے مجھے بتایا ہے کہ تم اگباتانہ کے بادشاہ اشعیا کی طرف سے پارس کے بادشاہ سائرس کے لیے کوئی پیغام لے کر پارساگرد جا رہے ہو۔ میری منزل بھی پارساگرد ہے کیا میں تمہارا ہم سفر اور رفیق بن سکتا ہوں۔"

ان میں سے ایک نے جو اوروں کی نسبت عمر میں بڑا تھا، حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی شفقت سے بولا۔ "میں اس مختصر سی جماعت کا سربراہ ہوں، میرا نام ابردار ہے ہم تمہیں اس خیمے میں خوش آمدید کہتے ہیں۔"

---

ل بعض علماء جن میں چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی بھی شامل ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ مقدونیہ کا اسکندرِ اعظم قرآن پاک کی سورہ کہف کا ذوالقرنین ہے لیکن اکثر علماء جن میں ترجمان القرآن کے مفسر بھی شامل ہیں پوری شرح و بسط اور مبسوط تحقیقی تبصروں سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یونان کا اسکندر نہیں بلکہ پارس کا سائرس قرآنِ پاک کا ذوالقرنین ہے۔

جو چار جوان لکڑیاں اور گھاس کاٹ کر لائے تھے انہوں نے آگ کا الاؤ روشن کر دیا تھا۔ الاؤ کے ارد گرد ہی ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ حیرام نے بھی اپنے گھوڑے کو وہاں باندھ دیا پھر ان کے ساتھ وہ الاؤ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

چند ثانیوں تک ان کے درمیان تعزیتی خاموشی اور مرگ کا سا سکوت رہا۔ پھر جنہوں نے آگ کا الاؤ روشن کیا تھا اُن کو مخاطب کرتے ہو حیرام نے پوچھا "جب تم چاروں ٹیلوں کی طرف سے آ رہے تھے تو تم میں سے کون اور کس شہر کی فتح کا گیت گا رہا تھا۔"

ان میں سے ایک نے جواب دیا "میں گیت گا رہا تھا اور وہ گیت نینوا شہر کی فتح کا گیت تھا۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم اگباتانہ کے رہنے والے ہیں اور ہمارے موجودہ بادشاہ اشعیاہ کے باپ ہوخشترہ نے نینوا شہر فتح کر کے آشوری قوم کی عظمت و برتری کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، یہ گیت اسی فتح کے متعلق ہے اور اگباتانہ میں بہت مقبول ہے۔" حیرام نے پوچھا "تمہارا مذہب کیا ہے؟"

وہ جوان اُٹھا اور حیرام کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے کہا "ہمارا سب سے بڑا بُت اوھورا ہے۔ یہی ہمارا خدا ہے، اس کے علاوہ ہمارا جنگی دیوتا ہے اس کا نام متھرا ہے اور ناہید ہماری پانی کی دیوی ہے۔

جب سے بابل کے سابق بادشاہ بخت نصر کی بہن مانداَنہ کی شادی ہمارے بادشاہ سے ہوئی ہے، تب سے بابل کا دیوتا مردک اور دیوی عشتار بھی ہمارے ہاں مقبول ہو گئے ہیں۔ ہم آرین ہیں اور آرین زیادہ تر اوھورا، متھرا اور ناہید کی ہی پرستش کرتے ہیں لیکن یہ تو کہو تمہارا مذہب کیا ہے؟"

حیرام نے کہا "میں بظاہر تو یہودی ہی ہوں لیکن میں ایسی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں جس کی آمد سے نیل کے کنارے مصری مجسمے سرنگوں ہوں گے، عورتوں کو ننگ و بدکاری سے نجات ملے گی۔ بابل کی قوت، مصر کی بزرگی ختم ہو جائے گی۔ انسانیت کو مادی زنجیروں اور اندھے انسانی قانون سے نجات حاصل ہو گی۔ کائنات شرف و حسن



سے لبریز ہو گی۔ اس آنے والی ہستی کی نگاہیں لطف و محبت سے بھرپور ہوں گی۔ اس کی باتیں فرشتوں کے دل سے زیادہ پر سکون ہوں گی وہ حق کا دستِ راست اور اللہ کا فرستادہ ہو گا۔ اس کے ماننے والے عظمت و اقتدار کی بلندیوں کو چھوئیں گے۔"

یہودیوں میں بڑے بڑے کاہن اور فلسفی بے چینی سے اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ مذہبی کتب اور صحائف میں اس سے متعلق واضح نشانیاں اور پیش گوئیاں ملتی ہیں۔"

اس جوان نے طنزاً کہا۔ "احمق ہیں وہ کاہن اور فلسفی جو اس آنے والے کا انتظار کر رہے ہیں۔ بیوقوف اور جاہل ہو تم جو ایسی ہستی کو مانتے ہو جس کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہی اس کا ظہور ہو گا کہ یہ کاہنوں اور مذہب پسند لوگوں کی خود ساختہ خوش فہمیاں ہیں اور کچھ نہیں۔"

غصے میں حیرام کا رنگ جلتے الاؤ جیسا ہو گیا۔ اس نے اس جوان کا گریبان پکڑ لیا اور اس کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ مارتے ہوئے کہا۔ "تم بکتے ہو، اس کی آمد ستاروں کی مانند حقیقت ہے۔ میرا ضمیر اس کی آمد کا منتظر ہے اور ضمیر سب سے بڑا کاہن ہے۔"

طمانچہ کھا کر وہ جوان اُٹھ کھڑا ہوا اور گرجتے ہوئے کہا۔ "تُو نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا، تجھے مار مار کر آگ کے اس الاؤ میں ڈال دوں گا۔"

وہ جوان اُٹھ کر جب حیرام کو مکہ مارنے لگا تو حیرام زخمی ہونے والے تیندوے کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا اور مکے کے لیے اس کا اُٹھا ہوا ہاتھ اس نے فضا میں ہی پکڑ لیا، اور اس کے پیٹ میں ایسا زور دار مکہ مارا کہ وہ اُچھلتا ہوا دُور جا گرا۔ اس کے تین ساتھی جنہوں نے اس کے ساتھ الاؤ روشن کیا تھا، اُٹھ کر حیرام پر برس پڑے جب کہ ابرداد اور اس کا ایک ساتھی ان کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

حیرام نے ان چاروں پر ایسے زور دار مکوں کی بارش کی تھی کہ وہ بے سُدھ

سے ہو کر الاؤ کے پاس گر گئے اور پھر قہر آلود انداز میں حیرام کو گھورتے ہوئے وہ اپنے کپڑے جھاڑ کر الاؤ کے قریب ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

ماحول کچھ مغموم اور چپقلش آمیز ہو گیا تھا۔ پالے کے جاڑے اور شدید سردی کے ہتھیاروں سے لیس سرما کی ہوائیں بھوکے بھیڑیوں کی طرح چیخ چلا رہی تھیں، خیمے کے اندر جلتی مشعل کی لو طوفانی ہواؤں سے کانپ رہی تھی۔ رات آسمان کے لبادے پر ستاروں کے جواہر ٹانک چکی تھی اور آسمان کا چاند اپنی شعاعوں کا نقاب زمین کے چہرے پر ڈال چکا تھا۔

ابرداد حیرام کے قریب آیا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے مصالحت آمیز رویے میں کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھی کی باتوں سے تمہاری دل شکنی ہوئی اور اس جھگڑے کی ابتدا ہوئی۔ پھر ابردار حیرام کے پاس بیٹھ گیا اور ایسی آواز میں مخاطب ہوا جس سے ہمدردی اور شفقت کی شعاعیں پھوٹتی تھیں۔ "ہم ایک اہم کام کے سلسلے میں پارسا گرد جا رہے ہیں، ہم راستے میں جھگڑا اور جنگ نہیں چاہتے۔"

حیرام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "تم اور تمہارے ساتھی کس کام کی غرض سے پارسا گرد، پارس کے بادشاہ سائرس کے پاس جا رہے ہو؟"

ابردار نے کہا۔ "جب سے سائرس کا باپ کمو جیہ مرا ہے تب سے سائرس نے ہمیں خراج نہیں دیا کیونکہ اس کا باپ ہمارا خراج گزار تھا۔ ہم اپنے بادشاہ کا پیغام لے کر سائرس کے پاس جا رہے ہیں کہ وہ پچھلے تمام برسوں کا خراج ادا کرے ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔ ہمارے عساکر، ہمارے سپہ سالار ہارپیگ کی سرکردگی میں جنگ کے لیے تیار ہیں اور ہارپیگ ایسا جرنیل ہے کہ زندگی میں نہ اسے کسی نے پچھاڑا اور نہ ہی اسے کسی نے شکست دی ہے۔"

حیرام نے ابردار کی طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے۔ سائرس یہ خراج ادا کرنے پر رضا مند ہو جائے گا؟"



ابردار نے کہا۔ "وہ اگبا تانہ کی قوت کو جانتا ہے ضرور خراج ادا کرنے پر راضی ہو جائے گا۔"

حیرام نے کہا۔ "وہ ہرگز خراج ادا نہ کرے گا، یہ میرے ضمیر کی آواز ہے سنو! تمہارے شہر اگبا تانہ میں بابل کی طرز کا جو زگورات کا مقدس مینار بن رہا ہے اس کی پانچ منزلیں مکمل ہو چکی ہیں اور چھٹی منزل جو سونے کی ہے، زیرِ تعمیر ہے۔ اس کے متعلق مجوسیوں کے ہادی زرتشت کے علاوہ چند اور کاہنوں کی بھی پیش گوئی ہے کہ جب یہ مقدس مینار مکمل ہو جائے گا۔ اگبا تانہ کی حکومت ختم ہو جائے گی اور سنو میرا دل کہتا ہے، اگبا تانہ کی یہ تباہی سائرس کے ہاتھوں ہو گی۔"

جن چار نے حیرام کے ساتھ جھگڑا کیا تھا ان میں سے دو تیزی سے اٹھے خیمے کے اندر جا کر وہ اپنی تلواریں اور ڈھالیں لے آئے اور پھر ان میں سے ایک نے جلادی لہجے میں حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم ابھی تمہیں بتاتے ہیں کہ اگبا تانہ کی تباہی نہیں تمہاری اپنی تباہی کس طرح ہمارے ہاتھوں ہوتی ہے۔ آگ کے اس جلتے الاؤ کے پاس ہم دونوں اپنی تلواروں سے تمہاری خوب پیوند کاری کریں گے۔"

حیرام فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تلوار کھینچ کر اس نے ڈھال سنبھالتے ہوئے قہر آلود لہجے میں کہا۔ "اے ابلیس کے فرزندو! اے ظلمت کے بیٹو! میری طرف آؤ اور دیکھو کیسے میں تمہارے جگمگاتے غرور کو پل میں کرچی کرچی کرتا ہوں اور بلور کے پیالے کی مانند کیسے تمہیں پاش پاش کرتا ہوں۔ آگے بڑھو کہ میں ایک فعال قوت بن کر تم دونوں کے چہروں پر موت کی سیاہ نقاب ڈال دوں گا۔"

وہ دونوں جب قریب ہوئے تو حیرام نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔ ان دونوں کے وار اس نے اپنی ڈھال پر روکے پھر ایک کے پاؤں پر اس زور سے اس نے اپنا پاؤں مارا کہ وہ ایک سسکی لیتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرا ابھی اپنی تلوار علیحدہ ہی کر رہا تھا کہ حیرام کی تلوار برق کی طرح کوندتی ہوئی اس پر گری اور اسے خون میں نہاتی ہوئی ڈوب کر ابھر گئی۔

اب حیرام اس پر حملہ آور ہوا جو اپنا پاؤں سہلانے کی خاطر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ زیادہ دیر تک حیرام کے ہولناک حملوں کا سامنا نہ کر سکا اور اس کی پیاسی تلوار کا شکار ہو کر زمین پر گر گیا۔ حیرام نے اس بار ابردار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم یا تمہارے بہترین ساتھی اپنے ان مرنے والے دو ساتھیوں کا انتقام مجھ سے لینا چاہتے ہیں تو اپنی تلواریں سنبھالو اور میری طرف آؤ، میں ان دونوں کی طرح تم چاروں کو بھی کاٹ کر چلتا بنوں گا۔"

ابردار نے صلح پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھیوں نے تم سے ٹکرا کر حماقت کی ہے اور اس کا انجام انہیں خوب ملا۔ ہم تمہارے ساتھ امن و رفاقت چاہتے ہیں۔"

حیرام آگے بڑھا، اپنے گھوڑے کو اس نے کھول لیا اور ابردار کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں تمہاری رفاقت قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ تم لوگ سیاہ دل ہو۔" حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا دی۔

سرما کی سرد خاموشی کے اندر وادی میں اس کے گھوڑے کی ٹاپیں یوں سنائی دی تھیں جیسے پتھروں پر ہتھوڑوں کی ضربیں پڑ رہی ہوں۔ ابردار حیرام کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ چاندنی رات میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ مڑا اور اپنے تین ساتھیوں کے پاس الاؤ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

اس کے ایک ساتھی نے جھلا کر اس سے کہا۔ "ہمیں اس جلاد کو یوں بچ کر نہ جانے دینا چاہیے تھا۔ ہمیں اس سے اپنے ساتھیوں کا انتقام ہر صورت میں لے کر اپنا فرض پورا کرنا چاہیے تھا۔"

ابردار نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔ "وہ سمندر کی طرح سرکش، اندھیرے کی طرح گہرا اور آتش فشاں کی طرح زوردار ہے۔ اس کا جنگی تجربہ کوہستانوں کی طرح سنگین اور اس کا عزم، ارادہ اور عمل بادلوں کی طرح بلند ہے۔

دھورا کی قسم! یہ ان جوانوں میں سے ہے جو شیروں کے بن اور عقابوں



کے مسکن میں بلا تامل گھس جانے کا فن جانتے ہیں۔ اگر ہم چاروں بھی اس سے ٹکراتے تو وہ ہمیں بھی بکریوں کے ریوڑ اور اُتودوں کے گروہ کی طرح ہانک اور اُٹھا کر رکھ دیتا۔ میں آگ کے الاؤ کی روشنی میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہمارے دو ساتھیوں کے ساتھ جنگ کے دوران اس کے چہرے پر قناعت پسندی، فتح و کامرانی کا تبسم اور کامیابی و فیروزمندی کا عروج وارتقا رہا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت کم جوان ایسے دیکھے ہیں جو اس کی طرح اپنے مقابل پر بقا و فنا اور موت کے کرب کا طوفان بن کر نازل ہو جاتے ہیں۔ وہ انتہائی دلیر، دبنگ، دانا اور اساطیری شخصیت کا مالک ہے۔ اس سے جنگ اپنی موت کے نوشتے پر مہر ثبت کرنے کے مترادف ہے۔"

ابردار خاموش ہو گیا۔ سنسان فضا میں بہار کو ترستے اُجڑے پیڑوں کے بچے کچھے پتے تیز سرمائی ہوا میں ساز کی طرح بج رہے تھے۔ دانہ چگ کر دیر سے لوٹتے الاؤ کا پرندے اپنی مترنم آوازوں میں اللہ کی حمد و تقدیس، نغمہ ہائے عبودیت اور عشرت و مسرت کے گیت گاتے ہوئے فضاؤں کا سینہ چیرتے جا رہے تھے۔ ابردار اپنی جگہ سے اُٹھتا ہوا بولا۔

"اس حادثے کو بھول جاؤ اور آؤ اپنے ساتھیوں کی نعشوں کو دبا دیں۔"

سب خاموشی سے اُٹھے اور اپنے ساتھیوں کو دفن کرنے کی خاطر وہ الاؤ کے بائیں طرف گڑھا کھودنے لگے تھے۔

○

پارس کا بادشاہ سائرس اپنے پتھر کے محل میں جلوہ افروز تھا۔ اس کے دائیں بائیں اس کے ارکانِ سلطنت اور اعیانِ مذہب تھے۔ سامنے غلام[1] اور پہریدار یوں کھڑے تھے جیسے سورج کے سامنے درخت، پشت پر حسین کاسپی کنیزیں کھڑی

---

[1] کاسپی قبائل کا تعلق فارس کی مرکزی سطح سے تھا۔ ان کی لڑکیاں انتہائی حسین تھیں لہذا شاہی درباروں میں کنیزیں اور حرموں کے اندر رکھی جاتی تھیں۔ سائرس کی

تھیں جن کے قریب ہی نغمہ گر مرد اور عورتیں تہنیت کے گیت گا رہی تھیں۔

سائرس کے پہلو میں دائیں طرف اس کا جوان بیٹا کموجیہ[1] بیٹھا ہوا تھا جبکہ پشت میں ذرا فاصلے پر فارس کی مقدس اور پانی کی حسین دیوی ناہید[2] کا مجسمہ رکھا ہوا تھا جس کے اِرد گرد خوشبوؤں کے دھوئیں نے ایک باریک سا نقاب ڈال رکھا تھا۔

جب نغمہ تہنیت ختم ہوا تو دربار میں حیرام کو سائرس کے سامنے پیش کیا گیا چند ثانیوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ "مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا نام حیرام ہے۔ بابل سے آئے ہو اور ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہتے ہو"

حیرام نے کہا۔ "اے بادشاہ! آپ نے درست سنا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے لشکر میں شامل ہو کر اپنی عمدہ کارگزاری کا مظاہرہ کروں اور پھر آپ کے بابل پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں، میں ان یہودیوں کی آزادی چاہتا ہوں، جو بخت نصر کے دور سے وہاں اسیری کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں وہ آزاد ہو کر واپس یروشلم چلے جائیں"

سائرس نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ہمارے لشکر میں اپنی عمدہ کارگزاری کا مظاہرہ کر سکو گے جب کہ ہمارے پاس ایک سے ایک برتر تیغ زن ہے"۔

حیرام نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ "اپنا کوئی بھی تیغ زن لے آئیے۔ میں اسے آپ کے سامنے سرنگوں اور شکست خوردہ کر دوں گا"

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳) حکومت زیادہ تر کاسپی، مارابی، مروی، ماسپی اور دشتِ کبیر کے گرمانی قبائل پر مشتمل تھی۔

[1] سائرس نے اپنے باپ کے نام پر کموجیہ رکھا تھا۔

[2] سائرس نسلاً آرین تھا۔ لہٰذا وہ بھی دوسرے آرینوں کی طرح ادھورا، متھرا اور ناہید کی پوجا کرتا تھا۔



سائرس نے پھر چند ثانیوں تک غور سے حیرام کو دیکھا پھر اس نے ایک پہریدار سے کہا۔ "سروج کو بلاؤ۔"

وہ پہریدار تیزی سے باہر نکل گیا۔ سائرس نے پھر حیرام سے پوچھا۔ "تم ہمارے ہی لشکر میں شامل ہونے کیوں چلے آئے، بابل کے اِرد گرد اور بادشاہ بھی ہیں ان کی طرف تم کیوں نہ گئے"

حیرام نے کہا۔ "اگباتانہ کے اندر بابل کے مقدس مینار زگورات کی طرز کا ایک مینار بن رہا ہے اس کے متعلق زرتشت اور دیگر کاہنوں کی پیش گوئی ہے کہ جب وہ مینار مکمل ہو جائے گا تو اگباتانہ کی سلطنت جنوب کے کسی بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہو جائے گی۔ جنوب کی طرف آپ ہی ہیں۔ آپ کی قوت اور شوکت عنقریب بہت بڑھ جائے گی کیونکہ وہ مینار مکمل ہونے والا ہے۔ اسی لیے میں آپ کے لشکر میں شامل ہونے آیا ہوں"

حیرام کی باتوں سے سائرس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی وہ اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ محل سے باہر کھڑے پہریداروں میں سے ایک اندر آیا۔ سائرس کے قریب ہو کر رازداری سے کچھ کہا اور پھر سائرس کا جواب سن کر باہر نکل گیا۔

سائرس نے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرام سے کہا۔ "تم بیٹھ جاؤ۔ ہم ابھی تمہاری کارگزاری کا امتحان لیں گے اگر تم کامیاب ثابت ہوئے تو ہم تمہیں اپنے ایک ہزار سرکردہ سواروں کا سالار بنا کر اپنے لشکر میں شامل کر لیں گے"

حیرام چپ چاپ اس خالی نشست پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دربار میں اگباتانہ کا ابردار اور اس کے تین ساتھی داخل ہوئے۔ جب وہ سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو انشان کی سرزمین کے بادشاہ سائرس نے پوچھا۔ "اشعیاہ نے تمہیں کس غرض سے میری طرف روانہ کیا ہے"

ابردار نے کہا۔ "ہم اس بادشاہ کی طرف سے آئے ہیں جو تمام علاقوں کا بادشاہ ہے۔ مادی، عیلامی، ارمنستان، طبرستان، میڈیا اور ارتا کی سرزمینوں پر حکومت کرتا ہے اے بادشاہ آج ماہِ نیسان کی پہلی تاریخ ہے۔ ہمارے بادشاہ اشعیاہ کا فرمان ہے کہ آپ

ماہ نیسان کی آخری تاریخ کو اس کے پاس حاضر ہوں تاکہ وہ آپ سے پوچھے کہ آپ کی طرف سے پچھلے کئی برس کا خراج کیوں ادا نہیں کیا گیا"۔

سائرس کا رنگ غصّے میں سُرخ ہو گیا اس نے خفگی میں کہا۔ "جاؤ اشعیاہ سے جاکر کہو وہ خراج میرا باپ ادا کیا کرتا تھا۔ مَیں اس کے پاس جانے اور خراج دینے سے انکار کرتا ہوں۔ اب وقت آنے والا ہے کہ ہم اس سے خراج وصول کریں۔ جاؤ اسے جاکر میرا جواب سُنا دو"۔

ابرداد اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلنے لگا تھا کہ اس کے ایک ساتھی کی نگاہ اچانک حیرام پر پڑی اور اس نے فوراً سائرس کو مخاطب کر کے کہا "اے بادشاہ! ہمارا انصاف کرو۔ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے۔ یہاں سے بیس میل شمال میں ہمارا رفیقِ سفر بننے کو آیا۔ باتوں باتوں میں اس سے ہماری تکرار ہو گئی اور اس نے ہمارے دو آدمیوں کو قتل کر دیا"۔

سائرس نے کہا۔ "جھگڑے کے واقعات پوری تفصیل سے کہو"۔

اس جوان نے سارا واقعہ جیسا پیش آیا تھا ویسا ہی کہہ سنایا۔ سائرس نے گہری مسکراہٹ اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے نادان ہو، اس جوان نے جس کا نام حیرام ہے ہماری طرف داری کرتے ہوئے تمہارے دو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ہم ایسے بے مروت نہیں کہ ایسے شخص کے خلاف کارروائی کریں جو ہماری حمایت میں اپنی تلوار بے نیام کرے۔ تمہاری باتوں نے حیرام کو ہماری نگاہوں میں اور عزیز وارفع کر دیا ہے"۔

ابرداد اور اس کے ساتھی شرمندہ ہو کر باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد دربار میں وہی پہریدار داخل ہُوا جسے سائرس نے سروج کو بلانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس پہریدار کے ساتھ ایک پہلوانوں کی طرح توانا اور مضبوط جوان تھا۔ شاید وہی سروج تھا جسے سائرس نے بلوایا تھا۔

جب آنے والا جوان سائرس کے سامنے آکھڑا ہُوا تو سائرس نے اشارے



سے حیرام کو بُلایا۔ حیرام اُٹھ کر سروج کے پہلو میں جاکھڑا ہُوا۔

سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے بابل کے اجنبی! یہ جوان جو تمہارے ساتھ کھڑا ہے، اس کا نام سروج ہے۔ یہ میرے محافظ دستے کا کماندار ہے تم اس کے ساتھ اپنی تیغ آزماؤ۔ اگر تم تھوڑی دیر تک بھی اس کے ساتھ جم کر لڑ سکے تو مَیں اپنے لشکر میں ایک ہزار عمدہ سواروں کا کماندار بنا دوں گا اور وہ سوار ایسے ہوں گے جن کے پاس اعلیٰ نسل کے نسائی[1] گھوڑے ہوں گے اور وہ اپنے ہدف پر ضرب لگانے میں ماہر ہوں گے"۔

حیرام نے پشت پر سے اپنی ڈھال اُتاری اور اپنی تلوار کھینچتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں اس کے لیے تیار ہوں، تیغ زنی میں آج تک مَیں نے کسی سے مات نہیں کھائی۔ اگر یہ جوان جس کا نام سروج بتایا گیا ہے مجھے ہرا گیا تو مَیں اسے اپنا آقا تسلیم کر لوں گا، اگر مَیں اسے ہرا گیا تو کچھ اور طلب نہ کروں گا"۔

حیرام پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ سروج نے بھی اپنی تلوار ڈھال سنبھال لی تھی اور پیچھے ہٹ کر وہ حیرام کے سامنے جاکھڑا ہُوا تھا۔ سلطنت کے اراکین اور اعیان مذہب دم بخود ہو گئے تھے جیسی کا سپی کنیزیں اور نغمہ گر بڑے شوق سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔ دربار میں بیٹھے اور لوگ بھی اپنے شوق اور بھرپور دل چسپی کا اظہار کر رہے تھے۔

سائرس نے اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھاتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں مقابلہ شروع کر سکتے ہو"۔

حیرام نے اپنی تلوار کو چومتے ہوئے کہا۔ "ابتدا کرتا ہوں مَیں اپنے رب کے نام سے جو اپنے بندوں کے لیے مہربان و شفیق ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں

---

[1] یہ جنوبی ایران کے جنگلی گھوڑے تھے جو انسان کو اپنی دولتیوں اور دانتوں سے چیر پھاڑ کر ہلاک کر دیتے تھے۔ اب یہ اپنے سواروں سے مانوس ہو گئے تھے۔

اپنے آنے والے رسولؐ کے وسیلے سے جو صاحبِ عظمت و جبروت ہوگا تجھ سے اپنی نصرت اور فوز مندی کی التماس کرتا ہوں"۔

سروج نے آگے بڑھ کر حیرام پر حملہ کر دیا تھا۔ حیرام نے اس کا وار بڑے اطمینان سے اپنی ڈھال پر روک دیا پھر حیرام نے وار کیا جسے سروج نے بھی اپنی ڈھال پر روک لیا۔ پھر دونوں اندھا دھند وار کرتے ہوئے ایک دوسرے پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اچانک اور یکا یک حیرام نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دی۔ اب اس نے جنگ کا اپنا روایتی انداز اپنا لیا تھا اور عجیب سی وحشی آوازیں نکالتے ہوئے اس نے ایک باغیانہ ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ اس کے چہرے پر حوصلوں کا ثبات جھلملا رہا تھا جب کہ اس کی تلوار غصیلی روح کے صاعقہ اور آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح ابھر ڈوب رہی تھی۔ اب حیرام سروج کو اپنے آگے آگے بھگانے لگا تھا۔ لگتا تھا لمحہ بہ لمحہ سروج اس کے سامنے بے بس اور لاغر ہوتا جا رہا ہو۔

سائرس اور اس کا بیٹا کمو جبیہ حیرت و تعجب سے حیرام کو دیکھ رہے تھے۔ جو حملہ آور ہوتے ہوئے طوفان سے زیادہ شدید تھا۔ اس کی بجلی کی طرح کوندتی تلوار میں اب ہزاروں گھات جھلک رہے تھے۔ کاہنی کنیزیں اور نغمہ گر دم بخود تھے اور دربار میں بیٹھے دوسرے لوگوں پر بھی ایک گونگی خاموشی کی چادر سی تن گئی تھی۔

اس اضطراب آفرین خاموشی میں حیرام خوفناک اندھی قوت بن کر حملہ آور ہو رہا تھا جیسے وہ سروج پر غم انگیز تباہی کا نزول کرنے کا پختہ عزم کر چکا ہو۔

اچانک حیرام نے اپنے رب کا نام لیتے ہوئے نعرہ مارا پھر اس نے اپنی تلوار گرائی اور سروج کی تلوار کھٹ سے دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔

سروج خوفزدہ ہو گیا تھا اور سائرس کے قریب جا کر اس خدشے کے تحت کھڑا ہو گیا تھا۔ مبادا غصے کی حالت میں حیرام اس پر وار کر دے۔ حیرام ابھی تک کسی وحشی قبیلے کے دیوتا کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ پھر اس نے سروج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



"میں جب اپنے رب کا نام لے کر حملہ کروں تو میری تلوار لوہا کاٹتی ہے"۔

سائرس کا بیٹا کمو جبیہ اٹھا اور آگے بڑھ کر حیرام کو اس نے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے بابل کے اجنبی! قسم ادھورا کی، میں نے ساری عمر تیغ زنی کی مشق کی ہے اور بڑے بڑے جنگجوؤں کو جنگ کرتے دیکھا ہے لیکن تیرے جیسا لاجواب تیغ زن نہیں دیکھا۔ ہم سروج کو تیغ زنی میں ایک معیار خیال کرتے تھے لیکن تو نے اس معیار کو ایک بوسیدہ اور کمزور ستون کی طرح گرا کر رکھ دیا ہے"۔

سروج ابھی تک اپنی جگہ ہکا بکا پریشان اور افسردہ کھڑا تھا۔ سائرس اپنی جگہ سے اٹھا اور بلند آواز میں اس نے کہا۔ "سروج! تم چلے جاؤ"۔

سروج نے اپنی کٹی ہوئی تلوار کا آدھا حصہ اٹھایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دربار سے باہر نکل گیا تھا۔

حیرام کو سائرس نے اشارے سے اپنے پاس بلایا جب وہ قریب آیا تو سائرس نے سنہری سکوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی حیرام کو دیتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں ایک نہیں دس ہزار سپاہ کا سالار مقرر کرتا ہوں۔ امن میں تمہاری حیثیت میرے [illegible] دستوں کے سالار کی سی ہوگی۔ جنگ میں تم ہراول لشکر کے کماندار ہوا کرو گے۔ ہمارے عساکر میں سروج ایک طوفان سمجھا جاتا تھا لیکن تم وہ جوان ہو جس نے اس [illegible] کر کے اس کا رخ موڑ دیا ہے"۔

[illegible] نے اپنی پشت پر کھڑی حسین و جمیل کاہنی کنیزوں کی طرف [illegible] پارسا گروں کی یہ حسین ترین دوشیزائیں ہیں ان میں سے جسے [illegible] اس کی طرف اشارہ کر دیں اسے تمہیں سونپ دوں گا۔ چاہو تو اسے بیوی بنا لو چاہے کنیز بنا کر اپنے پاس رکھ لو"۔

حیرام نے بڑی انکساری اور سادگی سے کہا۔ "[illegible] مجھے نہ بیوی کی نہ کنیز کی ضرورت ہے۔ ان کنیزوں [illegible] کا تحمل نہ کر پاتا نہیں چاہتا [illegible] مجھے کچھ دینا ہی چاہتے ہیں تو مجھے [illegible] جیسا آپ کے حالات جانتے

دیں گے تو آپ بابل پر لشکر کشی ضرور کریں گے۔ تاکہ وہاں اسیر اور مقید یہودیوں کو رہائی دلائی جا سکے۔"

سائرس نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، جب بھی مناسب ہوا میں بابل پر لشکر کشی کر کے وہاں اسیر یہودیوں کو آزادی دلاؤنگا۔"

حیرام کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔ سائرس نے چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ "کیا تمہارا تعلق بھی ان ہی یہودیوں سے ہے جنہیں بابل کا بادشاہ بخت نصر ارضِ فلسطین سے قیدی بنا کر لایا تھا۔"

حیرام نے کہا۔ "اے بادشاہ! میرا تعلق فلسطین سے نہیں۔ میری ایک طویل کہانی ہے۔"

سائرس نے کہا۔ "اپنے حالات و واقعات ہمیں تفصیل سے کہو تاکہ ہمیں تمہاری اصلیت سے آگاہی ہو۔"

جواب میں حیرام نے اپنے بچپن، یہودیت قبول کرنے، خواب دیکھنے، حضورؐ پر ایمان لانے، بابل کے بت توڑنے اور بھاگ کر پارساگرد آجانے کے سارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔

سائرس نے اچنبھے پن میں پوچھا۔ "تم نے بابل کے بت کیوں توڑے۔ کیا تم ان کی پوجا نہ کرتے تھے۔ کیا تم ہمارے دیوتا اہورا، متھرا اور دیوی ناہید کو بھی نہیں مانتے ہو؟"

حیرام نے بڑی بے باکی سے کہا۔ "اے انشان کے عظیم بادشاہ میں کسی بھی دیوتا کی پوجا نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو مانتا ہوں۔"

سائرس نے چند ثانیوں تک سوچنے کے بعد پوچھا۔ "پھر تم کسے مانتے ہو۔"

حیرام نے کہا۔ "میں اس اللہ کو مانتا ہو جو ایک ہے اور اس کے کاموں میں کوئی اس کا شریک و ساجھی نہیں ہے۔ وہ ازل میں تھا، اب بھی ہے اور ابد تک رہے گا۔ وہی ہے جس کے حکم پر بہار کے بطن سے پھول پیدا ہوتے ہیں۔ گرما



ان پھولوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ خزاں ان پر موت طاری کرتا ہے اور جاڑا اپنی تیز ہواؤں سے ان کی پتیوں کو منتشر کر دیتا ہے۔ وہی انسان کو بچپن کی نرمی، جوانی کا سجیلا پن، پختہ عمری کی قوت اور بڑھاپے کی دانائی عطا کرتا ہے۔ وہ بڑا صاحبِ عظمت و جبروت ہے۔ وہ وہی ہے جو مادۂ حیات کے قطرے سے قومیں اور نسلیں وجود میں لاتا ہے۔

اپنے رب کے بعد میں اس رسولؐ پر ایمان رکھتا ہوں جو ابھی آئے گا۔ اور جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اسؐ کے آنے پر جہالت کی زنجیریں کٹیں گی، اور قربان گاہوں کی مقدس آگ بجھ جائے گی۔

اے بادشاہ! میرا رب میرا مونس اور میرے آنے والے رسولؐ کا نام میرا ... ہے۔ ان ہی کی برکت سے میں بڑے بڑے معرکوں میں سرخرو ہوتا ہوں۔"

سائرس چند ثانیوں تک گردن جھکائے حیرام کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ پھر اس نے زور سے پکارا۔ "اہبا! اہبا!"

اراکین سلطنت اور اعیانِ مذہب کے سامنے جو عام لوگ حیرام اور ... کا مقابلہ دیکھنے کے لیے بیٹھے ہوئے ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کا شخص اٹھا اور سائرس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

سائرس نے اہبا کی طرف اشارہ کر کے حیرام سے کہا۔ "یہ میرا سائیس اور ملازم کار ہے۔ اس محل کے نزدیک ہی دائیں جانب یہ پتھروں کی ایک پختہ حویلی میں رہتا ہے۔ تم اس کے ساتھ رہو گے۔ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں تاہم اس کی خدمت کے لیے خدام مقرر ہیں۔"

سائرس جب خاموش ہوا تو بوڑھے اہبا نے کہا۔ "اے آقا! اب یہ نہ کہیے ... بچے نہیں۔ اب یہ جوان جس کا نام حیرام ہے اور جسے آپ میرے حوالے کر ... ہیں، یہی میرا بیٹا ہوگا۔ میں اسے اپنا بیٹا جان کر اس کی خدمت کروں گا۔"

حیرام نے اہبا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری رفاقت پر فخر کرونگا۔"

امبا نے کہا۔ "مجھے بھی اپنی ذات پر فخر ہوگا کہ مجھے ایک ایسا جوان بیٹا مل گیا ہے جس کی ضرب میں زلزلے اور جس کی تلوار میں برق کے کوندے پنہاں ہیں۔" سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم جاؤ۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہوئی تمہیں بلا لیا کروں گا۔"

حیرام اور امبا دونوں باہر نکل گئے۔ محل کے دائیں طرف تھوڑی ہی دور امبا حیرام کو لے کر پتھروں کی صاف ستھری حویلی میں داخل ہوا۔ ایک خادم بھاگتا ہوا آیا اور امبا کے اشارے پر وہ حیرام کے گھوڑے کو حویلی کے اصطبل کی طرف لے گیا۔ امبا حیرام کو حویلی کے اندر لے گیا اور اس کے کھانے کا انتظام کرنے لگا تھا۔

○

سائرس اپنی بیوی کاسندان اور بیٹے کموجیہ کے ساتھ اپنے پتھر گارے کے محل میں محوِ گفتگو تھا کہ محل کا ایک پہریدار بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا اور اپنے بالائی جسم کو اس نے کمان کی شکل کا خم دیتے ہوئے کہا۔

"اے آقا! ہمارے ان جاسوسوں میں سے ایک جاسوس لوٹا ہے جنہیں اشعیاہ کے ردِعمل پر نگاہ رکھنے کی خاطر اگباتانہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس ایک اہم اور پریشان کن خبر ہے جسے وہ ابھی آپ سے کہنا چاہتا ہے۔"

سائرس نے فکرمند لہجے میں کہا۔ "اسے فوراً میرے پاس لاؤ۔"

پہریدار بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ساتھ ادھیڑ عمر کا مجوسیوں کے معبد جیسی شکل رکھنے والا ایک شخص تھا۔ جب وہ قریب آیا تو سائرس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تجسس سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔ "تم اگباتانہ کی طرف سے کیا خبر لائے ہو؟"

اس جاسوس نے کہا۔ "اے آقا! اشعیاہ نے ہمارے خلاف لشکر کشی کر دی ہے۔ اس نے اپنے عظیم سپہ سالار ہارپیگ کو ایک جرار لشکر دے کر ہمیں



کچلنے کے لیے روانہ کر دیا ہے۔ ہارپیک آج ہی رات کے پہلے حصے میں کسی وقت پارساگرد سے دس میل جنوب میں خیمہ زن ہوگا۔ ایک رات وہ اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دے گا اور اگلے روز وہ پارساگرد کا محاصرہ شروع کر دے گا۔ اشعیاہ نے ہارپیک کو حکم دیا ہے کہ سائرس کو گرفتار کر کے اور اس کے گلے میں غلامی کا آہنی طوق ڈال کر اس کے سامنے پیش کرے۔"

سائرس نے آنے والے اس جاسوس سے کہا۔ "تم جاؤ جا کر آرام کرو۔"

وہ ادھیڑ عمر شخص باہر نکل گیا۔ سائرس چند ثانیوں تک گردن جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ جب کہ اس کی بیوی اور بیٹا اسے اضطراب اور فکرمندی سے دیکھتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ سائرس نے اپنی گردن سیدھی کی اور اپنے بیٹے کموجیہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "کموجیہ! کموجیہ! بھاگ کر جاؤ اور حیرام کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ پر نہیں ٹھہرو میں یہ کام کسی پہرے دار کو سونپتا ہوں۔"

کموکموجیہ نے کہا۔ "اے میرے باپ! میں اسے خود ہی بلانے جاؤں گا۔ میں آپ کو بتائے بغیر اسے ملنے امبا کی حویلی میں جاتا رہا ہوں مجھے اس سے ہمدردی اور محبت ہو چکی ہے اور میں اسے اپنا بھائی بنا چکا ہوں، اپنے بھائی کو میں خود ہی بلانے جاؤں گا۔"

سائرس نے دبی دبی مسکراہٹ میں کہا۔ "تو پھر اسے فوراً بلا کر لاؤ، میں اس بابل کے بت شکن سے بہت بڑا کام لوں گا۔ پارساگرد کو بچانے میں وہ ایک بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔"

سائرس کا بیٹا کموجیہ حیرام کو بلانے کے لیے جانے ہی لگا تھا کہ محل کے اس کمرے میں بہت سے لوگ داخل ہوئے۔ ان میں مقامی بت کدے کے پجاری بھی تھے اور ان کی سرکردگی میں کچھ لشکری بھی تھے۔ انہوں نے اپنے گھیرے میں کسی کو پکڑ رکھا تھا اور سائرس کی طرف لا رہے تھے۔

جب وہ نزدیک آئے تو سائرس نے دیکھا وہ حیرام کو پکڑ کر لا رہے تھے۔

سائرس پریشان ہوگیا، حیرام کا چہرہ اور اس کے کپڑے خون آلود تھے۔ کاسندان افسردہ ہوگئی تھی اور اس کا بیٹا کموجیہ حیرام کی حالت پر گویا ششدر ہو کر رہ گیا تھا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔

سائرس نے بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "کیا ہوا ہے؟ اس کے کپڑے خون آلود کیوں ہیں؟ کس نے اسے زخمی کیا ہے؟"

ایک پجاری آگے بڑھا اور اپنے آپ کو نمایاں کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے بادشاہ! آج یہ جوان جس کا نام حیرام ہے بت کدے میں جا گھسا۔ اس کے پاس کلہاڑا تھا۔ اس نے وہاں سارے بتوں کی کمر پہ کلہاڑا مار مار کر انہیں چکنا چور کر دیا بت کدے کے چھ پجاری تلواریں سونت کر جب اسے سزا دینے کو بڑھے تو اس نے اُن سے مقابلہ کیا اور ان سب کو اس بے حس انسان نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس کے بعد یہ ندی کی طرف چلا گیا وہاں کنارے پر جو مقدس ناہید کے بت نصب تھے انہیں بھی اس نے توڑ ڈالا۔ یہ کسی کے قابو میں نہ آ رہا تھا۔ آخر مستقر سے سروج کو بُلایا گیا اور اس نے ان سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس پر قابو پایا۔ اگر یہ ہراول لشکر کا کماندار نہ ہوتا تو ابھی تک ہم اسے قتل کرا چکے ہوتے۔

اے بادشاہ! اسے ہر صورت میں سزا دی جائے ورنہ سب پجاری خفا ہوں گے۔ بت کدے اُجڑ جائیں گے اور اہورا اور مقدس ناہید کی ناراضگی کے باعث ہم پر شدید قہر نازل ہوگا۔"

سائرس چند ثانیوں تک غور سے حیرام کو دیکھتا رہا پھر اس نے کڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم سب لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے جرم کا فیصلہ میں خوب کروں گا۔" سروج کے سوا سب مُڑے اور باہر نکل گئے۔ سائرس نے سروج سے پوچھا۔

"تم کیوں کھڑے رہ گئے ہو۔"

سروج نے کہا۔ "میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں گا۔"

سائرس نے کہا۔ "کہو ——"



سروج نے کہا۔ "میری التماس ہے کہ حیرام کو معاف کر دیا جائے۔ گو اس نے مجھے مقابلے میں ذلت آمیز شکست دی تھی جس کی بنا پر مجھے چاہیئے تھا کہ اس سے دشمنی اور عناد رکھتا، پر میں اس کی طرف داری کرتا ہوں۔ میرے آقا! ایسا دلیر اور بانکا تیغ زن اور کامل کماندار کہیں نہ ملے گا۔"

سائرس خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے اشارے پر کچھ پہریدار وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ سائرس نے تیز نگاہوں سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ناعاقبت اندیش اور احمق ہو۔ میں تمہیں رفعت کی طرف لے جانا چاہتا ہوں لیکن تم پستی کی طرف بھاگتے ہو۔"

حیرام نے کہا۔ "اے بادشاہ! بت توڑنا میں نے اپنے اُوپر فرض کر رکھا ہے اگر یہ پستی ہے تو ایسی پستی پر میں ہزار بار قربان ہونے کو تیار ہوں۔ اس پستی میں بھی اوج ثریا پنہاں ہے۔"

سائرس نے خفگی میں پوچھا۔ "کیا تُو نے بت توڑے ہیں؟"

حیرام نے کہا۔ "میں جھوٹ کہنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے بت توڑے ہیں اور اگر زندہ رہا تو آئندہ بھی توڑتا رہوں گا چاہے ایسا کرنے سے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے، میں اسے سعادت جان کر قبول کر لوں گا۔"

سائرس نے کہا۔ "اے نادان اگیاتانہ کے اشعیاہ کا سپہ سالار ہم پر لشکر کشی کرنے آ رہا ہے۔ وہ آج رات کے پہلے حصے میں کسی وقت بھی پارساگرد سے دو میل دُور خیمہ زن ہوگا۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ تمہیں، سروج اور دس اور جوانوں کو لے کر میں دشمن کے لشکر میں داخل ہونگا اور اشعیاہ کے سپہ سالار ہارپیک کے خیمے میں داخل ہو کر اسے اُٹھا لانے کی کوشش کروں گا۔ اس صورت میں ہم جنگ کے بغیر اپنی ہر شرط منوانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن تم نے میری ہر تجویز کو [illegible] بنا دیا ہے۔ اب یہ کام مجھ اکیلے کو سروج اور چند سپاہیوں کے ساتھ کرنا ہوگا۔"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سائرس نے پہریداروں کی طرف دیکھتے

ہوئے کڑکتی آواز میں کہا۔ "حیرام کو میرے ساتھ لے کر آؤ۔ یہ بت کدے کا مجرم ہے۔ ہارپیک کی مہم سے فارغ ہو کر میں اس کی سزا تجویز کروں گا۔"

پہریدار حیرام کو اپنی حفاظت میں لے کر سائرس، کاسندان اور کموجیہ کے پیچھے ہو لیے۔ اپنے محل کے اندر جا کر سائرس نے ایک کمرے کا دروازہ کھلوایا اور پہریداروں سے کہا۔ "اسے اس کمرے میں بند کر دو۔"

سپاہیوں نے حیرام کو کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کیا اور باہر سے زنجیر ڈال دی۔ سائرس نے اپنی بیوی اور بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس دروازے کو باہر سے قفل لگا کر چابی اپنے پاس رکھو۔ ہارپیک کی مہم سے لوٹنے تک یہ تم دونوں کی حفاظت میں رہے گا۔ جیسا یہ خود کڑا ہے۔ واپس آ کر میں اس کے لیے ایسی کڑی سزا تجویز کروں گا۔"

کاسندان ایک قفل لے آئی۔ دروازے کو قفل لگا کر چابی اس نے اپنے پاس رکھ لی۔ سائرس، اس کی بیوی اور بیٹا اندر چلے گئے۔ سروج چند ثانیوں تک وہاں کھڑا ہو کر لوہے کی سلاخیں لگی کھڑکی میں سے اداسی اور افسردگی کے عالم میں حیرام کو دیکھتا رہا پھر وہ پہریداروں کے ساتھ محل سے باہر نکل گیا تھا۔

○

سورج اپنے پیچھے سرخیاں پھیلاتا ہوا غروب ہو گیا تھا۔ شفق آسمان کی نیلگونی سے گلے مل گئی تھی۔ چاند سبز جھیلوں میں نہ جانے کیا تلاش کرتا ہوا طلوع ہوا تھا اور تنہائی پسندوں کی انیس رات جس میں شاعروں کے خیالات رینگتے ہیں ابتدا کر چکی تھی۔ حیرام کمرے میں بند پڑا تھا کہ کسی نے اُسے پکارا۔ "حیرام! حیرام!"

وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور سلاخوں والی کھڑکی کی طرف دیکھا، وہاں امیا کھڑا ہوا تھا۔ حیرام کھڑکی کے قریب آیا۔ امیا نے بڑی شفقت سے کہا۔ اے میرے بیٹے یہ تو نے کر دیا۔ میں تمہیں منع بھی کرتا رہا کہ پارساگرد میں کوئی بت نہ توڑنا، یہاں کے پجاری تمہیں سزا دلا کر رہیں گے۔"



حیرام نے کہا۔ "اے میرے بزرگ! یہ میرے ضمیر کا فیصلہ تھا اور تم جانو ضمیر سب سے بڑا منصف ہے۔ میرا رب جو صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا رمز شناس اور لاہوتی مسائل کا تجربے کراں ہے میرا انصاف کرے گا۔ اے امیا! اس کام کی پاداش میں اگر موت کا فرشتہ مجھ پر وارد ہونا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ قدرت اگر مجھ سے کوئی اچھا کام لینا چاہتی ہے تو کوئی بھی موت کو میری روح کی شراب نہیں بنا سکتا اور ——— حیرام کہتے کہتے رک گیا کیونکہ سائرس کی بیوی کاسندان اور بیٹا کموجیہ اس طرف آ رہے تھے۔ جب وہ قریب آئے تو حیرام نے کاسندان کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے خاتون! کیا اکباتانہ کا سپہ سالار ہارپیک پہنچ چکا ہے"۔

کاسندان نے کہا۔ "ہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ پارساگرد سے دس میل دور خیمہ زن ہو چکا ہے۔ وہ آج کی رات آرام کر کے کل ہمارے خلاف صف آرا ہونا چاہتا ہے۔ سائرس شہر کی طرف جا چکا ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ رات کے وقت اپنے لشکر کو نخلستانوں کے اندر چھپا کر رکھے گا اور خود وہ سروج سمیت دس جوانوں کے ساتھ ہارپیک کے خیمے میں داخل ہو کر اسے اٹھالانے کی کوشش کرے گا۔ اس کا خیال ہے کہ جب یہ خبر ہارپیک کے لشکر میں پھیل جائے گی کہ اسے سائرس نے گرفتار کر لیا تو ان میں بددلی اور افراتفری پھیل جائے گی اور اس موقع پر ان پر حملہ کر کے انہیں فاش شکست دی جا سکتی ہے۔"

کاسندان رکی پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑے پوری طرح مسلح اپنے بیٹے کموجیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں کموجیہ کو رخصت کر رہی ہوں۔ یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے کو جا رہا ہے۔"

حیرام نے کچھ سوچتے ہوئے کاسندان سے کہا۔ "اے خاتون! تم جانتی ہو، سائرس نے مجھے اپنے ہراول لشکر کا کماندار بنایا تھا اور بتوں کو توڑنے کے جرم میں اس کمرے میں بند کرتے ہوئے اس نے مجھ سے اعزاز اور کمانداری چھینی نہ تھی نہ ہی اپنی زبان سے اس نے اس کے متعلق کچھ کہا۔ اے خاتون! سائرس ہارپیک کو اٹھالانے کے

پہلے اس کے خیمے میں داخل ہوگا۔ یہ ایک انتہائی مہلک کام ہے۔ میں نے ہارپیگ سے متعلق ان قاصدوں سے سُن رکھا ہے جو اگباتانہ کی طرف سے یہاں خراج وصول کرنے آتے تھے۔ ہارپیگ نہایت چالاک اور شجاع ہے۔

اے خاتون! اس کمرے کا دروازہ کھول دو اور مجھے جانے دو۔ میں ہارپیگ کو ٹھکانے لگانے میں تمہارے شوہر کی مدد اور اس کی پوری پوری حفاظت بھی کروں گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں اپنے خون کے آخری قطرے تک بھی تمہارے شوہر کی حفاظت کروں گا۔ مجھے رہا کردو۔ اگر میں تمہارے شوہر کی حفاظت کرتا ہُوا مارا گیا تو اپنے انجام کو پہنچ جاؤں گا اور اگر خوش قسمتی سے زندہ بچ رہا تو اس کمرے میں لوٹ آؤں گا۔ تم اسے پہلے کی طرح مقفل کر دینا۔ تم پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ جلدی کرو خاتون! دروازہ کھول دو۔ میں جب لوٹا تو تمہارے لیے اچھی اور دل پسند بہلے کر آؤں گا۔"

کاسنداں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے فرزندِ عزیز! جب سے سائرس گیا ہے کموجیہ ضد کر رہا تھا کہ میں تمہیں رہا کردوں۔ یہ تمہیں بھائی بنا چکا ہے۔ اس لحاظ سے تم بھی اب میرے فرزند ہی ہو۔ اس نے تمہارے غم میں کھانا بھی نہیں کھا۔ بھوکا ہی شکر میں جا رہا تھا۔ پہلے میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا پر تمہاری باتوں نے مجھے متاثر کیا ہے۔ میں تمہیں رہا کرتی ہوں، جو بھی نتائج ہوئے میں بھگت لوں گی۔"

کموجیہ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ امبا خوش نظر آرہا تھا۔ کاسنداں نے دروازہ کھول دیا۔ حیرام باہر آیا اور کموجیہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "تم کھانا کھا کر شکر میں جاؤ، میں امبا کے ساتھ جاتا ہوں اور اپنے آپ کو مسلح کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد ایک نئے انداز سے اپنی مہم کا آغاز کروں گا۔"

کموجیہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر حیرام امبا کے ساتھ تیز تیز ڈگ بھرتا ہُوا چلا گیا تھا۔

○

رات کے پہلے حصّے میں ہی سائرس اپنے لشکر کے ساتھ اگباتانہ کے سپہ سالار ہارپیگ کے لشکر سے پانچ میل دُور ایک محفوظ کوہستانی وادی میں پڑاؤ کر چکا تھا۔ اس نے اپنے لشکر کو نیند اور آرام نہ کرنے دیا بلکہ انہیں بیدار اور چاق و چوبند رکھا۔

رات کے پچھلے حصّے میں سائرس نے دس جوانوں کو اپنے ساتھ لیا جن میں ہرج بھی شامل تھا اور دشمن کے پڑاؤ سے دُور ہی اُنہوں نے گھوڑوں سے اُتر کر پیدل آگے [illegible]نا شروع کیا۔ گھوڑوں کی نگرانی کے لیے انہوں نے ایک شخص کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ [illegible]ین پر رینگ کر جب وہ ہارپیگ کے خیمے کے قریب پہنچے تو سائرس نے دیکھا [illegible]ے کے اندر مشعلیں جل رہی تھیں اور اندر خوب روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے [illegible]ں میں خیال کیا کہ یہ مشعلیں اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لیے مفید ثابت ہوں گی [illegible] ان کی روشنی میں وہ بآسانی ہارپیگ پر قابو پاکر اسے یہاں سے لے اُڑیں گے۔ [illegible]نے دل میں یہ خیالات لاتے ہی سائرس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور تیزی سے سپہ سالار [illegible]ہپیگ کے چمڑے کے بڑے اور وسیع خیمے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

خیمے کے قریب جا کر سائرس اُٹھ کھڑا ہُوا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیمے [illegible] اندر داخل ہو کر اُنہوں نے ایک ساتھ ہلّہ بول دیا تھا۔ انہوں نے دیکھا خیمہ بہت [illegible] تھا اور کئی کمروں میں بٹا ہُوا تھا۔

سائرس کا خیال تھا کہ ہارپیگ سویا ہُوا ہوگا لیکن اس وقت اس کی حیرت [illegible] کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا ہارپیگ ایک کمرے کے دروازے [illegible] کھڑا تھا۔ سائرس کے آدمی آگے بڑھ کر جب اسے گرفتار کرنے لگے تو ایک اور [illegible] ہارپیگ کے مسلح محافظ نکل آئے اور انہوں نے سائرس کے ساتھیوں پر حملہ [illegible]یں تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تھا۔ سائرس پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں کھڑا یہ منظر [illegible] رہا تھا کہ ہارپیگ نے آگے بڑھ کر اپنی تلوار کی نوک اس کی شہ رگ پر رکھتے ہوئے کہا۔

مجھے اُمید تھی تم ایسا ہی کرو گے۔ میں اتنا احمق نہیں کہ گہری نیند سو جاتا۔ [illegible]نوں میں اپنے آپ کو راتوں کی نیند اور آرام سے محروم کر دیتا ہوں ——

ہارپیگ کہتے کہتے خاموش ہوگیا کیونکہ خیمے میں ایک مسلح جوان داخل ہُوا تھا۔

وہ پُوری طرح مسلح تھا اپنے چہرے پر اپنے آہنی خود کا نقاب ڈال رکھا تھا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایسے طلسماتی انداز میں لڑنے کی ابتدا کی کہ چشم زدن میں اس نے ہاربگ کے محافظوں کو موت کے گھاٹ اُتار کر رکھ دیا تھا۔ اس کی تلوار برق کے کوندے کی طرح دشمن پر برس کر انہیں خون میں نہلا گئی تھی۔

ہاربگ کے محافظوں کو ختم کرنے کے بعد اس نے اپنے مُنہ سے وحشی آوازیں نکالتے ہوئے ہاربگ کے اُوپر چھلانگ لگادی جو سائرس کی گردن پر تلوار رکھے کھڑا تھا۔ ہاربگ گر پڑا اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی۔ اس کشمکش میں اس کا اپنا خود بھی ایک طرف ہٹ گیا اور اس کے چہرے سے نقاب سرک گیا۔ سائرس نے اس کی طرف دیکھا وہ حیرام تھا۔ اس کے چہرے پر جلالی اور عجیب وحشی جذبے رقص کر رہے تھے۔ حیرام کو وہاں دیکھ کر سائرس پریشان اور دنگ رہ گیا تھا۔

ہاربگ کو حیرام نے اپنے نیچے دبوچ لیا تھا۔ پھر اس نے ہاربگ کے بستر سے ایک چادر لی اور اسے پھاڑ کر اس نے اس کا مُنہ اور ہاتھ پشت پر باندھ دیئے تھے۔ پھر حیرام نے چہرے پر نقاب ڈالے ہی ڈالے سائرس سے کہا۔ ”اے آقا! ابھی میرے اشارے پر ہمارا ہراول ہاربگ کے لشکر پر شب خون مارے گا۔ اس افراتفری سے فائدہ اُٹھا کر آپ ہاربگ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں۔ ہاربگ کو کسی کی حفاظت میں دے کر آپ باقی لشکر کے ساتھ ہی دشمن پر ہلّہ بول دیں۔ اس طرح صبح سُورج طلوع ہونے سے قبل ہی ہم اگباتانہ کے اس لشکر کو ذلّت آمیز شکست دے چکے ہوں گے۔“

سائرس کچھ کہنے ہی والا تھا کہ حیرام ہاربگ کے چمڑے کے خیمے سے باہر نکلا۔ اپنے کندھے سے بندھی ہوئی کمان اس نے اُتاری۔ اردگرد کا جائزہ لیا۔ دوبارہ وہ خیمے میں آیا۔ خیمے میں جلتی مشعل کے قریب آکر اس نے اپنے ترکش سے ایک آتشی تیر نکالا۔ مشعل سے اسے جلایا۔ تیر جب بھڑک اُٹھا تو حیرام خیمے سے باہر آیا اور چلّہ پر چڑھا کر اس نے تیر جنوب مغرب کے رُخ چلا دیا تھا۔



حیرام دوبارہ جب اندر آیا تو سائرس نے اس سے کچھ کہنا چاہا۔ پر اسی لمحہ شور ایک طوفان سا اُٹھ کھڑا ہُوا۔ کچھ لوگ ہاربگ کے لشکر پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ بالکل اسی سمت جس طرف ہاربگ کا خیمہ تھا۔ حملہ آور ہوتے ہوئے وہ زور زور سے شور کر رہے تھے۔ ”ہم نے ہاربگ کو گرفتار کر لیا ہے۔ اب تم لوگوں کا لڑنا بیکار ہے اپنے ہتھیار پھینک دو۔“

حیرام نے پھر سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اے آقا! آپ ہاربگ اور ساتھیوں کو لے کر نکل جائیں۔ ہمارا ہراول لشکر حملہ آور ہو چکا ہے۔ میں اس کی راہنمائی کے لیے جا رہا ہوں، آپ نکل جائیں اور بقیہ لشکر کے ساتھ آپ بھی جنوب کی طرف سے دشمن پر حملہ کر دیں۔“

سائرس ہاربگ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چُپ چاپ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔ حیرام بھی خیمے سے نکل کر اس سمت بھاگ رہا تھا جہاں اس کا ہراول لشکر زندگی موت کا کھیل رہا تھا۔

حیرام جب اپنے حملہ آور لشکر میں داخل ہُوا تو ایک سپاہی اس کا گھوڑا اس کے پاس لے آیا۔ حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر زوردار حملے کرنے لگا تھا۔ وہ جس طرف کا رُخ بھی کرتا، اگباتانہ کے سپاہی درختوں کے زرد پتوں کی طرح گرنے لگتے تھے۔

دوسری طرف سائرس بھی اپنے لشکر میں واپس آیا۔ ہاربگ کو اس نے اپنے سپاہیوں کی تحویل میں دیا اور باقی لشکر کے ساتھ اس نے بھی دُشمن پر حملہ کر دیا تھا۔ اگباتانہ کے لشکر میں جب ہاربگ کے گرفتار ہو جانے کی خبر پھیلی تو اکثر سپاہی اس قدر بددل ہوئے کہ لڑائی میں حصّہ لینے کے بجائے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد جب ایک طرف سے حیرام اور دوسری طرف سے سائرس نے حملہ کیا تو اگباتانہ کا لشکر چکّی کے دو پاٹوں میں پسنے لگا۔

ہاربگ کی گرفتاری پر وہ پہلے ہی بددل تھے۔ اب ان دوطرفہ حملوں میں

کوئی ان کی راہنمائی کرنے والا نہ تھا ۔ سورج طلوع ہونے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی کہ اگیانا نہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا ۔ سائرس اور حیرام نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا یہ تعاقب پانچ میل تک جاری رہا اور ان دونوں نے دشمن کی اکثریت کو کاٹ کر رکھ دیا تھا ۔ جب سورج طلوع ہوا تو سائرس نے دیکھا اب اس کے سامنے دشمن کی اس قدر کم تعداد رہ گئی تھی جسے کسی صورت میں بھی ایک لشکر نہ کہا جا سکتا تھا ۔

سائرس نے تعاقب ختم کرکے اپنے لشکر کو روک دیا ۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار سروج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ "تم جاؤ اور حیرام کو بلا کر لاؤ ۔"

سروج اپنا گھوڑا بھگاتا ہوا چلا گیا ۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اکیلا لوٹ آیا حیرام اس کے ساتھ نہ تھا ۔ جب وہ قریب آیا تو سائرس نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ "تم اکیلے آئے ہو ۔ حیرام تمہارے ساتھ کیوں نہیں ہے ۔"

سروج نے گردن جھکائے ہوئے کہا ۔ "میرے آقا ! حیرام اس وقت لشکر میں نہیں ہے ۔ میں نے ہراول کے نائب کماندار ناتان سے پوچھا ۔ وہ کہہ رہا تھا حیرام یہاں تک دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے ہراول لشکر کی کمانداری کر رہا تھا لیکن جب تعاقب ختم کیا گیا اور ہمارا لشکر رک گیا تو ہم نے دیکھا حیرام اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا واپس چلا گیا تھا"

سائرس گردن جھکائے چند لمحوں تک گہری سوچوں میں کھویا رہا ۔ پھر اس نے اپنے لشکر کو واپس پار ساگرد جانے کا حکم دے دیا تھا ۔

○

سائرس اپنے محل میں داخل ہوکر اس کمرے کی کھڑکی پر آیا جس کے اندر وہ حیرام کو بند کرکے گیا تھا ۔ اس نے دیکھا کمرے کو باہر سے قفل لگا تھا اور اندر ایک کونے میں حیرام دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا ۔ اس کی آنکھیں بند تھیں ، شاید وہ سو رہا تھا ۔ اتنی دیر تک کاسندان اور کموجیہ بھی باہر نکل آئے ۔ سائرس نے اپنے بیٹے کموجیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ "تم کہاں چلے گئے تھے میں نے تمہیں لشکر میں تلاش کیا لیکن تم وہاں نہ تھے تمہیں میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا ۔"



کموجیہ نے شرمندگی میں کہا ۔ "اے باپ ! میں ذرا پہلے چلا آیا تھا ۔"

سائرس نے کہا ۔ "یقیناً تم حیرام کے ساتھ آگئے ہوگے ۔"

کموجیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور اس نے اپنی گردن جھکا لی تھی ۔ سائرس نے اس بار اپنی بیوی کاسندان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ "حیرام کو اس کمرے سے باہر کس نے نکالا؟"

کاسندان نے کہا ۔ "کیا یہ کافی نہیں کہ آپ حیرام کو اس کمرے میں بند کر کے گئے اور اب جب کہ آپ لوٹے ہیں تو وہ اسی کمرے میں بند ہے ۔ آپ کو اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کہاں رہا ۔ اگر آپ اسے سزا دینے کا ارادہ کر چکے ہیں تو وہ یہیں ہے ۔ اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ نہیں گیا ۔"

سائرس نے سنجیدگی میں کہا ۔ "سزا تو میں اسے ایسی دوں گا کہ زمانہ دیکھے گا ۔ پر پہلے تو کہو اسے اس کمرے سے کس نے نکالا ۔"

کاسندان نے کہا ۔ "جب آپ یہاں سے روانہ ہوگئے تو اس نے مجھے کہا کہ ہارپیگ بڑا عیار اور چالاک ہے مجھے جانے دو میں تمہارے شوہر کی حفاظت کروں گا اگر مارا گیا تو اپنے انجام کو پہنچ جاؤں گا اور اگر بچ گیا تو اسی کمرے میں آجاؤں گا اور تم دروازہ باہر سے مقفل کر دینا ۔۔۔۔"

کاسندان کہتے کہتے رک گئی کیونکہ حیرام اٹھ گیا تھا اور کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا ۔ پھر اس نے سائرس کو مخاطب کرکے کہا ۔ "اے بادشاہ ! خاتون کا اس میں کوئی دوش نہیں ۔ اسے میں نے ہی ایسا کرنے کو کہا تھا ۔ اس سے کوئی باز پرس نہ کریں ۔ میں سزا کے لیے حاضر ہوں ۔ میں بزدل نہیں ہوں ۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کمرے سے نکلتے ہی جان بچانے کی خاطر میں یہاں سے بھاگ جاتا ۔"

سائرس نے اچانک نرم ہوتے ہوئے کہا ۔ "او نادان بیٹے ! تو نے میری جان بچائی ہے ۔ اگر تو ہارپیگ کے خیمے میں میرے لیے دکھ کا مسیحا اور ہارپیگ کے لیے موت کا فرشتہ بن کر داخل نہ ہوتے تو ہارپیگ یقیناً میرا گلا کاٹ چکا ہوتا ۔ تم نے مجھے

ہارپیگ کے زندانِ حرص سے نجات دلائی۔ اے پیکرِ ہیبت و جلال! اگر میں تجھے سونے اور جواہرات میں تول کر دے دوں تو بھی تیرے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔ صبح کی پریاں اور شام کے بادل گواہ رہیں گے کہ میں تمہاری زندگی مشک عنبر جیسی خوشبو کی طرح راحت آمیز بنا دوں گا۔"

سائرس ذرا دم لینے کو رُکا پھر وہ ایک شفیق باپ کی طرح کہتا چلا گیا۔ "اے فرزند! خوش کن! میں نے دیکھا جنگ میں تُندیوں کی روانی، عجب کے شب رنگ دھوئیں اور غبار کی ہولناک شام کی طرح دشمن پر چھا گیا تھا۔ اھورا کی قسم! تیرے چڑھنے میں عزم۔ اُترنے میں بھی رفعت اور حوصلوں کے پھیلنے میں خوشحالی کی جھلک تھی۔ جب تم ہارپیگ کے خیمے میں طوفان بدوش ہو کر داخل ہوئے تھے مجھے اسی وقت اپنی فتح اور ہارپیگ کی شکست کا احساس ہو گیا تھا۔ تمہاری بدولت جو مجھے فتح ہوئی ہے اس نے میرے لیے راحت و اطمینان کا سامان فراہم کیا ہے۔ میں تیرے دل کی تمام آرزوئیں، تیری روح کی ساری امیدوں کو پورا کروں گا۔"

حیرام نے کہا۔ "اے بادشاہ! میں نے اپنے ضمیر کی پکار پر راستی و پاکیزگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میرا خدا راستی کو پسند کرتا ہے۔ اے بادشاہ! یہ انسانی وجود فانی ہے اس وجود کی غایت یہ ہے کہ ماورائے وجود کے لیے جدوجہد کی جائے۔ میں نے بھی اسی نظریے کے تحت ہارپیگ کے خیمے میں داخل ہو کر آپ کے کام آنے کا فیصلہ کیا تھا۔"

سائرس نے کہا۔ "تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہیں میں ہراول لشکر کے کماندار کی حیثیت سے بحال کرتا ہوں۔ تمہاری حیثیت میرے سارے جرنیلوں میں بلند ہوگی۔ کیونکہ تمہیں اپنا بھائی بنا چکا ہے، اب میں تمہیں بیٹا کہہ کر پکارتا ہوں۔ ایک باپ کی حیثیت سے میں تم سے یہ کہوں گا کہ اپنے وطن میں کوئی بت نہ توڑو، اس طرح پجاری اور معبد کے لوگ میرے خلاف ہو جائیں گے اور میرے عوام کو میرے خلاف کر دیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں پجاریوں کے سامنے رسوا ہو جاؤں تو پھر پارساگرد میں جہاں چاہو بت توڑتے رہو، میں تمہیں کچھ نہ کہوں گا۔"

حیرام کی گردن ندامت میں جھک گئی تھی۔ سائرس نے پھر کہنا شروع کیا۔ "اگر تمہیں



مجھ سے ذرا بھی ہمدردی ہے تو آئندہ پارساگرد میں بت شکنی نہ کرو گے۔ اب تم ایک کماندار ہو۔ ہم نئے نئے ملکوں پر حملہ آور ہوں گے وہاں تمہیں بت توڑنے کی اجازت ہوگی۔ ویسے یہ بات ذہن میں رکھنا، میں خود ان بتوں سے بیزار ہوں لیکن اپنے لوگوں کا ساتھ دینے کی خاطر میں ان بتوں کا ساتھ دے لیتا ہوں۔ ورنہ میرا رجحان زرتشت کی تبلیغ کی طرف ہے گو چند ہی برس ہوئے وہ مر گیا ہے لیکن میں اس کے اقوال کو مانتا ہوں۔ جب زرتشت مرا اس وقت میں بائیس برس کا تھا۔"

سائرس خاموش ہو گیا۔ چند ثانیوں تک وہ سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے کاسندان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کمرے کا قفل کھول دو کہ حیرام باہر آئے۔"

کاسندان نے اپنے لباس کے اندر سے چابی نکال کر قفل کھول دیا۔ حیرام باہر آیا۔ سائرس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اب تم گھر جا کر آرام کرو۔ ابیرا باکھڑا بڑی بے تابی سے تمہارا منتظر ہے۔ وہ تمہارا گھوڑا تھامے کھڑا ہے۔ میں جب اندر داخل ہوا تو وہ وہیں کھڑا تھا۔ میں اسے یہ خوشخبری سنا آیا ہوں کہ حیرام کو رہا کیا جا رہا ہے۔ اب تم جاؤ۔ آج کا دن آرام کرو کل سے ہمیں اپنی جنگی تیاریوں کی ابتدا کرنا ہوگی۔ میں نے ہارپیگ کو رہا کر دیا ہے اور وہ اکباتانہ روانہ ہو گیا ہے۔ اکباتانہ کے بادشاہ اشعیا کو جب اپنے لشکر کی اس ذلت آمیز شکست کی خبر ہوگی تو وہ ایک جرار لشکر کے ساتھ ہم سے انتقام لینے کی خاطر پارساگرد کی طرف روانہ ہوگا۔ اگر ہم اسے شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر دوسری سلطنتوں کا رُخ کرتے ہوئے کوئی بھی ہماری راہ میں حائل نہ ہو سکے گا۔"

حیرام نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "اکباتانہ کی فتح ہمارے ہاتھ کھنچی جا چکی ہے۔ اشعیا کو ہم محلوں کے اندر زیر کر کے رکھ دیں گے۔"

جواب میں سائرس نے حیرام کی پیشانی چومی اور بڑی شفقت سے کہا۔ "تم جا کر آرام کرو اور سنو میں نے ہارپیگ کو اس لیے رہا کیا ہے کہ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اشعیا کے ساتھ اگر ہماری جنگ ہوئی تو وہ عین جنگ کے دوران لشکر کے ایک حصے کو لے کر ہمارے ساتھ آ ملے گا۔"

حیرام نے پوچھا۔ "اور آپ نے اسے اس لیے رہا کر دیا کہ وہ آئندہ جنگ میں ہماری مدد کرے گا اگر اس نے ایسا نہ کیا تب؟"

سائرس نے کہا۔ "وہ ایسا ضرور کرے گا۔ میں نے اُسے خُوب کرید لیا ہے وہ ادمی ہے اور اشعیاہ کو اچھا نہیں سمجھتا کیونکہ اشعیاہ نے اس کے بیٹے کو مروا دیا تھا۔ اس کی باتوں میں خلوص ہے۔ وہ تم سے بے حد متاثر تھا' وہ تم سے ملنا چاہتا تھا لیکن تم لشکر سے چلے آئے۔ وہ کہہ رہا تھا میں نے ایسا جوان نہیں دیکھا جو یوں بے دھڑک ہو کر ہارپیگ کے خیمے کے اندر داخل ہوا اور لمحوں کے اندر اسے مغلوب کر کے رکھ دے۔"

حیرام نے کہا۔ "اگر وہ ہم سے آ ملا تو ہمارا کام اور آسان ہو جائے گا اور اشعیاہ ہم سے بچ کر نہ بھاگ سکے گا۔"

حیرام خاموش ہو گیا پھر وہ واپس مڑا اور سائرس کے پتھر کے اس محل سے باہر نکل گیا۔ دروازے کے قریب ہی پہریداروں کے پاس بوڑھا ایبا حیرام کا گھوڑا پکڑے کھڑا تھا۔ حیرام کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گیا پھر وہ حیرام کا ہاتھ تھام کر اسے گھر لے جا رہا تھا۔

سائرس کے جنوب میں شوشان نام کی سلطنت تھی۔ یہاں عیلامی قوم بستی تھی اور ان کے بادشاہ کا نام گوبارو تھا۔ یہ بھی اگباتانہ کے بادشاہ اشعیاہ کا باجگزار تھا۔ سائرس نے جب ہارپیگ کو شکست دی تو اس عیلامی قوم کے بادشاہ نے ایک قاصد سائرس کی طرف بھیج کر اسے یقین دلایا کہ اشعیاہ کے خلاف آئندہ جنگوں میں وہ اس کا پورا ساتھ دے گا۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو خراج وہ اشعیاہ کو ادا کرتا رہا ہے وہ سائرس کو دیا کرے گا۔ بشرطیکہ شوشان پر حملہ نہ کیا جائے۔

سائرس نے اس پیش کش کو قبول کر لیا کیونکہ وہ شوشان کی سرزمین کو پسند کرتا تھا۔ ایک تو اس لیے کہ عیلامی قوم گو قدیم ہتی اور آشوری قوم کی ہمعصر تھی لیکن ان کی طرح جنگ جُو نہ تھی بلکہ اس کی گزر بسر زراعت پر تھی۔ دوسرے اس قوم کے مرکزی شہر سوشان میں یونان کی طرح دانش مند فلسفی اور قدیم ستارہ شناس اور معمر علم نجوم کے ماہر تھے جو گزرے



ہوئے واقعات کو مٹی کی کچی تختیوں پر لکھ کر انہیں آگ میں تپا کر پختہ کر لیتے تھے اور اُن کی روشنی میں لوگوں کو آئندہ رونما ہونے والے حالات کی خبر دیتے تھے۔ شوشان کے ساتھ دینے سے سائرس کی قوت میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔

اگباتانہ کے بادشاہ کو جب سائرس کے ہاتھوں ہارپیگ کی شکست کی خبر ملی تو وہ غصے میں آگ بگولہ ہو گیا۔ اگباتانہ کی سلطنت میں قوم ماد بستی تھی۔ اہلِ فارس کی طرح یہ بھی آرین تھے' پر یہ پہلا موقع تھا کہ قوم فارس نے قوم ماد کو شکست دی تھی۔ ہارپیگ جب اگباتانہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مل کر اشعیاہ نے جنگ کی تیاری کی اور ایک جرار لشکر لے کر سائرس کو سزا دینے کی خاطر پارساگرد کی طرف بڑھا۔

شوشان کا لشکر بھی سائرس سے آ ملا تھا۔ اس طرح وہ بھی اشعیاہ کو پارساگرد سے دور ہی روکنے کے لیے شمال کی طرف بڑھا تھا۔ اپنے متحدہ لشکر کو سائرس نے تین حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ لشکر کا بڑا حصّہ اس نے اپنے پاس رکھا۔ دوسرا حصّہ شوشان کے بادشاہ گوبارو کی ماتحتی میں دیا اور تیسرے حصّے کو ہراول کے طور پر استعمال کیا۔ اس کا سالار حیرام تھا۔ اس جنگ میں سائرس نے اپنے بیٹے کمو جیہ کو بھی اپنے ساتھ رکھا تھا۔

پارساگرد سے بیس میل دور دونوں لشکروں کا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوئی۔ ہارپیگ اپنے وعدے کا پکا نکلا۔ جنگ جب اپنے عروج پر آئی تو وہ اشعیاہ کے لشکر کے ایک حصّے کو لے کر سائرس سے آ ملا۔ اشعیاہ کو شکست ہوئی اور جنگ میں اسے زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ سائرس نے اشعیاہ کو پارساگرد میں قید کر دیا۔ پھر وہ شمال کی طرف بڑھا اور بغیر کسی مزاحمت کے اس نے اگباتانہ (ہمدان) پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ قوم فارس اور قوم ماد دونوں کا ایک طاقتور بادشاہ بن گیا تھا۔ جب کہ عیلامی قوم پہلے ہی اس کی مطیع و فرمانبردار تھی۔

مادیوں کی سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد سائرس کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس کے علاوہ حیرام اور ہارپیگ کی صورت میں اسے دو عمدہ اور اہم جرنیل مل گئے تھے۔ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف کوچ کیا اور نیسا کی چراگاہوں سے گزرتا ہوا دشتِ کبیر تک سارا علاقہ فتح کرتا چلا گیا تھا۔

جب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دشتِ کبیر میں تھا تو اس کے قاصد خبر لائے کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس، سائرس کی سلطنت پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ قاصدوں نے یہ بھی بتایا کہ کرزوس نے اپنے کچھ آدمی یونان کے ڈلفی مندر کی طرف روانہ کیے ہیں تاکہ وہ مندر کے قدیم علوم رکھنے والے فلسفیوں سے یہ دریافت کریں کہ اگر وہ دریائے ہیلس کو عبور کر کے سائرس کی سلطنت پر حملہ آور ہو تو حالات اس کے مخالف ہوں گے یا موافق۔

لیڈیا قوم کے بادشاہ کی سلطنت سائرس کے شمال میں تھی جس میں آج کل کا ترکی کا علاقہ اناطولیہ بھی شامل ہے۔ کرزوس کی سلطنت جنوب سے دریائے دجلہ، فرات، مشرق میں کوہستان جودی کے اس پار، مغرب میں بحیرۂ اسود اور شمال میں



دور دراز کے برفستانوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

کرزوس اور اہلِ ماد کے بادشاہ اشعیاہ کے درمیان اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں ان دونوں کے باپ بھی آپس کی طویل جنگوں کا سامنا کرتے رہے تھے۔ ایک جنگ ان دونوں سلطنتوں میں اس قدر طویل ہو گئی تھی کہ بابل کے بادشاہ بخت نصر نے اپنا اثر استعمال کر کے دونوں میں صلح کرا دی تھی۔

کرزوس عرصے سے مادیوں کی سرزمین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ جب اسے خبر ہوئی کہ سائرس نے اہلِ ماد کی ساری سلطنت کو اپنا مطیع بنا کر اپنی قلمرو میں شامل کر لیا ہے تو کرزوس نے سائرس پر حملہ کر کے اہلِ ماد کا علاقہ اس سے چھین لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور اسے اپنے ان آدمیوں کی واپسی کا انتظار تھا جو یونان کے ڈلفی مندر میں اس کے لیے شگون حاصل کرنے گئے تھے۔

سائرس کو اس کے قاصدوں نے جب یہ اطلاعات دیں تو وہ اپنے لشکر کے جنوب کی سمت شوشان کی سرزمین کی طرف بڑھا جہاں گوبارو حکومت کرتا تھا۔ گوبارو نے اشعیاہ کے خلاف جنگ میں سائرس سے تعاون بھی کیا تھا۔ شوشان میں بھی قدیم علوم کے ماہر فلسفی اور کاہن تھے جو رونما ہونے والے حالات کی نشاندہی کرتے تھے۔

ایک روز جب کہ سورج خوب چڑھ آیا تھا۔ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ شوشان شہر سے باہر خیمہ زن ہوا۔ یہیں آ کر عیلامی قوم کے بادشاہ گوبارو نے اس کا استقبال کیا اور سائرس کے علاوہ حیرام اور ہارپیگ کو بھی ساتھ لے کر اپنے مہمان خانے میں آیا جہاں اس نے شکر لگے خرموں اور شہد ملی نفیس روٹیوں سے ان کی تواضع کی۔ بعد وہ سائرس، حیرام اور ہارپیگ کو اس بڑے کمرے میں لے گیا جس کے اندر شوشان کے فلسفی اور کاہن بیٹھ کر کام کیا کرتے تھے۔

سائرس، حیرام اور ہارپیگ جب اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا، بڑے بڑے معمر عالم اور فلسفی و کاہن بکریوں کی کھالوں اور مٹی کی تختیوں کے کتبے پڑھنے میں مشغول تھے۔ یہ کتبے بڑی احتیاط کے ساتھ دیواروں کے ساتھ لٹکا

گئے تھے۔

گوبارو نے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ عقل و تدبیر کا ایک پورا خزانہ ہے اس لیے کہ اس میں ماضی کی ساری داستانیں محفوظ ہیں۔ ان میں دنیا کی عظیم حتی اور آشوری اقوام کے زوال کی مکمل سرگزشت ہے۔"

سائرس پریشان تھا کیونکہ وہ لوحیں ایسی زبان میں لکھی گئی تھیں جنہیں وہ پڑھ نہ سکتا تھا۔ بکری کی ایک بڑی کھال کی طرف کرتے ہوئے سائرس نے گوبارو سے پوچھا۔ "اس کتبے میں کیا تحریر درج ہے؟"

گوبارو نے کہا۔ "یہ لوح بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی ہے۔ اس میں لکھا ہے حتیوں اور آشوریوں کی قوت و طاقت ان پر نازل ہونے والی آفتوں اور عذاب کو نہ روک سکی۔ وہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو گئیں اور انہیں سارگن کے زمانے کے شہر بابل کی طرح اپنے لیے عظیم خطرات نظر نہ آئے۔ ان دونوں قوموں کو آپس میں نبرد آزما دیکھ کر شمال کی طرف سے سومیری نام کی ایک وحشی قوم اٹھی اور دور دراز کے تاریک علاقوں سے اٹھ کر ان پر حملہ آور ہوئی۔ ان وحشیوں نے عمارتوں کو غارت کر ڈالا۔ کیا عبادت گاہیں اور کیا محل سب انہوں نے ویران بنا دیے۔ اے بابل کی بیٹی! یہ لوگ ظلم پیشہ ہیں اور گھوڑوں پر صفیں باندھے خوفناک جنگ کرتے ہیں۔ تو باہر نہ نکلنا کہ تیرے دل پر خوف چھا جائے گا۔"

گوبارو رکا پھر اس نے لوح کا نچلا حصہ پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ "ان وحشی حملہ آوروں کے مقابل دو بہادر میدان میں اترے۔ ایک ماد قوم کا بادشاہ ہوخشترہ، دوسرا لیڈیا قوم کا بادشاہ الیاتس، ان دونوں نے حملہ آوروں کو مار بھگایا پھر الیچ نے انہیں آگھیرا اور یہ دونوں بادشاہ آپس میں ٹکرائے پر بخت نصر نے ان میں صلح کرا دی۔"

وہ لوح جب ختم ہو گئی تو گوبارو سائرس کا ہاتھ پکڑ کر سب سے بزرگ ایک فلسفی کے پاس لے گیا اور کرزوس اور اس کے درمیان متوقع جنگ سے متعلق کچھ بتانے کو کہا۔ وہ فلسفی چند ثانیوں تک غور سے سائرس کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔



"اے بادشاہ! بظاہر تمہارے لیے سخت دشواریاں نظر آتی ہیں۔ اس لیے کہ لیڈیا کے بادشاہ کرزوس نے سائیس کے مقام پر مصر کے فرعون، اسپارٹا کے شہنشاہ اور بابل کے عظیم بادشاہ نبونید سے معاہدہ کر کے خود کو طاقتور بنا لیا ہے۔ فرعون نے اس سے اس لیے اتحاد کر لیا ہے کہ کرزوس کے ساتھ تجارت سے اسے نفع ہوتا ہے۔ اسپارٹا کا شہنشاہ اس کا مداح ہے لہٰذا اس کا حلیف بن گیا ہے۔ بابل کا نبونید حالات دیکھ کر اس طرف جھکا ہے۔ کرزوس سے جنگ بظاہر چار شہنشاہوں سے جنگ ہے لیکن ایسا نہ ہوگا۔ اسپارٹا کے پاس جو بحری بیڑے ہیں وہ کالے کوسوں دور ہیں اسی طرح مصریوں کی جنگی رتھیں بھی بہت دور ہیں۔ صرف بابل کی زبردست قوت نزدیک ہے لیکن بابل کا نبونید اتنا احمق نہیں کہ فی الفور جنگ میں کود پڑے۔ یہ کلدانی بادشاہ یہ دیکھنے کو رک جائے گا کہ کرزوس تمہیں شکست دیتا ہے یا تم اس پر غالب آتے ہو۔ دونوں صورتوں میں اس کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ تم دونوں میں جو بھی فاتح ہوگا اسی کے ساتھ اس کا دوستانہ معاہدہ ہوگا۔"

وہ فلسفی جب خاموش ہو گیا تو سائرس نے گوبارو سے کہا، "میں اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ چند یوم تک تم بھی اپنا لشکر لے کر پارساگرد پہنچ جاؤ۔ پھر ہم کرزوس سے نمٹنے شمال کی طرف بڑھیں گے۔"

ہیرام، ہارپگ اور گوبارو کے ساتھ سائرس فلسفیوں کے کمرے سے نکل کر شہر سے باہر آیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے شہر پارساگرد کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

۵۴۶ قبل مسیح نیسان کے مہینے میں سائرس نے کرزوس کے علاقے کی طرف پیش قدمی شروع کی اس لیے کہ کرزوس بھی سائرس کے علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کر چکا تھا۔ یونان کے ڈلفی مندر سے جو اس نے پیش گوئی طلب کی تھی وہ اسے مل چکی تھی۔

ڈلفی مندر کے کاہنوں نے بڑے مبہم، پُر اسرار اور پیچیدہ الفاظ میں جواب دیا تھا۔ انہوں نے کرزوس سے کہا تھا۔ "اگر تو دریائے ہیلس سے گزر کر آگے بڑھا

تو ایک بڑی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ انھوں نے یہ واضح نہ کیا تھا کہ خاتمہ کرزوس کا ہو
گا یا سائرس کا۔ تاہم کرزوس نے ان الفاظ کا یہی مطلب لیا کہ اس کے ہاتھوں سائرس
کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ برق رفتاری سے جنوب کی طرف بڑھ رہا تھا۔
کرزوس نے دریائے ہیلس کو عبور کیا اور قوم ماد کے کچھ علاقے پر بزور شمشیر
قابض ہو گیا۔ سائرس چونکہ قوم ماد پر فتح پا چکا تھا لہٰذا یہ علاقے اب اس کی ملکیت تھے۔
سائرس نے کرزوس کے سامنے آنے میں قطعاً کوئی تاخیر نہ کی۔
دریائے ہیلس کے جنوب میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن
ہو گئے تھے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے ہچکچا رہے تھے تاہم
کبھی کبھی جنگل سے گھاس کاٹنے یا ارد گرد کی بستیوں سے خوراک حاصل کرنے پر معمولی جھڑپیں
ہو جاتی تھیں جو بڑی جنگ کا باعث نہ بنیں۔ اس طرح وقت ضائع ہوتا رہا۔ جاڑا شروع
ہو گیا۔ سردی نے بستے کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ برف گرنے لگی تھی جس کے باعث گھوڑوں
کے لیے گھاس اور انسانوں کے لیے خوراک ناپید ہونے لگی تھی۔
کرزوس کے جرنیلوں نے اسے بتایا کہ عنقریب جاڑا اپنے عروج پر آ جائے گا۔
تو کیا سوار کیا گھوڑے اس یخ بستہ سطح مرتفع کا جاڑا برداشت نہ کر سکیں گے اور یہ مہم
جاری رکھنا ہمارے لیے محال ہو جائے گا
کرزوس نے ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا۔ الاجا کے مقام پر جہاں دونوں لشکر
ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن تھے وہاں کرزوس نے فتح کے ستون نصب کیے اور
اپنے لشکر کو لے کر وہ اپنے مرکزی شہر سارڈس کی طرف روانہ ہو گیا۔
جب برفباری زور شور سے شروع ہوئی تو قوم ماد کے سپہ سالاروں اور
جرنیلوں نے بھی سائرس سے استدعا کی کہ واپس کوچ کیا جائے اور اگلے گرما کی ابتدا میں
جنگ دوبارہ شروع کی جائے اور اس وقفے کو جنگ کی تیاری کے لیے استعمال کیا جائے
سائرس نے اپنے چرمی خیمے میں اپنے سارے جرنیلوں کی مجلس طلب کی، جب
سارے وہاں جمع ہو گئے اور سائرس نے ان سے مشورہ طلب کیا تو سب نے برفباری



ں تباہ کاری سے بچنے کی خاطر پار ساگرد جانے کا مشورہ دیا۔
سائرس چند ثانیوں تک گہری فکر میں ڈوبا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے ساتھ
دائیں طرف بیٹھے ہوئے حیرام سے پوچھا۔ "حیرام! حیرام! تم کیا چاہتے ہو کیا تمہارے
خیال میں ہمیں یہاں سے واپس ہو کر پار ساگرد کا رخ کرنا چاہیے؟
حیرام نے کہا۔ اس حالت میں جب کہ ہم پار ساگرد سے بہت دور ہیں۔ اس موقع پر
پر کرزوس کے خلاف کچھ کیے بغیر پار ساگرد کی طرف واپس جانا ایک حماقت سے کم نہ ہو گا
ہی ارادوں، جن اقدام کے ساتھ ہم نے پار ساگرد سے کوچ کیا تھا ہمیں ان کی تکمیل کرنی
چاہیے۔ ہمیں دریائے ہیلس کو عبور کر کے شمال مغرب کے رخ پر آگے بڑھنا چاہیے اور پھیلتی
ہوئی برف کے تودوں سے بچتے ہوئے تمولس کے مقدس کوہستانوں کی گھاٹی میں جا کر پناہ
لینی چاہیے وہ نشیبی وادی ہے۔ وہاں زیتون کے درخت کثرت سے ہیں۔ وہاں کی ہوائیں
نرم ہوں گی اور ہمیں اپنے لشکر کے لیے خوراک اور گھوڑوں کے لیے گھاس بڑی بہتات
ے ساتھ دستیاب ہو گی۔ ہمیں ایک ماہ اس وادی میں قیام کرنا چاہیے تاکہ
رزوس ہماری طرف سے غافل ہو کر اس حادثے کو فراموش کر دے۔ جب برف باری اپنے
ودج پر ہو۔ کوہستان اور وادیاں برف سے بھر جائیں تو ہمیں کرزوس کے مرکزی شہر
ارڈس کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ کرزوس کو قطعاً توقع نہ ہو گی کہ ہم اس قدر برفباری
یں بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا وہ بوکھلا جائے گا اور ہم اس پر آسانی سے قابو پانے
یں کامیاب ہو جائیں گے۔"
سائرس نے اس بار اپنے بائیں طرف بیٹھے ہارپیگ سے پوچھا "تمہارا کیا خیال
ہے؟" ہارپیگ نے ایک زندہ عزم سے کہا۔ "میں حیرام سے مکمل اتفاق کرتا ہوں ہمیں
ے بڑھنا چاہیے اور جس طرح حیرام نے بتایا ہے اسی طرح کرزوس پر قابو پا لینا چاہیے۔
ب سے سہل اور آسان طریقہ ہے۔
سائرس سر جھکائے پھر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے لشکر کے ان ارمنیوں کو
ل دیا جو پورا جاڑا اپنی بستیوں میں جا کر گزارنا چاہتے تھے۔ قوم ماد کے ان کمانداروں

کو اس نے ڈانٹ دیا جو اگلا تا نہ جاکر گرم کمروں میں سردیاں گزارنا چاہتے تھے۔

ان سب کمانداروں نے سائرس کے لہجے میں فولاد جیسی سختی محسوس کی۔ اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ "جو یہ سمجھتا ہے ہم پارساگرد واپس جائیں گے وہ احمق ہے۔ ہم کرزوس کو زیر کیے بغیر پارساگرد کا رُخ نہ کریں گے۔ مَیں حیرام کی تجویز پر سختی سے عمل کروں گا۔ یہ میرا ایسا سالار ہے جس پر بد سے بدترین حالات میں بھی مکمل بھرپور اور بہتر نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ہم پارساگرد نہیں سار دیس کی وادیوں کا رُخ کریں گے۔ ہمیں ان سردیوں میں کرزوس سے نمٹ لینا چاہیے۔ اس برفانی اور طوفانی موسم میں مصر کا فرعون اس کی کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ اسپارٹا کا حکمران بھی بروقت اس کی مدد کو نہ پہنچ سکے گا۔ اور اگر وہ دیر سے آیا بھی تو ہم کرزوس کے بعد اسے بھی کچل کر رکھ دیں گے۔ اس موقع پر بابل یقیناً خاموش رہے گا اور وہ اپنے لشکروں کو شمال کی برفستانی جنگوں میں نہ دھکیلیں گے۔ اب رہ جاتی ہے کرزوس کے شمال میں بسنے والی مڈاس[1] قوم تو اس کے تعلقات کرزوس کے ساتھ اچھے نہیں اور اس موقع پر وہ قطعاً اس کی کوئی مدد نہ کریں گے۔"

پھر سائرس ایک جذبے کے تحت اُٹھ کھڑا ہوا اور حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے فرزندِ عزیز لشکر کو کوچ کا حکم دو۔"

حیرام اُٹھ کر خیمے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے جرنیل بھی اُٹھ کر چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کُوچ کیا اور مغرب کی سمت یخ بستہ مُرخ زمینوں سے گزرتے ہوئے اس نے دریائے ہیلس عبور کیا اور پھیلتی ہوئی برف کے تودوں سے اپنے لشکر کو بچاتا ہوا وہ مقدس کوہستان تمولس کی تلہٹی میں زیتون کے درختوں تک جا خیمہ زن

---

[1] اسی مڈاس نام کے بادشاہ کی قوم تھی جس کا نام یونانی افسانوں اور حکایتوں میں آتا ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یونانی دیوتا دیانوس نے اسے منہ مانگی مراد دی تھی اور جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتا تھا سونے کی ہو جاتی تھی۔ یہ قوم شمال میں آباد تھی کبھی یہ نہایت جنگجو تھے۔ پر اب خاموش اور پُرسکون ہو گئے تھے۔



ہوا تھا۔ یہاں گھوڑوں کے لیے ہری ہری گھاس کی بہتات تھی اور ارد گرد سے آسانی کے ساتھ لشکر کے لیے خوراک بھی مل جاتی تھی۔

○

کرزوس اپنے مرکزی شہر سارڈس پہنچ گیا۔ کچھ دن اس نے اپنے محل میں آرام کیا پھر اس نے اپنے قاصد یونان کے ڈلفی مندر کی طرف روانہ کیے۔ ان کے ہاتھ اس نے کافی مقدار میں پجاریوں کے لیے سونا بھیجا۔ وہ یہی سمجھتا رہا کہ دریائے ہیلس کو عبور کر کے سائرس کی غیر موجودگی میں اس نے جو تھوڑا سا مادی قوم کا علاقہ فتح کیا۔ اس سے ڈلفی مندر کے پجاریوں کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔

اس بار قاصدوں کے ہاتھ سونا روانہ کرنے کے ساتھ کرزوس نے ایک اور پیش گوئی ڈلفی مندر کے پجاریوں سے پوچھی۔ یہ پیش گوئی کرزوس نے اپنے بیٹے کے متعلق پوچھی تھی۔

کرزوس کا ایک ہی بیٹا تھا جو پیدائشی گونگا تھا۔ کرزوس نے اس کے لیے گھنٹوں بیٹھ بیٹھ کر دُعائیں مانگیں۔ اس کی اپنی سلطنت میں فیزوس کے مقام پر جو اس کی قومی دیوی ارتمیس کا مندر تھا اور کوہستان مائیکیل کی تلہٹی میں چشمے کے قریب جو اپالو دیوتا کا مندر تھا۔ ان دونوں مندروں پر اس نے تحفے تحائف روانہ کیے لیکن کوئی دیوی کوئی دیوتا اس کے بیٹے کو اچھا نہ کر سکا۔ اپالو کے مندر سے اسے بڑی اُمیدیں تھیں کیوں کہ اس نے بارہا یہ کہاوت سنی تھی کہ اپالو نے اس چشمے کے قریب ایک مُردہ بچے کو زندہ کر دیا تھا۔

اپالو کے مندر پر اس کا عقیدہ اس وجہ سے اور بھی پختہ ہو جاتا تھا کہ مصر کا فرعون نیلو جو ایک زبردست بادشاہ تھا اس نے بھی اپنا لباس بطورِ تحفہ اپالو کے مندر کو روانہ کیا تھا۔ یہ لباس وہ وادی یزغمید میں یہودیوں کے بادشاہ یوشع کے ساتھ ہونے والی جنگ میں پہنے ہوئے تھا۔ اس جنگ میں فرعون کو فتح ہوئی تھی اور ہزاروں یہودیوں کو اس نے غلام بنا کر بحیرہ قلزم کو ملانے کے لیے ایک نہر کھدوانا شروع کی تھی لیکن بعد کو اس نے یہ منصوبہ ترک کر دیا تھا۔

ڈلفی مندر کے سب سے بڑے فلسفی سولن نے جو اس کے لیے پیش گوئی روانہ کی وہ انتہائی مایوس کن تھی اس نے کہلا بھیجا تھا۔ "اپنے بیٹے کی آواز سننے کی خواہش کبھی نہ کر، جس کے لیے تو دعائیں مانگ رہا ہے جس دن تو اس کی آواز سنے گا اس روز تجھ پر مصیبت ٹوٹ پڑے گی۔" کرزوس نے اس پیش گوئی کا کسی سے ذکر نہ کیا۔ تاہم وہ اپنے بیٹے سے متعلق فکرمند رہتا تھا اور اپنے محل کی بالائی منزل پر کھڑا ہو کر سوچوں میں گم رہتا تھا۔ پہاڑ کے اوپر بنے ہوئے اس کے محل کی بالائی منزل سے مقدس کوہستانِ ارارات اور کوہستان تمولس صاف دکھائی دیتے تھے۔

اسی کوہستان تمولس کی تلہٹی میں سائرس اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا۔ لیکن اب وہ کوچ کر کے بڑی تیزی سے کرزوس کے مرکزی شہر سارڈس کی طرف بڑھ رہا تھا ایک روز کرزوس اپنے محل کی اسی بالائی منزل پر کھڑا تھا کہ اس کے دور دراز کے قاصد دل نے یہ خبر دی کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ہماری سرزمین میں داخل ہو گیا ہے۔ کرزوس نے یہ کہہ کر اس خبر کو رد کر دیا کہ اس کڑاکے کی سردی میں کوئی بھی اس پر حملہ آور ہونے کی جراَت نہیں کر سکتا۔

کرزوس کی پریشانی کی اس وقت کوئی انتہا نہ رہی جب مقدس تمولس کی چوکی سے یہ پیغام آیا کہ سائرس طوفان کی طرح یہاں سے گزر کر آندھی کی طرح ملک کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب کرزوس کو حالات کی سنجیدگی کا احساس ہوا۔

تمولس کی وادی سیاہ انگوروں کے باغات سے اٹی پڑی تھی۔ یہاں سے سائرس نے اپنے لشکر کے لیے خوراک کا ایک بڑا ذخیرہ حاصل کر لیا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اپنے لشکر کے چار برابر حصے کر رکھے تھے۔ لشکر کا قلب اس نے اپنے پاس رکھا، ہراول حیرام، میمنہ ہارپیگ کو اور میسرہ گوبارو کو دے رکھا تھا۔ آخر سائرس مار دھاڑ کرتا ہوا سارڈس شہر کی فصیل کے قریب آ پہنچا۔

کرزوس نے کھلے میدان میں سائرس کی راہ روکی۔ گھمسان کی ایک جنگ کے بعد کرزوس کو شکست ہوئی اور وہ سارڈس شہر میں قلعہ بند ہو کر لڑنے لگا۔ سائرس نے



شہر سے باہر ندی کے کنارے اپنے لشکر کو فروکش کیا۔ دو دن تک اس نے اپنے لشکر کو مکمل آرام کرنے دیا۔

سارڈس شہر کے اردگرد باغات ہی باغات تھے۔ سائرس نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ ایک پودے کو بھی اس نے نقصان نہ پہنچنے دیا۔ شہر کے اردگرد جو کسان بستے تھے انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا بلکہ اس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ زراعت کے کام میں کسانوں کی مدد کریں۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ ملک اب ہمارا ہے۔ ہمیں اس کی بہتری کے لیے کام کرنا چاہیے۔

سائرس کے اس سلوک کا کسانوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور وہ بن کہے سائرس کے لشکر کو خوراک مہیا کرنے لگے تھے۔ پھر ایک روز جب کہ جنگ رکی ہوئی تھی۔ کرزوس کے ایک مخبر نے اسے اطلاع دی کہ دشمن نے آج ایک ایسی رسم ادا کی ہے جو ہمارے لیے انوکھی اور نئی ہے۔

اس نے کہا "حملہ آوروں نے دو جڑواں چٹانوں کی قربان گاہ بنا کر اس پر آگ جلائی اور پجاریوں نے جو سفید نمدے کے لباس پہنے ہوئے تھے سرو کے بنے ہوئے پتلے پتلے ڈنڈوں سے آگ کے شعلے اوپر اٹھاتے اور پھر ان شعلوں پر وہ پانی اور شہد چھڑکتے رہے"۔

کرزوس اس رسم سے سخت پریشان ہوا۔ اس نے سب سے پوچھا لیکن کوئی بھی اس رسم سے متعلق کچھ بتا نہ رہا تھا۔ شہر میں جنوب کی سرزمینوں کا ایک شخص رہتا تھا۔ آخر وہ کرزوس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ اہلِ فارس یہ رسم اپنی پانی کی دیوی اناہیتا مزاہیدیم کے نام پر ادا کرتے ہیں۔ کرزوس نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی اپنی دیوی ارتمیس کے لیے مذہبی رسم ادا کرے گا۔

○

سائرس اپنے خیمے سے باہر دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے حیرام کو بلانے کا حکم دیا۔ ایک پہریدار بھاگتا ہوا خیموں کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹ کر آیا تو اس کے ساتھ حیرام بھی تھا۔ سائرس کی طرف دیکھتے حیرام نے پوچھا "کیا مجھے طلب

کیا ہے آپ نے ۔"

سائرس نے کہا ۔" ہاں " پھر اس نے پہریدار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔
"تم دوسری سمت چلے جاؤ جب تمہاری ضرورت ہوگی میں تمہیں بلا لوں گا ۔" وہ پہریدار جب چلا گیا تو سائرس نے غور سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔" میرے کچھ لشکری یہاں ندی کے کنارے چٹانوں کو کاٹ کر اور ان کی خراش کر کے وہ اپنی پانی کی مقدس دیوی اناہیتا کے بُت تراش رہے ہیں ۔ میری مانو تو تم اس طرف نہ جانا ۔ اگر تم اس طرف گئے تو یقیناً تم بُت توڑ دو گے ۔ اس طرح میرے اور پجاریوں کے درمیان نفرت کی خلیج بڑھ جائے گی ۔"

حیرام نے کہا ۔" آپ مطمئن رہیے میں ان کے بتوں کو کچھ نہ کروں گا ۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد میں بابل ہو آؤں ، وہاں میرے کچھ عزیز ہیں ان سے مل لوں گا ۔"

سائرس نے کہا ۔" اس جنگ کے بعد تم بابل سے ہو آنا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگلی مہم شروع ہونے سے قبل ہی تم لوٹ آؤ گے ۔"

حیرام نے چھاتی نکالتے ہوئے کہا ۔" آپ فکر نہ کریں ۔ میں جلدی لوٹنے کی کوشش کروں گا ۔" حیرام مڑا اور وہاں سے ہٹ کر وہ اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا ۔

جب شام ہونے کو آئی تو حیرام اپنے خیمے سے نکلا ۔ سائرس کے لشکریوں کی اکثریت ندی کنارے چٹانوں کے اندر دیوی اناہیتا کی مذہبی رسوم ادا کر رہی تھی ۔ سائرس گوبارو اور ہارپیگ اپنے اپنے خیموں کے اندر پڑے ہوئے تھے ۔ حیرام اس ندی کے کنارے کنارے سارڈس شہر کی طرف بڑھنے لگا جو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکراتی اور شور کرتی ہوئی جنوب کی طرف چلی گئی تھی ۔

وہ آگے بڑھتا ہوا شہر کی فصیل کے اس حصے کے قریب جا پہنچا جہاں کرزوس کا شاہی محل تھا ۔ یہ محل چٹانوں کے اوپر بنا ہوا تھا اور یہاں چٹانیں ہی جو کافی بلند تھیں فصیل کا کام دے رہی تھیں ۔ اس نے دیکھا فصیل کے اوپر لیڈیا کے سپاہی بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہے تھے ۔ اس وقت ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی میں اضافہ ہو گیا تھا اچانک



یرام ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو کر فصیل کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

اس نے دیکھا فصیل پر پہرہ دینے والے ایک سپاہی نے نیچے جھانکا تھا اور ہوا کے باعث اس کا خود اس کے سر سے اُتر کر نیچے گر گیا تھا اور اب وہ جھک کر ت نیچے دیکھ رہا تھا ۔ حیرام اس سپاہی کی حرکات میں دلچسپی لینے لگا تھا ۔ وہ سپاہی چند ں تک نیچے دیکھتا رہا ۔ پھر وہ ذرا دائیں طرف آیا اور اس نے اس چٹان سے نیچے اترنا ع کر دیا جو فصیل کا کام دے رہی تھی اور جس کے اوپر کرزوس کا محل بنا ہوا تھا ۔ وہ پاہی نیچے اُترا اور اپنا خود اُٹھا کر پھر اُوپر چڑھ گیا ۔

حیرام گہری سوچوں میں کھو گیا تھا ۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ سپاہی ان چٹانوں ے اُوپر جا سکتا ہے تو ایسا وہ دشمن بھی کر سکتا ہے جو اس شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کھتا ہو ۔

سُورج کی روشنی ماند پڑ گئی تھی ۔ شام کے دھندلکے جھلملانے لگے تھے ۔ دن ھ اپنا رزق تلاش کرتے پرندے درختوں میں بسیرا کرنے کی خاطر پتنگوں کی طرح بکھرے ہواؤں کا سینہ چیرتے جا رہے تھے ۔ وہ پرندے جو ندی کنارے ابھی تک پانی میں چُہلیں رہے تھے وہ بھی اُڑنے لگے تھے ۔ آخر سُورج کا سفینہ مغربی سمندروں میں ڈوب گیا ۔ تی پر پھیلتا ظلمات کا غبار گہرا ہوتا چلا گیا ۔ فضائیں یوں اُداس ہو گئی تھیں جیسے اپنے یزوں اور ہمدردوں سے دُور کوئی اجنبی آنسو بہاتا ہوا طلسماتی فضاؤں کے سحر میں کھو گیا ہو ۔

حیرام جھاڑیوں کی اوٹ سے نکلا اور مٹیالے اندھیرے میں وہ اس فصیل کا کام نے والی چٹان کی طرف بڑھا تھا ۔ قریب جا کر اس نے دیکھا اس چٹان کا پتھر بھر بھرا تھا ۔ اس میں آسانی سے سیڑھیاں تراشی جا سکتی تھیں ۔ حیرام اس طرف آیا جہاں سے وہ ہی نیچے اُترنے کے بعد اُوپر چلا گیا تھا ۔

حیرام نے دیکھا وہاں پاؤں جمانے کے لیے جگہیں بنی ہوئی تھیں اور ایک ہی وقت نی آدمی اُوپر چڑھ سکتے تھے ۔ حیرام ایک بار اُوپر چڑھا پھر آسانی سے نیچے اُتر آیا ۔ وہ ندی کے کنارے آیا ۔ اب وہ بڑی تیزی سے اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگ رہا تھا ۔

سائرس کے خیمے پر آکر اس نے پہریدار سے کہا۔ "اندر میرے آنے کی اطلاع کر دو۔"

وہ پہریدار سائرس کے شامیانہ نما چرمی خیمے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا اور حیرام سے کہا۔ "آپ اندر تشریف لے جائیں، وہ آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔"

حیرام جب اس چرمی خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا اندر سائرس گوبارو، ہارپیگ اور سائرس کا بیٹا کموجیہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حیرام کو دیکھتے ہی سائرس نے کہا۔ "اے اونان کے فرزندِ عظیم میرے خیمے میں داخل ہوتے وقت تمہیں پہریداروں کو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم جب چاہو بلا اجازت میرے خیمے میں داخل ہو سکتے ہو۔ تم کہاں چلے تھے۔ میں نے تمہیں کھانے پر بلایا تھا لیکن تم اپنے خیمے میں نہ تھے۔ ہم سب اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ تم آؤ اور کھانا کھائیں۔"

کموجیہ نے پیار سے حیرام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ حیرام نے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے لیے ایک خوشخبری لایا ہوں۔ میں ایک ایسا راستہ تلاش کر آیا ہوں جس کے ذریعے ہم سارڈس شہر کی فصیل پر چڑھنے کے بعد پہلے کرزوس کے شاہی محل اور پھر شہر پر قبضہ کر سکتے۔"

سائرس نے چونکتے ہوئے کہا۔ "اے فرزند! پھر کہو تم نے کیا کہا۔ تم ایسی اچھی بات کہہ رہے ہو کہ مجھے اپنی سماعت پر شک ہونے لگا ہے۔"

جواب میں حیرام نے اپنے سارڈس شہر کی طرف جانے اور شہر کی فصیل سے ایک سپاہی کے اُترنے اور اپنا خود اُٹھا کر اُوپر چلے جانے کی ساری داستان سنا ڈالی تھی سائرس اپنی جگہ سے اُٹھا اور حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "حیرام! حیرام! تم نے میری ساری پریشانیاں سارے تفکرات دُور کر دیے ہیں قسم ادھورا کی اب صبح کا طلوع ہونے والا سُورج ہمیں سارڈس شہر کے اندر دیکھے۔"

پھر سائرس نے پہریداروں سے کہہ کر کھانا منگوایا اور خیمے میں آتش دان کے پاس بیٹھ کر وہ پانچوں راحت و اطمینان کی حالت میں کھانا کھانے لگے تھے۔

رات کے آخری حصّے میں سائرس نے اپنے لشکر کے آدھے حصّے کے ساتھ پڑاؤ سے



کوچ کیا۔ حیرام اور کموجیہ اس کے ساتھ تھے۔ دوسرا آدھا حصّہ گوبارو اور ہارپیگ کی کمانداری میں پڑاؤ کیے ہی رہا۔

شہر کی فصیل کے قریب جا کر سائرس اور حیرام کے کہنے پر سارا لشکر زمین پر لیٹ گیا اور رینگ کر آگے بڑھنے لگا۔ سائرس نے لشکر کا ایسا نظم و ضبط قائم رکھا تھا کہ کسی کے باتیں کرنے یا ہتھیاروں کے بجنے تک کی آواز بھی نہ سُنائی دی تھی۔ جب سارا لشکر فصیل کا کام دینے والی چٹان کے قریب پہنچ گیا تو سب سے پہلے حیرام اور کموجیہ اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اُوپر چڑھے اور انھوں نے رسّوں کی سیڑھیاں اُوپر باندھ کر نیچے گرا دی تھیں۔

فصیل کے اُوپر پہرہ دینے والے سپاہی سردی سے بچنے کی خاطر ایک جگہ جمع ہو گئے تھے اور آگ کا الاؤ روشن کر کے اپنے آپ کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چونکہ رات کا آخری حصّہ تھا اور اُنہیں دشمن کی طرف سے کسی کارروائی کی اُمید نہ تھی لہٰذا وہ مطمئن ہو کر فصیل کے برجوں کے اندر اور باہر سخت سردی سے بچنے کی خاطر جگہ جگہ جلتے الاؤ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

سائرس کے لشکری اب دھڑا دھڑ اُوپر چڑھ رہے تھے۔ نئے اوپر جانے والے اپنے ساتھ رسّوں کی سیڑھیاں بھی لیتے جا رہے تھے۔ اس طرح ہر لمحہ سیڑھیوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور اسی نسبت سے لشکر کے اُوپر جانے کی رفتار بھی تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔

جب اُوپر چڑھنے والے لشکریوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور وہ ان برجوں تک پھیل گئے جہاں آگ روشن کیے پہریدار بیٹھے ہوئے تھے تو ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ فصیل پر پہرہ دینے والے کرزوس کے لشکریوں نے سائرس کے لشکر کو فصیل پر پھیلتے دیکھ لیا تھا اور انھوں نے شور کرنا شروع کر دیا تھا۔

اب فصیل کے چاروں طرف سے محافظ اس حصّے کی طرف لپکنے لگے تھے جس طرف حیرام اور کموجیہ لشکر کو اُوپر چڑھا رہے تھے۔ خود سائرس ابھی تک فصیل کے

نیچے ہی تھا اور لشکر کے اُوپر جانے کے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ اب پورے شہر میں شور اُٹھ کھڑا ہُوا تھا کہ دشمن شاہی محل کی طرف سے فصیل کے اُوپر چڑھ آیا ہے۔ ایک کھلبلی اور افراتفری کا عالم طاری تھا۔

کرزوس اور اس کے سارے جرنیل حرکت میں آ گئے تھے اور شہر کے اندر محفوظ لشکر بھی اب فصیل پر چڑھنے لگا تھا۔ فصیل کے اُوپر ایک طرف جیرام اور دوسری طرف کموجیہ اب اپنے لشکر کی کمانداری کر رہے تھے۔ جیرام نے کموجیہ کو اس جگہ کی حفاظت کرنے پر مامور کیا جہاں ابھی تک ان کا لشکر اُوپر چڑھ رہا تھا اور خود اس نے حملہ آور ہونے والے دشمنوں کو روکنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کرزوس کے جرنیلوں نے پُوری قوت سے حملہ کر کے جیرام کی سرکردگی میں لڑنے والوں کو پیچھے دھکیلنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ جیرام نے ان کے حملوں کو پُوری طرح روک دیا تھا۔ اتنی دیر تک سائرس بھی فصیل پر چڑھ آیا تھا۔ اور اس نے فصیل کی دوسری سمت سے دُشمن پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔

فصیل کے اُوپر کافی دیر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ بڑے بڑے سورما جنگ کا ایندھن بننے لگے۔ جنگ کی برہمی بڑھتی رہی۔ لہو کی لکیریں داستانوں کی شکل اختیار کرنے لگیں۔ ہتھیار ساز و سلاسل کی طرح بجتے رہے اور دونوں طرف کے بہادر اپنے لہو میں سجے مٹی کا ڈھیر بننے لگے۔ فضا اُداس رات مضمحل تھی۔ چاروں طرف شور جانفرسا بکھرتا پھیلتا جا رہا تھا۔ جب سُورج تاریکی کے بطن سے طلوع ہُوا اور طلوعِ سحر کی پہلی تابانی نے کوہستانوں سے اُتر کر اپنا آنچل میدانوں میں پھیلایا تو فصیل کے اُوپر ایک طرف جیرام تباہ کن سیلاب کی طرح اور دوسری طرف سے سائرس اور کموجیہ خوفناک عفریت کی طرح دُشمن سے ہولناک جنگ کر کے اسے پیچھے دھکیلتے جا رہے تھے فصیل کے اُوپر جہاں پہلے تاریکی ہی تاریکی تھی وہاں اب ایک دوسرے سے برسرپیکار جنگجو ایک دوسرے کو دیکھ اور پہچان سکتے تھے۔

کرزوس کے لشکر میں اس وقت مایوسی اور گھبراہٹ پھیل گئی جب گوبارو



اور ہارپیگ بھی پڑاؤ چھوڑ کر جنگ میں کُود پڑے تھے۔ انہوں نے فصیل کے نیچے کھڑے ہو کر دشمن کے ان سپاہیوں پر تیراندازی شروع کر دی تھی جو جیرام اور سائرس کے خلاف جنگ میں مصروف تھے۔ اب دُشمن کی حالت ابتر ہونے لگی، اگر وہ گوبارو اور ہارپیگ کی تیراندازی کا جواب دیتے تو جیرام اور سائرس انہیں کاٹتے ہوئے پیچھے دھکیل دیتے تھے اور اگر وہ اپنی پوری توجہ جیرام اور سائرس پر مبذول کرتے تو گوبارو اور ہارپیگ کی طرف سے آنے والی تیروں کی تیز بوچھاڑ ان کے لشکر کو مفلوج کر کے رکھ دیتی تھی۔

جنگ اب گناہگار کے سیاہ اعمال کی طرح پھیل گئی تھی۔ اس دوطرفہ حملے سے دشمن پیچھے ہٹ گیا تھا۔ جیرام نے دشمن کی اس پسپائی سے پُورا فائدہ اُٹھایا اور وہ اپنے ہراول لشکر کے ساتھ فصیل سے اُتر کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ کرزوس نے کچھ اور اپنے محفوظ دستے جیرام کے مقابلے میں بھیج دیئے تھے لیکن جیرام اب بُری طرح بپھرا ہوا تھا ان محفوظ دستوں پر بھی وہ زبانِ برق کی طرح حملہ آور ہُوا۔ لمحوں کے اندر اس نے آندھیوں اور زلزلوں کی طرح ان کے پاؤں اُکھاڑ کر رکھ دیئے تھے۔ پھر اس نے مار دھاڑ کرتے ہوئے شہر کا دروازہ کھول دیا تھا۔ گوبارو اور ہارپیگ اپنے لشکروں کے ساتھ یوں شہر میں داخل ہوئے تھے جیسے طغیانی پر آئے ہوئے کسی دریا کا پشتہ ٹُوٹ گیا ہو۔

لیڈیا کا بادشاہ اپنے محل کی ایک بالکونی میں کھڑا جنگ کا نظارہ کر رہا تھا فصیل کے اُوپر سے سائرس اس کے سپاہیوں کو کاٹ کاٹ کر نیچے اُتار رہا تھا اور شہر کے اندر جیرام، گوبارو اور ہارپیگ بڑی تیزی سے اس کے لشکر کا خاتمہ کرتے جا رہے تھے۔ کرزوس پریشان ہو گیا۔ شکست کے آثار اب بالکل واضح اور عیاں ہو گئے تھے۔ پھر کرزوس کے چہرے پر اس وقت پیلاہٹ بکھر گئی جب اس نے دیکھا اس کے محل کے خواجہ سرا اپنے ہاتھوں میں تلواریں لیے اس کی حرم سرا کا رُخ کر رہے تھے۔ شکست چونکہ یقینی ہو گئی تھی لہٰذا وہ مسلح خواجہ سرا کرزوس کی بیویوں کو قتل کرنے جا رہے تھے تاکہ وہ دُشمن کے ہاتھوں نہ لگ جائیں۔

کرزوس کی گردن جُھک گئی۔ وہ انہیں روک نہ سکا تھا۔

آخرکار جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ سائرس، جیرام، گوبارو، ہارپیگ اور کموجیہ نے مل کر

کرزوس کے سارے لشکر کا صفایا کر دیا تھا۔ سائرس جب اپنے سارے جرنیلوں کے ساتھ کرزوس کے محل کی طرف آیا تو اس نے دیکھا کرزوس اپنے محل کی سیڑھیوں پر نڈر کھڑا تھا۔ جب وہ اس کے نزدیک گئے تو کرزوس نے آگے بڑھ کر سائرس کو اپنے خزانوں کی چابیاں پیش کرتے ہوئے کہا۔ ”ازراہِ کرم میرے محل کو لوٹنے کے بعد نذرِ آتش نہ کرنا، یہ میرے اُن آباؤ اجداد کی یاد دلاتا ہے جو برسہا برس سے اس میں بیٹھ کر حکومت کرتے رہے ہیں۔ میں بدقسمت ہوں کہ ان کی وراثت کی حفاظت نہ کر سکا۔ یہ میری غلطی تھی میں نے تمہاری قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔“

سائرس نے چابیاں لے لیں اور نرمی سے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”غم نہ کرو، یہ محل سلامت رہے گا، تم بھی زندہ رہو گے۔ تم ایک قیدی کی حیثیت میں میرے شہر پارساگرد میں رہو گے۔ اس سے قبل میں قوم ماد کے بادشاہ اشعیاہ پر قابو پا چکا ہوں، وہ بھی پارساگرد میں آسودگی میں زندگی بسر کرتا ہے۔ میں تمہیں بھی دکھ نہ دوں گا۔

کرزوس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا میں تمہارے اس جرنیل کو دیکھ سکتا ہوں جس نے پہلے فصیل پر جنگ کی پھر کسی دیوتا کی طرح اس نے نیچے آکر میرے لشکر کے محفوظ دستوں کو لمحوں کے اندر مغلوب کیا اور شہر کا دروازہ کھول کر اس نے میرے مقدر کی لوح پر شکست کی مہر لگا دی۔“

سائرس نے حیرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”وہ دیوتا تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ اس کا نام حیرام ہے۔ گو اس کا تعلق شمال کے دور دراز کے برفستانوں سے ہے پر اب یہ میرے لشکر کا سب سے کڑا جرنیل ہے۔ یہ میرے ہراول کا کماندار ہے اور میں اسے اپنا بیٹا بھی کہہ چکا ہوں۔ قسم ادھورا کی اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو اسے میں اس سے بیاہ دیتا۔“

کرزوس چند ثانیوں تک بڑے شوق بڑی شفقت سے حیرام کو دیکھتا رہا پھر اس نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اے مکرم نوجوان! سائرس کی طرح مجھے کوئی نڈر اور دلیر جرنیل نصیب نہ ہوا جس پر میں بھروسہ کرتا۔ آرمیتس دیوی کی قسم! تم



اگر میرے بیٹے ہوتے یا کم از کم میرے لشکر کے جرنیل ہی ہوتے تو میں آج سائرس کے سامنے یوں بے بس اور ایک اسیر جیسا نہ کھڑا ہوتا۔ میں بھی ایک فاتح کی طرح گردن سیدھی کیے کھڑا رہتا۔“

چند ثانیوں تک خاموشی رہی پھر کرزوس نے سائرس کو اپنا خزانہ دکھایا اس کے بعد سائرس شہر کے انتظام میں مصروف ہو گیا تھا۔ جب حیرام کو اس نے شہر کے بت توڑنے کی اجازت دے دی تھی۔ حیرام نے شہر اور اس کے نواح میں آرمیتس دیوی اور دیوتا اپالو کے سارے بتوں کو پاش پاش کر دیا پھر سائرس سے اجازت لے کر وہ بابل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

ایک روز جب کہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا حیرام نینوا شہر سے دس میل شمال میں ایک ندی کے کنارے کنارے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ سردی بہت بڑھ گئی تھی۔ شاید وہ کسی سرائے کی تلاش میں تھا جہاں وہ رات بسر کر سکے۔ جس ندی کنارے وہ اپنا گھوڑا دوڑا رہا تھا، چناروں کے بلند اشجار کے اندر سیب و شفتالو کے درخت اور انگور کی بیلیں پھیلی ہوئی تھیں جن کے اندر پرندے محبت کے راگ الاپ رہے تھے۔ بل کھا کر بہتی ندی کی نغمہ آگیں روانی میں بھی خوشی کا ایک پیغام اور جوانی کی ایک تڑپ تھی۔

باغات کا سلسلہ ندی کے کنارے لامتناہی اور غیر مختتم حدوں تک پھیلا دکھائی دے رہا تھا۔ اب وہ اپنے سامنے ایک بستی کے آثار بھی دیکھ رہا تھا۔ اچانک حیرام نے ایک زوردار جھٹکے سے اپنے گھوڑے کو روک لیا تھا۔ فضاؤں میں ایک چیخ بلند ہوئی تھی کسی عورت کی ہولناک درد میں ڈوبی اور مدد کو پکارتی چیخ۔ پھر حیرام نے دیکھا، اس کے سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر تین سوار نمودار ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک لڑکی کو اپنے سامنے دبوچا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرے دو اس کے پیچھے پیچھے تھے وہ اپنے گھوڑوں کو مارتے بھگاتے ندی عبور کر گئے پھر کنارے کنارے اپنے گھوڑے کو

شمال کی طرف بھگانے لگے ۔ اتنے میں باغ کے اندر سے ایک اور لڑکی نمودار ہوئی اور وہ زور زور سے مدد کو پکارنے لگی ۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ سے ان سواروں کی طرف اشارے بھی کر رہی تھی ۔

حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایک سخت ایڑ لگائی اور اسے ندی میں ڈال دیا ۔ گھوڑا تھکا ہونے کے باوجود دُور دُور پانی کے چھینٹے دیتا ہوا ندی عبور کر گیا پھر حیرام نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالی اور ان کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا ۔ ان تینوں سواروں نے اس کے پاس سے گزر جانا چاہا لیکن حیرام نے اُنہیں اپنی تلوار بلند کر کے رُک جانے پر مجبور کر دیا تھا ۔ حیرام نے دوپہر کی لُو جیسے سخت لہجے میں پوچھا ۔ "تم کون ہو اور اس لڑکی کو تم نے کیوں اور کہاں سے اُٹھایا ہے" ۔ جس جوان نے لڑکی کو اپنے آگے دبوچے ہوئے تھا ۔ اس نے کہا "یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے تم راہ سے ہٹ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے" ۔

لڑکی نے بیتاب ہو کر حیرام کو مخاطب کر کے کہا ۔ "اے بھائی ! یہ میرے کچھ نہیں لگتے ۔ مجھے اغوا کر کے لے جانا چاہتے ہیں مجھے بچاؤ" ۔

حیرام نے کہا ۔ "اب تو تم مجھے بھائی کہہ کر پکار چکی ہو ۔ اگر تم ایسا نہ بھی کرتی تو میں انہیں جانے نہ دیتا" ۔

ان میں سے دوسرے نے کہا ۔ "اے بدبختی کے پیچھے دوڑنے والے ! اے موت کے سایوں میں آرام و سکون تلاش کرنے والے تو اجنبی لگتا ہے ، ہماری راہ چھوڑ ورنہ ہماری تلواریں تم پر برس جائیں گی" ۔

حیرام نے کہا ۔ "اے باطل کے حق میں فیصلہ کرنے والو ! اے احمقو نادانو ! میں تم تینوں کو اطاعت و انکساری سکھاؤں گا اور تمہاری روحوں کو تمہاری پسلیوں کے پنجرے سے آزاد کر دوں گا ۔ اس لڑکی کو نیچے ڈال دو ، یہاں سے بھاگ نکلنے کا خیال اب اپنے دل سے نکال دو" ۔

لڑکی کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے کسی پرندے کو شکاری کے تیر نے نڈھال کر دیا ہو ۔ انھوں نے لڑکی کو نیچے ڈال دیا اور ایک نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا



"اگر تم اپنا خاتمہ ہمارے ہاتھوں چاہتے ہو تو یوں ہی سہی ۔ ہم تمہیں موت کے گھاٹ اُتار کر چلے جائیں گے پھر تمہاری لاش پر نہ کوئی نوحہ گر نہ کوئی چشم نم ہو گی اور تمہاری لاش یہاں بے گور و کفن رزقِ کرگساں بنی رہے گی" ۔

حیرام نے آتش فشاں کے پھٹنے سے مشابہ آواز میں کہا ۔ "تم بکتے ہو میرے حملوں کو تم آندھی کے شور سے زیادہ کربناک پاؤ گے" ۔ اس کے ساتھ ہی حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایک سخت مہمیز لگا کر آگے بڑھایا اور ان پر حملہ کر دیا ۔

لڑکی نے موقع کو غنیمت جانا اور واپس بھاگ کھڑی ہوئی لیکن چند ہی قدم آگے جا کر وہ رُک گئی کیونکہ کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے ۔ ان کے آگے آگے وہ لڑکی تھی جس نے باغ سے نکل کر مدد کے لیے پکارا اور ان آنے والوں سے پیچھے ذرا فاصلے پر کچھ مسلح سوار بھی آ رہے تھے ۔ لڑکی کے چہرے پر اب اطمینان اور سکون پھیل گیا تھا ۔

اپنے پہلے ہی حملے میں حیرام نے ان میں سے ایک کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا ۔ دوسرے دونوں جان گئے تھے کہ ان کا مدّمقابل خطرناک اور نقصان دہ ہے ۔ لہٰذا وہ محتاط ہو کر اس کا مقابلہ کرنے لگے لیکن ان کی یہ احتیاط ان کے اپنے لیے ہی ہولناک ثابت ہوئی ۔ ان کے حملوں میں سُستی آ گئی جب کہ حیرام کے حملوں میں طوفانی تیزی اور چستی بڑھتی جا رہی تھی اور اس کا گھوڑا بار بار دائیں بائیں ہو کر اسے دونوں پر جان لیوا حملے کرنے کے مواقع فراہم کر رہا تھا ۔

دفعتہً حیرام نے ان میں سے ایک کا وار اپنی ڈھال پر روکا ۔ جب دوسرا بھی اس پر اپنی تلوار برسانے لگا تو حیرام نے اسے سے پہلے ہی اپنی تلوار بلند کر کے اس پر مار دی تھی ۔ فضا میں ایک کربناک چیخ بلند ہوئی اور ڈوب گئی ۔

آخری مدِمقابل اپنے دونوں ساتھیوں کے مرنے پر بوکھلا گیا اور دائیں بائیں ہو کر اپنا آپ بچانے کی خاطر اوچھے وار کرنے لگا ۔ حیرام نے ایک بار اس کا وار ڈھال پر روکنے کے بعد اپنی ڈھال کو اس قدر زور سے پیچھے کی طرف جھٹکا دیا کہ وہ اپنے

گھوڑے پر اپنا توازن کھو بیٹھا اور جس وقت وہ اپنے گھوڑے سے گر رہا تھا حیرام نے اس پر اپنی تلوار گرائی اور اُسے کاٹ کر رکھ دیا۔

حیرام اپنے گھوڑے سے اُترا۔ پہلے ان تینوں کے گھوڑوں کو پکڑ کر اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا پھر وہ ندی کنارے آ کر بیٹھ گیا اور اپنی تلوار صاف کرنے لگا۔ سورج دور مغرب میں اب ڈوب رہا تھا، آکاش کنارے دھواں دھواں ہو گئے تھے اور شفق کی سُرخی میلی دھرتی کے تاریک ہوتے سینے پر دھنک رنگ بکھار رہی تھی۔ آسمان کی بساطِ نیلگوں پر کوئی اِکا دکا ستارہ تاک جھانک کرنے لگا تھا۔ پرندے شاخوں پر بسیرا کرنے کے درختوں پر اُتر رہے تھے اور پھول اپنی آنکھیں موندنے لگے تھے۔ ہر شے اندھیرے کے اوہام میں غرق ہونا شروع ہو گئی تھی۔

حیرام جب اپنی تلوار صاف کر کے اُٹھا تو اس نے دیکھا اس کے گھوڑے کے اردگرد بہت سے لوگ جمع تھے، ان میں وہ لڑکی بھی شامل تھی جسے اس نے ان وحشیوں کے ہاتھوں چھڑایا تھا۔ دوسری لڑکی جس نے ندی کے کنارے کھڑے ہو کر مدد کے لیے پکارا تھا اور جوان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ آہستہ آہستہ حیرام کی طرف بڑھی۔ دوسرے لوگ دم بخود کھڑے تھے۔

حیرام نے دیکھا اس سے نزدیک ہوتی ہوئی وہ لڑکی پیکرِ حُسن و شباب تھی۔ اس کی گردن خوب لمبی اور آنکھیں سرگیں تھیں۔ وہ پاؤں سے ننگی تھی اور اس کے گورے گورے ننگے پیر جھلمل جھلمل کرتے پھولوں جیسے تھے۔ وہ سفید براق لباس پہنے یوں لگ رہی تھی جیسے کوئی سنہری بالوں والی جل پری اپنے حُسن و جوانی کے پیکرِ لطیف کو سُورج کی سنہری چادر میں ڈھانپے وہاں کے سبزہ زاروں کو مرجانِ زار بنانے آگئی ہو۔ جب وہ حیرام کے سامنے آ کھڑی ہوئی تو حیرام نے دیکھا اس کا حسن ایسے تھا جیسے نرگس کے پھول پر شبنم کے قطرے۔ اس کی نگاہوں میں زندگی کا اسرار اور ہونٹوں پر پھولوں کا سا ہلکا ہلکا تبسم تھا۔ شہد میں ڈوبے اس کے ہونٹ دو حسین کلیوں کی صورت نیم وا ہوئے۔ پھر اس غارتِ تمکین و ہوش اور دشمنِ ایمان و ایقان نے حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔



"میرا نام ثمر ہے اور میں بستی کے سردار کی بیٹی ہوں۔ پھر اس نے بائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ہماری بستی وہ اس طرف یہاں سے نزدیک ہے۔ بستی کا نام جسان ہے۔ یہ لڑکی جسے آپ نے بچایا ہے میری بستی کی رہنے والی ہے اور اُجرت پر ہمارے باغات سے پھل توڑنے کا کام کرتی ہے۔ اس کا نام ضلہ ہے۔ میں اور یہ دونوں باغ میں کام کر رہی تھیں کہ یہ تینوں وحشی گھوڑ سوار باغ میں داخل ہوئے۔ پہلے انھوں نے مجھے اُٹھانے کی کوشش کی لیکن میں بھاگ کر باغ کے اندر پھل جمع کرنے کے لیے بنے تہ خانے میں گھس گئی اور اندر سے کنڈی لگا لی۔ میری طرف سے مایوس ہو کر یہ ضلہ کو اُٹھا بھاگے۔ میں آپ کی مشکور ہوں آپ نے اس کی جان بچائی۔ وہ ہمارے باغات میں اُجرت پر کام ضرور کرتی ہے لیکن میں اسے بہن کی طرح چاہتی ہوں ——

ثمر کہتے کہتے رُک گئی کیونکہ کچھ سوار بستی کی طرف سے آ کر وہاں رُکے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ ضلہ کے پاس کھڑے ہو کر گفتگو کرتے رہے پھر ان میں سے ایک سفید ریش بوڑھا جس کے جسمانی اعضا ابھی خوب توانا لگتے تھے۔ اپنے گھوڑے سے اُتر کر حیرام کی طرف بڑھا اور اس کے پہلو میں کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں بستی کا سردار عفرون ہوں۔"

پھر اس نے ثمر کے کندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری اکلوتی بیٹی ثمر ہے۔ اے اجنبی! تم نے ضلہ کو ان وحشی بھیڑیوں سے بچا کر میری پوری بستی پر احسان کیا ہے۔ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ تمہارا کیا نام ہے اور کدھر جاؤ گے۔"

حیرام نے اپنی تلوار نیام میں کرتے ہوئے کہا۔ "میرا نام حیرام ہے۔ میں فارس کے شاہ سائرس کے ہراول لشکر کا جرنیل ہوں۔ میں لیڈیا کے شہر سارڈس کی طرف سے آیا ہوں جسے ہم نے فتح کر لیا ہے اور اب میں بابل کی طرف جا رہا ہوں وہاں میرے کچھ عزیز ہیں میں ان سے ملوں گا۔ میں اس بستی کی طرف اس نیت سے آیا تھا کہ یہاں شاہراہ کے کنارے کوئی سرائے ہوگی جس میں قیام کر کے میں سفر کی تکلیف دہ رات بسر کرنا چاہتا تھا۔"

عفرون نے آگے بڑھ کر حیرام کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔ ندی کے کنارے جو شاہراہ جنوب کی طرف جاتی ہے اس پر کئی سرائے ہیں لیکن اب تم میری بستی کے

محسن ہو۔ تم سرے میں نہیں میری حویلی میں قیام کرو گے۔ آؤ میرے ساتھ واپس چلیں "۔

بوڑھا سردار عفرون حیرام اور تمر کو لے کر جب بستی کے ان لوگوں کے پاس آیا، جو ضلہ کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے تو ایک بوڑھا حیرام کے قریب آیا اور اس کے گھٹنوں کو چھوتے ہوئے اس نے کہا ۔ "اے اجنبی! ضلہ میری بیٹی ہے تو نے اس کی جان و عزت بچا کر مجھے نئی زندگی بخشی ہے ۔ میرے پاس نہ الفاظ ہیں کہ تیرا شکریہ ادا کر سکوں، میں نہ ہی اس قدر اموال رکھتا ہوں کہ تیرے اس احسان کی جزا دے سکوں ۔ پھر بھی اے اجنبی میں تیرا ممنون ہوں ۔ تو نے صرف میری نہیں پوری بستی کی آبرو بچائی ہے ۔ ہماری پوری بستی تیری احسانمند ہے ۔

حیرام نے ضلہ کے بوڑھے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔ "اے میرے بزرگ! یہ حالات کا تقاضا تھا جو میں کر گزرا، میرا تجھ پر نہ کوئی احسان ہے، نہ مہربانی ۔ میں نے تین شیطانوں کو بدی کا مرتکب ہونے سے روکا ہے یہ میرا اخلاقی فرض تھا ۔ اے میرے بزرگ! ان تین مرنے والے بھیڑیوں کے تینوں گھوڑے میں نے وہ درخت سے باندھ دیئے ہیں ۔ یہ تینوں اب تمہاری ملکیت ہیں ۔ انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور انہیں بیچ کر تم اپنے کام میں لاؤ "۔

ضلہ کا بوڑھا باپ چند ثانیوں تک بڑی ممنونیت سے حیرام کو دیکھتا رہا ۔ اس دوران ضلہ حیرام کے قریب آ کر بولی ۔ "اے اجنبی! میں نے تجھے بھائی کہہ کر پکارا تھا اور تو نے اس رشتے کو قبول کر لیا تھا ۔ کیا میں اپنے بھائی کا نام پوچھ سکتی ہوں "۔

حیرام نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا ۔ "اے میری عزیز بہن! تیرے بھائی کا نام حیرام ہے ۔ میں تجھ جیسی بہن پر فخر کروں گا "۔

ضلہ کے چہرے پر خوشی کی لہریں بکھر گئی تھیں ۔ اپنے باپ کے ساتھ آگے بڑھ کر اس نے گھوڑے کھول لیے پھر سب بستی کی طرف جا رہے تھے ۔

سورج غروب ہو گیا تھا ۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا ۔ بوڑھا سردار عفرون اور اس کی بیٹی تمر حیرام کو لے کر اپنی حویلی میں داخل ہوئے ۔ دوسرے لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تھے ۔ عفرون حیرام کو لے کر حویلی کے دیوان خانے میں آ بیٹھا ۔ باہر سرما کی تیز ہوائیں چل رہی تھیں اور کمرہ برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا ۔ تمر باہر سے خشک لکڑیوں کا گٹھا اٹھا لائی اور



اے کے آتش دان میں اس نے آگ روشن کر دی تھی ۔ ان دونوں کے پاس بیٹھنے کے بجائے پھر کمرے سے باہر نکل گئی تھی ۔ تھوڑی ہی دیر بعد آتش دان میں جلتی آگ نے کمرے کی سردی پر قابو پا لیا اور کمرہ گرم ہو گیا ۔ اتنی دیر تک تمر ان کے لیے کھانا لے آئی ۔ پہلے اس نے ایک چرمی چادر کمرے کے فرش پر آتش دان کے قریب بچھائی ۔ پھر اس نے اس چرمی چادر پر کھانے کے برتن رکھ دیئے تھے ۔ کھانے میں گوشت، سرکہ میں ڈوبی ہوئی ترکاری، روغن لگی گندم اور مکی کی روٹیاں، پنیر، گرم گرم دودھ اور انواع و اقسام کے تازہ اور خشک پھل تھے ۔

تمر جب کھانے کے برتن جما چکی تو حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پرندوں کی م ار اور شاخوں کی سرسراہٹ جیسی خوش کن آواز میں کہا "آیئے کھانا کھائیں "۔

حیرام نے عفرون کی طرف دیکھا ۔ جواب میں عفرون مسکرایا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے اس نے کہا ۔ "اٹھو بیٹے! کھانا کھائیں "۔ حیرام اور عفرون دونوں اٹھ کر آتش دان کے پاس چرمی چٹائی پر بیٹھ گئے اور تینوں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے ۔

کھانا کھا چکنے کے بعد تمر سارے برتن اٹھا کر باہر رکھ آئی اور دوبارہ ان دونوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی ۔ حیرام نے عفرون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ "کیا آپ گھر کے ۔ ۔ ف دو ہی فرد ہیں "۔

عفرون نے کہا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں بیٹے! کہ تمر میری اکلوتی بیٹی ہے اولی بیٹا نہیں ۔ تمر کی ماں بھی پچھلے برس فوت ہو گئی ہے ۔ وہ تمر کی شادی اپنے بھائی کے بیٹے سے کرنا چاہتی تھی لیکن لڑکا بدکردار اور بداخلاق تھا ۔ اس وجہ سے میں اور تمر دونوں اسے ناپسند کرتے تھے لہذا یہ شادی نہ ہو سکی ۔ اس کا بھائی نینوا کے جنوب میں ایک ۔ ۔ ا سردار ہے ۔ اب تمر ہی میری بیٹی اور بیٹا بھی ہے ۔ یہ بہت بہادر لڑکی ہے ۔ تم نے ۔ ۔ ا سارا کام یہ خود کرتی ہے ۔ میں نے کئی بار اسے کہا کہ گھر کے کام کے لیے کوئی خادمہ رکھ لے لیکن یہ نہیں مانی ۔ گھر کے کام کاج کے علاوہ یہ اپنے باغات میں بھی کام کرتی ہے ۔ بظاہر یہ ۔ ۔ ازک مزاج اور کمزور لڑکی لگتی ہے لیکن انتہائی دلیر اور حوصلہ مند ہے ۔ تلوار چلانا اور گھوڑے

پرسواری کرنا بھی خوب جانتی ہے۔ گھوڑے کو بغیر زین اور لگام کے اس کے ایال پکڑ کر خوب بھگا سکتی ہے۔"

تمر ہلکا سا مسکرائی پھر اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں تو کچھ بھی نہیں بابا! آپ ایسے ہی میری تعریف کر رہے ہیں۔"

عفرون نے پوچھا۔ "کیا جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سچ نہیں ہے بیٹی!"

تمر چند ثانیوں تک خاموش رہی پھر اس درافشاں اور گوہر تاباں لڑکی کے ہونٹوں کے گلاب کھلے پھر اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے لہجے کی ساری شیرینی اور گہرے تبسم کی بھرپور نرمی میں پوچھا۔ "آپ نے اپنے متعلق تو ابھی تک کچھ بتایا ہی نہیں۔"

جواب میں حیرام نے یونانی یہودی کے ساتھ کام کرنے سے لے کر اپنے خواب بابل میں داخل ہونے، ربقہ اور راحیل سے ملاقات اور پھر بابل کے بت توڑ کر سارس کے لشکر میں داخل ہونے کے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

حیرام جب خاموش ہوا تو تمر نے پوچھا۔ "آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ کے ماں باپ اور بہن بھائی کہاں ہوتے ہیں۔"

حیرام نے کہا۔ "میں نے بتایا نا کہ میں شمال کے برفانی ہن قبائل سے تعلق رکھتا ہوں، میرا کوئی بہن بھائی تھا ہی نہیں اور ماں باپ مر چکے ہیں۔ میری زندگی اب خانہ بدوشوں کی سی ہے تاہم میں نے اپنے آپ کو سارس کے لشکر کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اب وہ لشکر ہی میرا سب کچھ ہے۔ سارس نے مجھے رہنے کے لیے پارساگرد میں ایک حویلی دے رکھی ہے۔ جہاں میں اکیلا رہتا ہوں۔"

تمر چند ثانیوں تک پھر سوچوں میں ڈوبی رہی پھر اس نے گہری سنجیدگی میں کہا۔ "راحیل بدقسمت ہے، جو اس نے آپ سے نفرت کا اظہار کیا۔ اسے آپ کے پیوند لگے کپڑوں کو بصد خوشی اور احترام کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے تھا۔ تاہم ربقہ خوش قسمت ہے۔ اب جو آپ بابل جا رہے ہیں تو کیا آپ ربقہ سے شادی کر لیں گے۔"

حیرام نے کہا۔ "میں اسی ارادے سے جا رہا ہوں۔ میں ربقہ سے شادی کر کے



نا ایک گھر بناؤں گا۔ پہلے اسے اپنے ساتھ لشکر میں رکھوں گا جب بچے ہو گئے تو پارساگرد بھیج دوں گا۔"

تمر نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پرامید لہجے میں پوچھا۔ "کیا آپ میرے ساتھ ایک وعدہ کریں گے۔"

حیرام نے پوچھا۔ "کیسا وعدہ؟"

تمر نے کہا۔ "جب آپ ربقہ سے شادی کر کے اپنے لشکر میں جانے کے لیے ادھر سے گزریں تو ہمارے گھر ضرور آئیں۔ آپ ہماری پوری بستی کے محسن ہیں۔ آپ کی بیوی کی خدمت کرتے ہوئے مجھے خوشی ہو گی۔"

حیرام نے فوراً کہہ دیا۔ "واپسی پر میں ضرور تمہارے ہاں قیام کر کے جاؤں گا۔" تمر خوش ہو گئی اور اٹھتے ہوئے بولی۔ "آپ تھکے ہوں گے۔ میں آپ کے لیے بستر لگاتی ہوں۔" تمر جب اٹھی تو حیرام نے محسوس کیا، اس جھوٹ کی حد تک حسین اور دھوکے کی حد تک پرکشش لڑکی کا بدن طوفان تھا اور اس کے سانسوں میں ایک خوش کن مہک تھی۔ تمر باہر نکل گئی، تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی اور حیرام سے کہا۔ "آئیے آرام کریں۔"

حیرام اور عفرون اٹھ کر باہر آئے۔ تمر حویلی کے ایک کمرے کے سامنے رکی اور حیرام سے کہا۔ "اس کمرے میں آپ کا بستر لگا دیا ہے۔ فالتو کپڑوں کا ایک جوڑا بھی میں نے پلنگ پر رکھ دیا ہے۔ اب آپ آرام کریں۔ آپ کے گھوڑے کو بھی میں نے اصطبل میں باندھ کر اس کے دانے چارے کا انتظام کر دیا ہے۔" حیرام نے ممنونیت سے تمر کی طرف دیکھا پھر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

تمر اور عفرون حویلی کے اگلے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔ حیرام اندر داخل ہوا پہلے اس نے لباس تبدیل کیا پھر وہ نرم گدے دار بستر اور ریشمی لحاف میں گھس کر سکون و آرام کی گہری نیند سو گیا تھا۔

دوسرے روز حیرام جب سو کر اٹھا تو اس نے دیکھا دھوپ کافی چڑھ آئی تھی جب وہ اٹھ کر جوتے پہننے لگا تو تمر توس قزح کی لہر اور گل ہائے چمن کی خوشبو کی طرح کمرے

میں داخل ہوئی اور نورِ قمر کی سی لطافت اور نسیم سحر کی سی نرمی میں اس نے کہا۔ "میں پہلے بھی دوبار آپ کے کمرے میں آئی تھی، آپ سو رہے تھے اس لیے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ میرے بابا صبح کھانا جلدی کھانے کے عادی ہیں۔ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اگر آپ کہیں تو میں آپ کے منہ ہاتھ دھونے کو پانی یہیں لے آؤں۔"

حیرام نے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "میں ندی کی طرف جا رہا ہوں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔"

تمر دیوان خانے میں آتش دان کے قریب اپنے باپ عفرون کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔ حیرام نے پہلے اصطبل میں جا کر اپنے گھوڑے پر زین ڈالی پھر وہ ندی کی طرف چلا گیا تھا۔

حیرام جلد ہی ندی سے لوٹ آیا۔ جب وہ دیوان خانے میں آیا تو عفرون اور تمر اس کے منتظر تھے۔ اس نے ان دونوں کے ساتھ کھانا کھایا پھر وہ اٹھتا ہوا عفرون کو مخاطب کر کے بولا۔ "میں آپ کا مشکور ہوں، آپ نے اپنے ہاں میری شب بسری کا سامان کیا۔ میں اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔"

عفرون نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا فرض تھا جو پورا ہوا۔" دیوان خانے سے نکل کر حیرام اصطبل میں آیا۔ عفرون اور تمر اس کے ساتھ تھے۔ جب اس نے اپنا گھوڑا کھولا تو تمر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے"

حیرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا تم یہ یاد کرانا چاہتی ہو کہ جب میں بابل میں شادی کر لوں تو واپس اپنے لشکر کی طرف جاتے ہوئے تمہارے گھر سے ہو کر جاؤں؟"

تمر نے کہا بالکل یہی میں آپ کی بیوی کی خدمت کروں گی۔ آپ ہمارے محسن ہیں میں اسے احساس دلاؤں گی کہ یہ بستی اس کے لیے چشم براہ تھی۔"

تمر جب خاموش ہو گئی تو حیرام ایک زقند لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس نے اپنے گھوڑے کو ہانک دیا اور عفرون کی حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

دریائے دجلہ کے بائیں کنارے کنارے جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے وہ پہنچا



قریب حیرام دریا کے کنارے کالی دیواروں کے قریب رک گیا۔ یہ کھنڈرات تھے اور یہاں کبھی دنیا کا عظیم الشان تاریخی نینوا آباد تھا۔ حیرام نینوا کے کھنڈرات دیکھنے کی غرض سے وہاں رک گیا۔

تباہ شدہ چوڑے دروازے کے پاس پتھر کے دو مجسمے اب بھی صحیح حالت میں کھڑے تھے۔ یہ قنطار کے مجسمے تھے جن کے دھڑ بیل کے اور سر انسان کے سے تھے۔ ان کے سروں پر تاج تھے اور اڑنے کے لیے ان کے پر تلے ہوئے تھے۔ کھنڈر میں شہر کی عمارتوں اور گلیوں سڑکوں کے آثار ابھی تک واضح اور سلامت تھے۔

اچانک حیرام کی نگاہ اپنے دائیں طرف ایک پتھر کے قریب بیٹھے ایک بوڑھے پر پڑی۔ وہ خمیدہ کمر بوڑھا یوں سر جھکائے ماحول سے بے خبر بیٹھا ہوا تھا جیسے نینوا کے ان کھنڈرات میں وہ اپنی زندگی کی گمشدہ ساعتوں کو تلاش کر رہا ہو۔ اس بوڑھے کے دائیں جانب قریب ہی اس کا سفید بھیڑوں کا ریوڑ بھی چر رہا تھا۔

حیرام اس بوڑھے کے پاس آیا اور اپنے گھوڑے سے اترتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "میرے محترم! کیا آپ کا تعلق اسی تباہ حال شہر سے ہے اگر ایسا ہے تو کیا آپ نے اسے آباد حالت میں دیکھا ہے۔ بوڑھے نے اپنی گردن اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اجنبی لگتے ہو، اسی شہر میں میرا بچپن اور جوانی گزری اس وقت یہ شہر خوب آباد تھا۔ یہاں بولتی خاموشیاں تھیں، بلند ٹیلے، گہری وادیاں، گھنے درخت اور لہلہاتے کھیت تھے۔ میں نے اس شہر کے پھولوں کو معطر، دریا کو مترنم اور پرندوں کو چہچہاتے دیکھا ہے اس شہر کی ازلی گہرائیاں اور سرمدی بلندیاں دلفریب تھیں کبھی یہاں نینوا کے بادشاہوں کی سطوت و جبروت تھی پھر قوم ماد کے بادشاہ نے شہر کو فتح کر کے اسے تباہ کر دیا۔ اب تخریبی عناصر کا شکار کھنڈرات قوموں کی عظمت کی داستان کہتے ہیں۔

ان کھنڈرات کے درختوں کی ننگی بوچی شاخیں پرانی روحوں، بوسیدہ ہڈیوں بد نصیبی کے سایوں پر زار و قطار روتی ہیں۔ کبھی یہاں جوانی کا راگ الاپتے ... تھے۔ اب یہاں اکتا دینے والی وحشت اور لرزا دینے والی عبرت ہے ...

کرتی گذشتہ نسلوں کی روحوں کے سوا کچھ نہیں رہا۔ آہ یہ فطرت بھی عجیب ہے جو بہاروں میں مسکراتی ہے، گرما میں قہقہے لگاتی ہے، خزاں میں آہیں بھرتی ہے اور سرما میں روتی ہے"

پھر وہ بوڑھا کہتے کہتے رُک گیا اور خوفزدہ لہجے میں اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے اجنبی! تو فوراً یہاں سے بھاگ جا یہ جگہ خطرناک ہے"۔
بوڑھے نے یہ کہا اور ایک ٹیلے کے پیچھے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ حیرام چند لمحوں تک اس ٹیلے کو غور سے دیکھتا رہا پھر اچانک وہ چونک پڑا اور اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا۔ اس نے دیکھا پانچ مسلح جوان جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں چاروں طرف سے اسے گھیرے اس کی طرف بڑھ رہے تھے، نہ جانے وہ بدروحوں کی طرح کہاں سے نکل کر بدی کے شیطانوں کی طرح اس کی طرف بڑھنے لگے تھے۔



حیرام نے صرف ایک لمحہ کے لیے اپنی طرف بڑھنے والے ان پانچ خونخوار اور مسلح جوانوں کا جائزہ لیا پھر وہ ایک انتہائی زہریلی زقند کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اپنی تلوار اور ڈھال اس نے سنبھالی پھر گھوڑے کو ایک سخت مہمیز لگا کر وہ اس جوان کی طرف بڑھا جو مغرب کی طرف تھا۔ حیرام جب اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس کے نزدیک گیا تو اس نے حیرام کی ٹانگ پر اپنی تلوار مار کر اسے نقصان پہنچانا چاہا لیکن اس کی تلوار کو حیرام نے اپنی ڈھال مار کر دور گرا دیا اور جب اس کی چمکتی بھاری تلوار بلند ہو کر گری تو وہ جوان خون میں نہا کر نینوا کے کھنڈرات میں گر کر دم توڑ گیا تھا۔ پلک جھپکتے میں حیرام نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور شمال کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر عذاب اور قہرمانیت برس رہے تھے۔ اس طرف سے بڑھنے والا جوان مشرق کی طرف بھاگا۔ شاید وہ جان گیا تھا کہ جسے وہ شکار کرنے آئے ہیں، ایک مہلک ترین اور انتہائی خطرناک انسان ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ شاید وہ اپنے پہلے ساتھی کی طرح بلا نہ مرنا چاہتا تھا لیکن حیرام اپنی جگہ پوری طرح مستعد و چوبند تھا۔ اس نے اس کا پیچھا کیا۔

اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل جانے سے قبل ہی اس نے اس کی پشت پر اپنی تلوار گرا کر اس کا کام تمام کر دیا تھا۔

باقی تین بچنے والے ایک جگہ جمع ہو گئے وہ جان گئے تھے کہ وہ ان کے اکیلے کے بس کا کام نہیں ہے لیکن حیرام بھی انہیں نینوا کے ان کھنڈرات کے اندر زیر کرنے تہیہ کیے ہوئے تھا۔ اپنی زین کے ساتھ بندھا ہوا نیزہ اس نے لمحوں کو سنبھالا اور تاک کر ان تینوں کی طرف دے مارا۔ نیزہ ان میں سے ایک کا سینہ چیرتا ہوا نکل گیا تھا۔

دوسرے دونوں حیرام کے مقابلے پر کھڑے رہنے کے بجائے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اپنے تین ساتھیوں کی موت پر یہ حقیقت ان پر واضح ہو گئی تھی کہ حیرام کو زیر کرنا ان کے لیے ناممکن ہے۔ لہٰذا وہ راہِ فرار اختیار کر گئے۔ لیکن اب وہاں سے بھاگنا بھی اتنا آسان نہ تھا۔ حیرام اجل کے فرشتے اور بارش کے دوران آسمان پر بننے والی آتشیں لکیروں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔

اب اس کے حملہ آور ہونے کا انداز آندھی کے شور سے بھی زیادہ سنسنی خیز تھا کہ وہ ان کی طرف اپنا گھوڑا بھگاتے ہوئے ایک جنونی حالت میں اپنے منہ سے حملہ آور ہونے کی وحشی آوازیں نکال رہا تھا۔ ان دونوں کے نزدیک آ کر وہ یوں حملہ آور ہوا جیسے تیندوا ہرنوں اور بھیڑیا گورخر کا شکار کرتا ہے۔

وہ دونوں حیرام کے اس تعاقب سے ایسے بدحواس ہوئے کہ یہ تک نہ سوچا کہ ہمیں ایک جگہ رک کر اپنے دفاع کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان کی پشت سے حیرام کی تلوار ان پر برسی اور ان دونوں کو بھاگنے کی حالت میں ہی موت کی گہری نیند سلا دیا تھا۔

حیرام پھر واپس ہوا۔ اپنا نیزہ اس نے ایک مرنے والے کے جسم سے نکال کر گھوڑے کی زین سے باندھ دیا۔ وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے شاید اس اچانک ہونے والے حادثے پر غور کر رہا تھا کہ وہی بوڑھا۔ چرواہا جو اس سے باتیں کرتے ہوئے اسے خطرے کی تنبیہ کرتا ہوا ٹیلے کے پیچھے چلا گیا تھا پھر نمودار ہوا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا



حیرام کے قریب آیا اور شفقت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"اے اجنبی! یہ جوان لوگوں کو لوٹنے اور قتل کرنے کا کام کرتے تھے۔ میں نے انہیں پتھروں کے پیچھے سے سر ابھارتے دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تمہیں تنبیہ کی تھی کہ یہ جگہ خطرناک ہے یہاں سے بھاگ جاؤ لیکن شاید تمہاری جنگجو طبیعت نے میری اس خطرے کی آگاہی کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔ اے اجنبی! یہ جوان جنہیں تم نے قتل کیا ہے اس سے قبل ان گنت مسافروں اور ان لوگوں کو جو نینوا کے کھنڈرات دیکھنے آتے ہیں قتل کر کے لوٹ چکے ہیں۔ آج تم نے کیا خوب ان کا شکار کیا ہے۔ نینوا کے زیر ہو جانے والے دیوتاؤں کی قسم! مجھے تم جیسے ہی کسی جنگجو جوان کا انتظار تھا جو ان بھیڑیوں سے ٹکرا کر انہیں زیر کرے۔ تم ان کے اندر سے طوفان بن کر نکلے ہو۔ تم جیسا جوان میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے جو ان جیسے وحشیوں کے اندر سے نہ صرف سرخرو ہو کر نکلے بلکہ انہیں موت کے گھاٹ اتار کر اپنی برتری اور فتح مندی کا اظہار کرے۔ اے اجنبی! تم اپنی زیست کے میدان میں خوب فوز مند رہے گا۔"

حیرام نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی خطرے سے آگاہی کا شکر گزار ہوں۔ میں اب کوچ کرتا ہوں کہ میری منزل ابھی بہت دور ہے۔" ایک زہریلی جست لگا کر حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر اس نے ایک سخت مہمیز لگا کر گھوڑے کو جنوب کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

○

سہ پہر کے قریب ایک روز حیرام بابل شہر میں داخل ہوا۔ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتا ہوا وہ حاران کے گھر کے سامنے آ رکا۔ اس نے دیکھا گھر کا بیرونی دروازہ کھلا تھا۔ وہ نیچے اترا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر اندر چلا گیا۔

اس نے دیکھا سرد ہواؤں کے دوش پر گھر میں ادھر ادھر پتے اڑ رہے تھے جیسے برسوں سے وہاں کسی کی رہائش ہی نہ ہو۔ وہ باڑے کی طرف گیا اور دنگ رہ گیا۔ باڑہ خشک اور ویران پڑا تھا۔ وہاں بکریاں باندھی جانے والی رسیاں بھی نہ تھیں۔ ایسا لگ

رہا تھا جیسے حاران اور رلقہ وہ گھر چھوڑ کر کہیں اور چلے گئے ہوں۔

حیرام سکونتی حصے کی طرف آیا اور زور سے اس نے پکارا "رلقہ! رلقہ!" اس کی آواز صحن میں تیز ہوا کے باعث اڑتے پتوں کی سرسراہٹ میں کھو کر رہ گئی، پر رلقہ نے اس کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا۔ حیرام نے دو ایک بار پھر پکارا لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا۔ آخر اس نے اپنا گھوڑا وہیں کھڑا رہنے دیا اور مکان کے اندر گیا لیکن اس کی پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ مکان کے اندر زندگی کے کوئی آثار تک نہ تھے اور نہ ہی وہاں حاران اور رلقہ کا سامان تھا۔ گھر بالکل خالی پڑا تھا۔ حیرام اپنا گھوڑا لے کر مکان سے باہر نکلا وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔

حاران کے مکان سے نکل کر حیرام کبر کے معبد کی طرف بڑھا۔ جب وہ گھوڑا باہر کھڑا کر کے معبد میں داخل ہونے لگا تو کسی نے اسے پکارا "حیرام! حیرام!" اس نے مڑ کر دیکھا حسین اور طلسمی شخصیت والی راحیل بھاگتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔ حیرام نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور معبد میں داخل ہو گیا۔

بوڑھا کاہن لادیس معبد کے صحن میں ہی کھڑا تھا۔ حیرام کو دیکھتے ہی اس نے اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے پدرانہ شفقت میں کہا "اے اونان کے لختِ جگر کے اس معبد میں تمہیں میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

حیرام بھاگ کر آگے بڑھا اور بوڑھے لادیس سے گلے مل گیا۔ اتنی دیر تک را بھی اندر آ گئی اور شکوہ کرنے کے انداز میں اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "میں آپ کو کئی آوازیں دیں۔ آپ نے سنا بھی پھر بھی آپ نے کوئی اہمیت نہ دی، ساتھ آپ کی یہ ناراضگی کیسی ہے؟"

حیرام نے ایک بار غور سے راحیل کی طرف دیکھا۔ اس کے سوال کا اس نے جواب نہ دیا اور لادیس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا "میں حاران کے گھر سے کر آ رہا ہوں، وہ دونوں باپ بیٹی وہاں نہیں ہیں، ایسا لگتا ہے وہ اس گھر کو خالی کر کہیں اور چلے گئے ہوں، کیا آپ مجھے ان کے متعلق کچھ بتا سکیں گے۔"



لادیس نے حیرام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے حجرے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا "ایسی باتیں یہاں کرنے کی نہیں۔ میرے ساتھ میرے حجرے میں آؤ۔" حیرام چپ چاپ کے ساتھ ہو لیا۔ راحیل بھی ان دونوں کے ساتھ حجرے کی طرف جا رہی تھی۔

کاہن لادیس اپنے حجرے میں اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا۔ حیرام اور راحیل اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے۔ پھر لادیس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے مغموم اور اداس لہجے میں کہا "رلقہ اور اس کا باپ حاران اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ مجھے ان کے مرنے کا ت صدمہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ رلقہ تمہاری منسوبہ تھی۔"

حیرام نے دھڑکتے دل اور کانپتے بدن کے ساتھ ضبط کی کربناک شدت میں پوچھا "آخر وہ دونوں باپ بیٹی کیسے مر گئے؟"

کاہن لادیس نے اپنے بوڑھے سینے کے تلاطم پر قابو پاتے ہوئے کہا "بابل کے بادشاہ نبونید کی بیٹی شمورہ تمہیں پسند کرتی ہے۔ اسے خبر ہو گئی تھی کہ تم بابل سے فارس کے بادشاہ سائرس کے پاس پارسا گرد چلے گئے ہو اور تمہاری منگنی رلقہ سے ہو گئی ہے اس پر رقابت اور حسد کے بھوت سوار ہو گئے اور اس نے رلقہ کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ کام اس نے ایک آرامی سردار سے لیا جس کا نام کارمیدینہ ہے۔ بابل کے جنوب میں دریائے فرات کے کنارے کوہستانوں کے اندر اس کی وسیع جاگیر ہے۔ وہ جوان اور توانا ہے۔ اس نے کوہستانوں کے اوپر ایک چھوٹا سا خوب صورت شہر آباد کر رکھا ہے جس کا نام علوان ہے۔ اس شہر میں خوب صورت سرائیں، ناچ گھر اور شراب خانے ہیں۔ اس شہر میں کارمیدینہ کا قلعہ نما محل ہے۔ کارمیدینہ شمورہ کے بھائی بلشصر کا دوست ہے۔"

لادیس رکا اپنے ہونٹوں کو تر کرنے کے لیے ان پر زبان پھیری پھر وہ کہتا چلا گیا۔ "نے کارمیدینہ کو بلایا۔ سنا گیا ہے کہ کارمیدینہ شمورہ کو پسند کرتا ہے اور اس سے طلب گار ہے۔ اس لیے وہ شمورہ کی ہر جائز و ناجائز بات ماننے کو تیار ہو جاتا ب کارمیدینہ بابل آیا تو شمورہ نے اس سے کہا کہ وہ حاران کی بیٹی رلقہ کو اٹھا کر لے اور اپنی داشتہ بنا لے۔

کارمیدیز نے فوراً شمورہ کے اس حکم کی اور رِلقہ کو اُٹھانے آگیا - اس کے ساتھ اس کے محافظ بھی تھے - بوڑھے حاران نے جب مزاحمت کی تو وہ اسے بھی رِلقہ کے ساتھ اُٹھا کر لے گئے لیکن رِلقہ بڑی غیور اور پاکباز لڑکی تھی جس وقت کارمیدیز انہیں لے کر کوہستانی سِلسِلے کے اندر سے گزر رہا تھا تو رِلقہ نے کارمیدیز کی بگھی سے چھلانگ لگا دی وہ سینکڑوں فٹ گہری کھائی میں گری اور مر گئی - اس کی موت پہ حاران پہ پاگل پن سا طاری ہو گیا اور چند روز تک گلیوں میں دھکے کھا کھا کر آخر وہ بھی مر گیا - کارمیدیز ایک بار پھر آیا اور حاران کے ریوڑ کو یہاں سے ہانک کر لے گیا -

غصے میں جیرام کا رنگ گرم سُرخ لوہے جیسا ہو گیا تھا - اس کی آنکھوں میں تہر مانیت کے طوفان اُمڈ آئے تھے - لادیص نے ہمدردی سے کہا - " اے فرزندِ عزیز ! تیرے ساتھ ہمارا معنوی، لسانی، مادی اور مذہبی وحدت کا رشتہ ہے - پر ہائے حیف کبر کے یہودی اپنے بھائی حاران اور اپنی بیٹی کی کوئی مدد نہ کر سکے - اس لیے کہ بابل میں ان کی حالت قفس میں بند اسیر اور بے بس پرندے کی سی ہے - کاش کبر کے یہودی ان دونوں باپ بیٹی کے لیے کچھ کر سکتے اور اُن کا گھر یوں برباد نہ ہوتا - آہ وہ دونوں کیسی بے بسی کی موت مارے گئے "-

جیرام چند ثانیوں تک اپنی بے تاب و جوان اُمنگوں کے جنون میں ڈوبا اپنے ہونٹ کاٹتا رہا پھر اپنے سارے مخفی جذبوں کو اس نے اپنی آنکھوں میں سمیٹتے ہوئے کہا - " قسم مجھے اپنے رب کی احدیت کی میں اس کارمیدیز کے حرص و طمع کی قربان گاہ کو توڑ دوں گا - آج کی رات ہاں آج ہی کی رات میں اس کے ننگ و ذِلت کے شبستانوں میں گھس کر اس کا فاسد خون نِکالوں گا - اس آمر کی آمریت اور اس فرعون کی فرعونیت کو میں اپنی تلوار کی تیز دھار پہ آزماؤنگا اے مقدس کاہن ! میرا اپنے رب کے ساتھ یہ عہد ہے کہ میں کارمیدیز کی خباثتوں اور مکاریوں کو دھنکی نرم اُون کی طرح اڑا دوں گا - اسے خونخوار بھوکے کتے کی موت ماروں گا اور اس کی مردلاش کو بے کفن پھینک دوں گا -

قسم مجھے اپنے اس رب کی جس نے چھ یوم میں یہ ساری کائنات تخلیق کی - قسم مجھے اپنے آنے والے کھجوروں کے شہر والے اور صحرائی رسولؐ کی میں اس بے ضمیر انسان کے



... بدکاری کے اڈے اور گناہوں کے سرچشمے کو کارمیدیز سے اور اس کی خواہشات کی ... سے پاک کر دوں گا - کیا آپ مجھے بتائیں گے کارمیدیز کا شہر علمان یہاں سے کتنی دور ہے ؟"

لادیص نے کہا - " صرف آٹھ میل جنوب میں فرات کے کنارے دائیں جانب ... ہستانوں کے اُوپر - لیکن اے اونان کے فرزند دِل بند ! وہاں احتیاط سے جانا، وہاں ... طان رقص کرتے ہیں اور موت کی ہولناکیاں وہاں کارمیدیز کے دشمنوں کو لرزہ براندام ... ر دیتی ہیں "-

جیرام نے غصے میں کہا - " میں خود ابلیسوں کے اس گڑھ میں موت کا ہمزاد ... بن کر داخل ہونگا "-

چند ثانیوں تک لادیص کے حجرے میں عمیق سی خاموشی طاری رہی پھر جیرام نے سوچنے ... انداز میں لادیص سے پوچھا لیکن شمورہ کو یہ خبر کیسے ہوئی کہ رِلقہ میری منسوبہ بن چکی ہے "-

راحیل نے پہلی بار اس گفتگو کے درمیان بولتے ہوئے جیرام کو مخاطب کر ... کہا - " یہ غلطی مجھ سے ہوئی تھی کہ شمورہ آپ کا خیال اب ترک کر دے اس لیے ... روز میں نے یوں ہی باتوں باتوں میں اسے کہہ دیا کہ اب تم جیرام کا خیال چھوڑ دو ... لیے کہ حاران کی بیٹی رِلقہ کو اس سے منسوب کیا جا چکا ہے "-

جیرام نے غصے میں سلگتی ہوئی آنکھوں سے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا - " ایسے گھٹیا اور رذیل کام کی توقع تم سے ہی کی جا سکتی ہے - تم رِلقہ اور حاران دونوں ... شمورہ کو یہ مشورہ یقیناً تم نے ہی دیا ہو گا کہ رِلقہ کو راستے سے ہٹا دیا جائے - ... تم خود اپنی راہیں ہموار کرنا چاہتی تھی - یاد رکھو پہلے مجھے تم سے اِتنی نفرت نہ ... اب میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ضمیر کی پوری آواز کے ساتھ تم سے نفرت، تم ... ی کا اظہار کروں گا "-

راحیل کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چلمن پھیل گئی تھی - پھر اس کی پلکیں بھیگ ... ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو گئے - پھر راحیل نے سسکتے تڑپتے

الفاظ میں کہا۔ "یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں رلقہ کو اپنی عزیز بہن جانتی تھی۔ قسم موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب کی، میرا مقصد اسے نقصان پہنچانا نہ تھا۔ میں چاہتی تھی کہ شمسہ آپ کا خیال ترک کر دے گی اگر مجھے خبر ہوتی کہ حالات اس قدر ابتر ہو جائیں گے تو میں کبھی بھی شمسہ پر یہ انکشاف نہ کرتی۔"

حجرے میں تھوڑی دیر ٹھنڈے سانسوں سے لبریز خاموشی طاری رہی۔ پھر حیرام کی آنکھوں میں حقارت اور بھی بڑھ گئی اور اس نے راحیل سے گرجتی آواز میں کہا۔ "قبل اس کے میں کوئی سخت اور عملی قدم اٹھاؤں تم فوراً یہاں سے اٹھ کر دفع ہو جاؤ۔"

راحیل بچاری کے چہرے پر اداسی اور آنکھوں میں تھکن بڑھ گئی اور وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔

راحیل اپنی حویلی میں واپس آئی اور بھاگتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں اس کی ماں زمران تھی۔ اس کا باپ یعقوب ساتھ والے کمرے میں قرض خواہوں کے قرض کی تختیاں دیکھ رہا تھا۔ یہ کچی مٹی کی تختیاں ہوتی تھیں جن پر حساب کتاب لکھا جاتا تھا۔ راحیل بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور اپنی ماں زمران سے لپٹتے ہوئے اس نے ہچکیاں اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "وہ آ گئے ماں! وہ آ گئے۔"

زمران نے پریشانی سے پوچھا۔ "کون آ گیا بیٹی! اور یہ تم سسکیاں لے لے کر رو کیوں رہی ہو۔"

راحیل نے ہچکیوں میں کہا۔ "حیرام آ گئے ہیں ماں! وہ لادیس کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں ان سے ملی ہوں پر اے میری ماں! وہ مجھ سے شدید نفرت کرنے لگے ہیں۔ وہ ر حاران کا قاتل بھی مجھے ہی تصور کرتے ہیں۔"

زمران نے راحیل کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔ "تو نہ رو میری بچی! مجھے خبر ہے اب تو جنون کی حد تک حیرام سے محبت کرتی ہے۔ اٹھ میرے ساتھ چل میں حیرام کو تجھ سے راضی کرا دوں گی۔"

راحیل فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ماں بیٹی اپنی حویلی سے نکل کر کبر کے م میں داخل ہوئیں۔ جب وہ لادیس کے حجرے میں داخل ہوئیں تو انہوں نے دیکھا



کاہن لادیس اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ راحیل نے جھجکتے جھجکتے پوچھا۔ "اے مقدس کاہن! حیرام کہاں گیا ہے؟"

لادیس نے کہا۔ "وہ یہاں سے جا چکا ہے۔ آج کی رات وہ آراحی سردار کارمیدیہ سے حاران اور رلقہ کی موت کا انتقام لے گا۔ پھر وہ شاید باہر ہی باہر واپس فارس کے بادشاہ سائرس کے لشکر میں چلا جائے گا۔"

دکھ اور غم سے راحیل کی گردن جھک گئی۔ پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ معبد سے نکل کر مغموم مغموم اور بکھری بکھری سی اپنی حویلی کی طرف جا رہی تھی۔

○

شام ہو گئی تھی۔ آتشدانوں میں آگ جل گئی تھی۔ سرما کی تیز ہواؤں کی آہ و زاری اور فطرت کے عناصر کا شور بڑھنے لگا۔ بابل شہر سے باہر نکل کر حیرام دریائے فرات کے کنارے ایک پتھر پر آ بیٹھا تھا۔ اپنے گھوڑے کو کنارے کے ساتھ ساتھ ہری ہری گھاس چرنے کو اس نے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ خود وہ انتظار و اضطراب کے عالم میں دریا کے بہتے پانی کو دیکھتا رہا تھا۔ ہوا کے دوش پر پانی کی چھوٹی چھوٹی لہریں کنارے کی طرف آ رہی تھیں اور ساحل سے ٹکرا کر ختم ہو رہی تھیں جیسے وہ ساحل کے اندرونی تلاطم کی گفتگو ساحل پر لے جا کر ہوا کے لطیف جھونکوں کو سونپ رہی ہوں۔

حیرام وہاں بیٹھ کر شام ڈھلنے کا انتظار کرتا رہا۔ پھر تاریک رات جب پوری طرح خیمہ زن ہو گئی اور چاند دور مشرق سے امن کی غاروں سے طلوع ہوا تو حیرام اٹھ کھڑا ہوا۔ دریا کنارے چرتے اپنے گھوڑے کو اس نے دہانہ چڑھایا۔ پھر اس کی پیٹھ تھپتھپا کر وہ سوار ہوا اور اسے مہمیز لگا کر وہ جنوبی کوہستانوں کے اندر دوڑانے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد حیرام اس کوہستانی شہر علوان میں داخل ہو رہا تھا۔ ایک جگہ اپنے گھوڑے کو روک کر اس نے آراحی سردار کارمیدیہ کے محل کا پتہ کیا پھر دوبارہ اس نے اپنے گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔ آخر حیرام کارمیدیہ کے محل کے سامنے آ رکا۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر چاند کی شعاعوں میں ڈوبی مرمریں سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ جب وہ ساری سیڑھیاں طے

کرکے اُوپر گیا تو ایک محافظ نے اسے روکا۔

حیرام نزدیک ہُوا اور اس سے کہا۔ "مَیں بابل سے آیا ہوں۔ میرے پاس تمہارے سردار کارمیدیز کے نام بادشاہ کی بیٹی شمورہ کا ایک اہم پیغام ہے۔ مجھے کارمیدیز کے پاس لے چلو۔ جو پیغام مَیں لے کر آیا ہوں اس کی نوعیت ایسی ہے کہ میں زیادہ انتظار کرنا پسند نہ کروں گا۔"

اس محافظ نے واپس مُڑتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔"

محل کے مختلف حِصّوں میں سے گزرنے کے بعد اس محافظ نے حیرام کو ایک ایسے کمرے کے سامنے روک دیا جس کے اندر سے ساز بجنے اور جوان لڑکیوں کے کھنکتے قہقہوں کی آوازیں باہر آ رہی تھیں۔ وہ محافظ اس کمرے کے اندر چلا گیا۔ جب کہ حیرام باہر ہی کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ محافظ باہر آیا۔ اس کے ساتھ ایک اور جوان بھی تھا۔ جب دروازہ کھلا تو حیرام نے دیکھا کمرے میں بتانِ آذری کا رقص اور رجان حلقۂ خوباں لڑکیوں کے گیتوں کا دَور چل رہا تھا۔ محافظ کے ساتھ جو جوان باہر آیا تھا' وہ حیرام کے قریب آیا اور رعب دار آواز میں اس نے کہا۔ "میرا نام کارمیدیز ہے' تم شمورہ کی طرف سے میرے لیے کیا پیغام لائے ہو؟" حیرام نے کارمیدیز کا جائزہ لیا۔ وہ ایک خوش پوش اور دراز قامت جوان تھا۔ لمبی بَل کھاتی ہوئی مونچھیں تھیں۔ اس کا جُوتا خوب چمک دار تھا اور وہ مزاج کا خشک اور جسم کا کھردرا لگتا تھا۔

حیرام نے شمعوں کی زرد روشنی میں دیکھا اس کے چہرے پر شیطانی آرزوئیں رقصاں تھیں۔ حیرام نے کارمیدیز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "مَیں شمورہ کی طرف سے ایک نہایت اہم پیغام لے کر آیا ہوں۔ خاتون نے مجھے سختی سے کہا تھا کہ مَیں آپ کو اپنے ساتھ لے کر آؤں۔

کچھ ماہ قبل بابل میں حیرام نام کا ایک جوان داخل ہُوا تھا۔ اس کی شجاعت سے متاثر ہو کر شمورہ اسے پسند کرنے لگی تھی۔ یہ وہی جوان ہے جسے حاصل کرنے کے لیے شمورہ



نے یہودی لڑکی ربقہ کو اپنے راستے سے ہٹایا تھا۔ وہ جوان بابل چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اب دو روز ہُوئے وہ پھر بابل لوٹا ہے اور کبر کے یہودی یعقوب آقلیبی کے پاس ٹھہرا ہُوا ہے ربقہ کی موت پر وہ سخت برہم ہے اور شمورہ کی محبّت کو اس نے بُری طرح ٹھکرا دیا ہے۔ شمورہ نے اب آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ اسے یعقوب کی حویلی سے اُٹھا کر ٹھکانے لگا دیں"۔

حیرام نے ذرا رُک کر کہا۔ "شمورہ نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ کارمیدیز سے کہنا اپنے ساتھ زیادہ مسلح جوان لانے کی ضرورت نہیں صرف تین جوان کافی ہیں"۔ حیرام جب خاموش ہُوا تو کارمیدیز نے کہا۔ "تم اپنے چہرے سے مجھے شیشہ گروں کے راز سے زیادہ گہرے اور فطرت شناسوں کی نکتہ رسی سے زیادہ فہیم لگتے ہیں۔ بہر حال تم جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے غرض نہیں۔ تم میرے لیے ایک اچھی خبر لے کر آئے ہو۔ اس جوان حیرام کے خاتمہ پر مَیں آسانی کے ساتھ شمورہ کی ہمدردیاں اور اس کی محبّت جیتنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ مَیں کام کی نوعیت سمجھ گیا ہوں۔ مَیں تیاری میں زیادہ دیر نہ لوں گا۔ تم حویلی کے بیرونی دروازے پر میرا انتظار کرو میں بہت جلد وہیں تم سے آ کر ملتا ہوں"۔

کارمیدیز جس کمرے سے نکلا تھا اسی میں واپس چلا گیا جب کہ حیرام اس محافظ کے ساتھ حویلی سے باہر جا رہا تھا۔

حیرام کو اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے ہو کر زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑا تھا۔ جلد ہی حویلی کے دائیں جانب سے ایک دو گھوڑوں کی بگھی نکلی اس میں کارمیدیز تین مسلح جوانوں کے ساتھ سوار تھا۔ وہ خود مسلح تھا اور جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ بگھی سے مُنہ باہر نکال کر کارمیدیز نے حیرام کو اپنے ساتھ آنے کو کہا۔

حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بگھی کے ساتھ ہو لیا پھر وہ علوان شہر سے نکل کر اس شاہراہ پر تیزی سے شمال کی طرف جا رہے تھے جو دریائے فرات کے کنارے کنارے بابل کی طرف جاتی تھی۔

دو گھوڑوں کی وہ بگھی جب بابل اور علوان شہر کے درمیان دریائے فرات کے کنارے آئی تو حیرام اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر بگھی کے نزدیک آیا۔ اپنی تلوار اس نے کھینچی

اور کارمیدیز کے اس محافظ کی گردن کاٹ دی بگھی کے گھوڑوں کو ہانک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر کارمیدیز کا رنگ غصے میں تانبا ہو کر رہ گیا اس نے ہاتھ بڑھا کر بگھی کے دونوں گھوڑوں کو روک دیا۔ اتنی دیر تک بگھی کے اندر بیٹھے اس کے دو محافظ اپنی تلواریں کھینچتے ہوئے بگھی سے باہر کود گئے۔ اس وقت تک حیرام بھی بگھی کی پچھلی سمت آچکا تھا۔ ان دو محافظوں کو بھی اس نے سنبھلنے اور حملہ آور ہونے کا موقع نہ دیا۔ جونہی وہ بگھی سے باہر کودے حیرام نے ان پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ کارمیدیز پر جنون طاری ہو گیا تھا اور وہ بگھی کے اگلے حصے سے باہر کود کر حالات کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال لی تھی اور قہرمانہ انداز میں وہ حیرام کی طرف دیکھ رہا تھا جو اب اپنے گھوڑے سے اُتر چکا تھا۔

اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے حیرام چند قدم کارمیدیز کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے اپنی کھولتی آواز اور پُرعذاب لہجے میں کہا۔ "کسی کے بیٹے! گناہ کے پھل! تیرے ہاتھ ربقہ کے خونِ بے گناہ سے تر ہیں تیرے دامان و آستین پر اس کے معصوم خون کے دھبے ہیں۔ سُن اے ننگ و عار کی پیداوار! میرا ہی نام حیرام ہے۔ ربقہ میری ہی منسوبہ تھی اور قسمورہ تے مجھ سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ سُن، یہ دریائے فرات نہ جانے کتنی صدیوں کے واقعات کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ اس کے کنارے میں تیرے مقاصد کی خباثت تیری حیوانیت کا خاتمہ کروں گا۔ تیری رُوح کی ذلت و ننگ کو دھوؤں گا اور تیرے حال کو ماضی میں بدل دوں گا۔"

کارمیدیز کھا جانے والی نگاہوں سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "جب تیری تلوار میری تلوار سے ٹکرائے گی تو تو باتوں کا یہ سارا باغیانہ ہنگامہ بھول جائے گا جو تو نے کھڑا کیا ہے۔ میری کوندتی برستی تلوار کے سامنے تیرے چہرے پہ اُداسی اور تیری آنکھوں میں تھکن آجائے گی۔ تیرے جیسے کئی میرے ساتھ ٹکرائے جن کا ایمان میں نے تباہ کر دیا۔ جن کا ایقان میں نے سمیٹ دیا۔"

حیرام نے اپنی پوری خشونت میں بجلی کے سے کڑکتے لہجے میں کہا۔ "دیکھ میں تیرے



نفس کو شکنجے میں کسنے کے لیے تم پر حملہ آور ہوتا ہوں اگر بچ سکتے ہو تو بچ دکھاؤ"۔

حیرام نے آگے بڑھ کر ہولناک ریلے اور غضب ناک عناصر کی طرح کارمیدیز پہ حملہ کر دیا تھا۔ اس کے حملے میں اس قدر تیزی، اس قدر سختی تھی کہ وہ کارمیدیز کو اپنے آگے آگے دھکیلتا ہُوا دُور تک لے گیا تھا۔ کارمیدیز نے انتہائی کوشش کی کہ وہ ایک جگہ جم کر حیرام کے حملوں کا دفاع کرنے کے علاوہ جارحیت کا بھی مظاہرہ کرے لیکن حیرام کی تلوار ایسے خطرناک انداز اور ایسی برق رفتاری سے اُبھر ڈوب رہی تھی کہ کارمیدیز بڑی مشکل سے اپنی ڈھال پر روک کر اپنے جسم کو کٹنے سے بچا رہا تھا۔

ایک موقع پر حیرام نے اپنی تلوار کارمیدیز کے بائیں شانے پہ گرانا چاہی اور جب کارمیدیز نے اپنا دفاع مکمل کیا تو حیرام نے پلک جھپکتے میں اپنا فیصلہ بدلا اور تلوار کو اس کے دائیں شانے پر گرا دیا۔ حیرام کی بھاری تلوار کارمیدیز کی زرہ کی کڑیاں اور اس کے اُوپر فولادی خول کو کاٹتی ہوئی ایک گہرا زخم لگاتی چلی گئی تھی۔ کارمیدیز بے بسی کی حالت میں گر پڑا۔ حیرام نے اسے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

"اے شیخی خورے! کیا تُو نے اپنی قوت اور میری برق رفتاری کا غلط اندازہ نہ لگایا تھا۔ سن بھیڑیے کی اولاد! میں بابل سے تیری موت بن کر علوان شہر کی طرف روانہ ہُوا تھا اور دیکھ موت ہر منہ پر طمانچہ مارنا جانتی ہے۔ کیا میں نے تجھے اپنے سامنے بے بس کر کے تیری ساری وارفتگی تیری نیت کا فساد ختم نہیں کر دیا۔ اب میں تیرا خاتمہ کر کے تیرے سیاہ اعمال کو دھونے کا عہد پورا کروں گا"۔

حیرام نے وفورِ نفرت میں ایک بار کارمیدیز پر تھوک دیا پھر اس نے تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ دی۔ کارمیدیز کا جسم بے جان ہو گیا تھا۔ ہر طرف سکوت تھا۔ تمام دریائے فرات کی لہریں رات کے سکوت اور چاندنی میں ایک آہنگ، ایک الحان کے ساتھ ماضی کے ان جلنے گیت گاتی جا رہی تھیں۔

حیرام دریائے فرات کے کنارے آیا۔ اپنی تلوار دھو کر اس نے خشک کی اور پھر اسے نیام میں کر کے بگھی کے اندر سے ایک چادر لی۔ کارمیدیز اور اس کے تینوں

محافظوں کے کٹے ہوئے سر اس نے اس چادر میں باندھے پھر وہ اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس سروں والی چادر کو اس نے زین سے کس کر باندھ دیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دریائے فرات کے کنارے کنارے بابل شہر کی طرف سرپٹ دوڑانے لگا تھا۔

حیرام بابل شہر کی فصیل کے اس دروازے پر آیا جو عشتار دیوی کے نام باب عشتار تھا۔ اس وقت تک شہر پناہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ سرما کی ہوائیں تیز ہو گئی تھیں اور سردی خوب بڑھ گئی تھی۔ حیرام نے اپنے گھوڑے کو فصیل کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ زین سے وہ چادر اس نے کھولی جس میں اس نے کارمیدیز اور اس کے محافظوں کے سر باندھ رکھے تھے۔ ایک بار احتیاط کی خاطر اس نے اپنے چاروں اطراف نگاہ دوڑائی۔ کوئی بھی نہ تھا۔ ہر سمت خاموشی اور کاٹ کھانے والا سکوت تھا۔

حیرام آگے بڑھا اس چادر کو اس نے عشتار دروازے سے باندھ دیا۔ اب وہ پرسکون تھا۔ تیز تیز قدم اُٹھا کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسے ایڑ لگا دی۔ ہر لمحہ بھیگتی اور گہری ہوتی رات میں وہ اپنے گھوڑے کو شمال کی سمت سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

○

دوسرے روز جب کہ دھوپ کافی چڑھ آئی تھی۔ رات کے وقت چلنے والی سرمائی آندھیاں اب تھم چکی تھیں اور زندگی اپنے شبستانوں سے نکل کر باہر آ گئی تھی۔ یعقوب اقلبی اپنی حویلی میں داخل ہو کر سیدھا اس کمرے میں آیا جس میں راحیل اور اس کی ماں زمران دونوں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ ان دونوں ماں بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے یعقوب نے کسی قدر سہمی سہمی اور دبی دبی خوشی میں ڈوبی آواز میں پوچھا "کیا تم دونوں ماں بیٹی نے آج کوئی نئی بات سنی ہے"۔

زمران نے پریشان آواز میں پوچھا۔ "کیسی نئی بات؟"

یعقوب نے کہا۔ "بابل شہر میں تو کہرام مچا ہوا ہے"۔

راحیل نے بھی فکرمند لہجے میں پوچھا۔ "کیسا کہرام مچا ہے شہر میں بابا!"



یعقوب نے سہمی سہمی آواز میں کہا۔ "علوان شہر کے آرمینی سردار کارمیدیز اور اس کے تین محافظوں کی لاشیں شہر کے باب عشتار کے دروازے کے ساتھ ایک چادر میں بندھی ہوئی پائی گئی ہیں۔ شہر کے لوگ اس تفکر میں پڑے ہیں کہ وہ کون سا طوفانی جوان ہے جس نے آرامی سردار پر قابو پایا اور اسے اس کے محافظوں سمیت کاٹ کر شہر پناہ کے دروازے کے ساتھ باندھ گیا"۔

راحیل نے اب پُرسکون آواز میں کہا۔ "اے میرے باپ! یہ کام حیرام کا ہے اس نے ربقہ اور اس کے باپ حاران کا کیا خوب انتقام لیا ہے۔ آرامی سردار کارمیدیز بھی اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر تصور کرتا تھا آخر حیرام نے اُسے بھی ایک بے جان کر توڑ ہی ڈالا"۔

یعقوب نے پُرشفقت آواز میں کہا۔ "اے میری بچی! بے شک تو نے سچ کہا یقیناً ایسا خطرناک اور مشقت طلب کام حیرام ہی کر سکتا ہے۔ قسم مجھے اپنے رب کی حیرام ان ہی جوانوں میں سے ہے جو چھلکتے میٹھے دریا کی کہانی کی طرح اپنی جہد البقا شروع کرتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر آندھی کے تھپیڑے، باد و باراں کا طوفان اور دہر کی بے نہایتوں کا لازمہ بن کر دشمن پر نزول کرتے ہیں۔ بخدا ایسے ہی جوان اپنوں کے لیے امن و سلامتی کا گنبد اور اپنے دشمن کے لیے ایک شعلہ بن کر اُٹھتے ہیں۔ حیرام کا تعلق گو وحشی بن قبائل سے ہے، لیکن وہ غرض کا بندہ نہیں۔ قناعت کا پُتلا ہے۔ میرا دل کہتا ہے اپنی جاعت اور استقلال کی بدولت وہ وقت کی رفتار میں تاریخ کا ایک کردار بن کر اُبھرے گا میری دعا ہے وہ جہاں کہیں بھی رہے زندہ اور خوش رہے"۔

یعقوب کی باتوں پر راحیل مغموم اور اُداس ہو گئی تھی جب کہ یعقوب واپس اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

سورج غروب ہونے کو تھا۔ فضاؤں میں اُڑتے طیور اپنے رب کی حمد الاپتے اپنے رہائی ٹھکانوں کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ حیرام اپنے گھوڑے کو اس ندی کے کنارے کنارے سرپٹ دوڑا رہا تھا جو ریگیر تمر کی بستی جرسان کے باغات کو سیراب کرتی تھی۔

اچانک اس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اس کے دائیں طرف شاہراہ کے کنارے تین سرائے تھیں جن میں خوب رونق ہو رہی تھی جب کہ سامنے جرسان کی بستی دکھائی دے رہی تھی۔ شاید وہ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ رات سرائے میں بسر کرے یا جرسان میں تمر کے گھر کا رُخ کرے۔

رلقہ کی موت کے باعث وہ اُداس اور افسردہ تھا۔ اس کی حالت اس چرواہے جیسی تھی جس کے ریوڑ کو بھیڑیوں نے روند ڈالا ہو اور اس پر گدھ منڈلا رہے ہوں اور وہ بے بس و مجبور کھڑا دیکھ رہا ہو۔ چند لمحوں تک وہ ندی کے پانی کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا ایک خوش کن نغمگی کے ساتھ بہنے والی ندی بھی اس سمے اسے یوں لگ رہی تھی جیسے وہ اس ماں کی طرح کراہ رہی ہو جس کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہو۔

اچانک حیرام نے اپنے گھوڑے کو ہانک کر ایڑ لگا دی۔ گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا وہ جرسان کی طرف آیا پھر تمر کے باغات میں داخل ہوا۔ ایک جگہ اس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اس نے دیکھا تمر اور ضلہ اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر خشک ہونے کے لیے پھیلائے ہوئے انجیر کی ٹوکریاں بھر کر اس تہ خانے میں لے جا رہی تھیں جو پھلوں کا ذخیرہ کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ حیرام چند ثانیوں تک وہاں کھڑا ہو کر انہیں دیکھتا رہا۔

حیرام آگے بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ دو سوار اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور حیرام کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں۔ حیرام نے بغور ان کی طرف دیکھا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے تلوار نکال کر ڈھال سنبھال لی تھی۔

ان آنے والوں میں سے ایک نے کڑکتی آواز میں حیرام سے پوچھا۔ ”تم کون ہو اور کیوں اس باغ میں داخل ہوئے ہو۔“

حیرام جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ تمر اور ضلہ بھاگتی ہوئی وہاں آ گئیں۔ حیرام کو دیکھتے ہی تمر کے چہرے پر خوشی اور سکون کی لہریں بکھر گئی تھیں۔ حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک اس کے منہ سے نکل گیا۔ ”آپ؟“

پھر تمر سنبھلی اور ان دونوں سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ڈانٹ



دینے کے انداز میں کہا۔ ”کیا تم دونوں اندھے ہو گئے ہو جو ان کو نہیں پہچانتے ہو۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے چند یوم پہلے ضلہ کو اغوا ہونے سے بچایا تھا۔ ان کا نام حیرام ہے۔ اب یہ ہمارے گھر کے ایک فرد اور ہمارے محسن ہیں۔“

ان دونوں سواروں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔ باری باری وہ آگے بڑھ کر انہوں نے بڑی ارادتمندی کے ساتھ حیرام سے مصافحہ کیا پھر اُن میں سے ایک نے کہا۔ ”معاف کیجئے گا۔ ہم نے آپ کو زحمت دی۔ جب سے ضلہ اغوا ہوئی تھی تب سے ہی تمر بہن کے باپ اور ہماری بستی کے سردار عفردن نے چند ایسے سوار مقرر کر رکھے ہیں جو ہر وقت بستی کے اردگرد گھوم کر پہرہ دیتے رہتے ہیں تاکہ اس بستی میں ضلہ جیسا پھر کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔“

تمر نے پھر ان سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اب تم جاؤ۔“

ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور چلے گئے۔ تمر نے غور سے حیرام کی طرف دیکھا۔ وہ اُداس ملول، افسردہ اور غمگین تھا۔ دوسری طرف تمر کے چہرے پر ابھی تک ملاقات کی فرحت اور خوشی تھی پھر اس نے رباب کی جھنکار جیسی پُرکشش آواز میں کہا۔ ”آپ گھوڑے پر ہی سوار رہیں گے یا نیچے بھی اُتریں گے۔“

حیرام نے غور سے تمر کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی جوانی، اپنے حسن، اپنے شباب ... کشش کا مکمل قصیدہ تھی۔ تمر کی طرف دیکھتے ہوئے حیرام گھوڑے سے اُترا اس کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا۔ ”آپ رلقہ کو ساتھ

حیرام نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔ تمر نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے اداس لہجے میں پوچھا۔ ”میں دیکھ رہی ہوں، رلقہ آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ آپ مغموم اور پریشان بھی ہیں۔ کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟“

پھر آپ ہی آپ تمر نے کہا۔ ”میں بھی کیسی بے وقوف ہوں جو آپ کو یہیں کھڑا کر لیا ہے۔ آیئے میرے ساتھ“

تمر اور ضلہ دونوں حیرام کو تہ خانے کے قریب بنی ہوئی شہ نشین کے قریب لے

آئیں۔ تمر نے حیرام کے گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں اور شہ نشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے حیرام سے کہا۔ "آپ یہاں آرام سے بیٹھیں اور بتائیں ربقہ کو کیوں ساتھ نہیں لائے"۔ حیرام شہ نشین پر بیٹھ گیا۔ تمر اور ضلہ بھی اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں۔ پھر حیرام نے انہیں ربقہ اور اس کے باپ حاران کی موت، کارمیدیز سے انتقام لینے اور اس کے اور اس کے محافظوں کے سر بابل کی شہر پناہ کے دروازے سے باندھنے کے سارے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے تھے"۔

حیرام جب خاموش ہوا تو اس نے دیکھا حسین تمر کی موٹی موٹی اور خوب صورت پیاسی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھرے ہوئے تھے۔ ضلہ کی آنکھوں میں بھی آنسو لہرا رہے تھے۔ تمر سنبھلی اپنی آنکھیں اس نے خشک کیں پھر اچانک اس نے حیرام کا ہاتھ اپنے نرم و نازک اور گداز ہاتھ میں لیا اور بڑے صدق و ایثار اور پُر از وفا لہجے میں اس نے کہا "اٹھیں گھر چلیں، بابا آپ کو روز یاد کرتے ہیں۔ وہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے"۔ تمر کے گداز ہاتھوں کے لمس سے حیرام کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں برق کے کوندے لہرا گئے ہوں۔ حیرام اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کے ساتھ ہو لیا۔

تمر اور ضلہ کے ساتھ حیرام عفرون کی حویلی میں داخل ہوا۔ گھر خالی پڑا تھا اور وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ تمر اور ضلہ دونوں حیرام کو دیوان خانے کی طرف لے گئیں۔ تمر حیرام کو دیوان خانے کے اندر لے گئی۔ ضلہ حیرام کے گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے گئی تھی۔ حیرام کو دیوان خانے کی نشست پر بٹھاتے ہوئے تمر نے کہا۔ "میں آپ سے ایک حادثہ تو کہنا بھول ہی گئی ہوں۔ ضلہ کا باپ مر گیا ہے اور اب وہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہے۔ شاید وہ اپنی بچی ضلہ کے اغوا ہونے کا غم برداشت نہ کر سکا اور جان ہار بیٹھا۔ ضلہ بہت اچھی ہے۔ وہ ایک بڑی بہن کی طرح میرا بہت خیال رکھتی ہے۔ میرے بابا بھی بہت خوش ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک بیٹی کے بجائے میری اب دو بیٹیاں ہیں۔ بابا بھی اب آنے ہی والے ہوں گے وہ بستی کے فیصلے کرنے اور جھگڑے نمٹانے میں بُری طرح مصروف رہتے ہیں۔ میں آتش دان روشن کر دیتی ہوں۔ آپ بیٹھیں اتنی دیر تک میں ضلہ کے ساتھ مل کر کھانا تیار کر لیتی ہوں"۔ تمر نے



دیوان خانے کے آتش دان میں آگ جلا دی پھر وہ باہر نکل گئی تھی۔

سورج غروب ہو گیا تھا۔ شام کا اندھیرا بھیڑیوں کی غاروں اور عنبر یر کے باڑوں میں پھیل گیا تھا۔ حیرام گہری سوچوں میں کھویا اکیلا بیٹھا تھا۔ آتش دان میں جلتی آگ کمرے کی سردی پر مکمل طور سے قابو پا چکی تھی۔ باہر اندھیری فضاؤں میں بے پناہ سردی کی سنگدلی اور برف کی جان لیوا تیر افگنی اپنے عروج پر تھی۔ نہ جانے کب تک حیرام یوں ہی اکیلا گرم دیوان خانے میں بیٹھا سوچوں میں گم رہا کہ دیوان خانے میں کسی کے قدموں کی چاپ پر وہ چونکا اس نے دیکھا دیوان خانے میں تمر کا باپ اور بستی کا سردار عفرون داخل ہوا تھا۔ حیرام اُٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر جب اس نے عفرون سے مصافحہ کرنے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تو عفرون نے اس کے ہاتھ سختی سے جھٹک کر پیچھے ہٹا دیئے۔

حیرام عفرون کے اس رویے پر پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن جلد ہی عفرون نے اس کی پریشانی رفع کرتے ہوئے کہا۔ "کیسے سنگدل نوجوان ہو صرف مصافحے پر ہی اکتفا کرنا چاہتے ہو۔ پھر عفرون نے اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے کہا۔ "آؤ میری چھاتی سے لگ جاؤ۔ میرا کوئی بیٹا نہیں۔ اب تم ہی میرے بیٹے ہو۔ بخدا تمہارے آنے سے میرے کمزور اعضاء جوارح میں جوانوں جیسی قوت آگئی ہے۔ آج سے تم اس گھر کا ایک فرد ہو۔ اب بھول جاؤ کہ یونان کے یہودی تاجر یا بابل سے بھی تمہارا کوئی تعلق رہا ہے۔ اب تم میرے گھر کے ایک فرد ہو۔ اندھیرے سویرے جب بھی تم چاہو اس گھر میں آ سکتے ہو۔ حیرام آگے بڑھا اور عفرون سے گلے مل گیا تھا۔

عفرون حیرام کے ساتھ دوبارہ دیوان خانے کی نشست پر بیٹھ گیا۔ عفرون چند لمحوں تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے پیار اور ہمدردی سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "حیرام! حیرام! میں کافی دیر سے حویلی لوٹا ہوا ہوں۔ میں باہر تمر اور ضلہ کے پاس بیٹھ گیا تھا انہوں نے مجھے تمہارے سارے حالات تفصیل سے سنا دیئے ہیں۔ اے بیٹے! مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ کاش اس سلسلے میں تمہاری میں مدد کر سکتا لیکن سنو حیرام! عفرون کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ تمر اور ضلہ کھانے کے برتن اٹھائے اندر آئی تھیں۔ چاروں چپ چاپ آتشدان

کے پاس بیٹھ گئے اور کھانا کھانے لگے۔

کھانا کھا چکنے کے بعد جب تمر اور ضلہ برتن اُٹھانے لگیں تو غفرون نے کہا۔ "رُک جاؤ تمر یہیں بیٹھ جاؤ۔ مَیں نے ایک فیصلہ کیا ہے اسے بھی سُنتی جاؤ۔ تمر اور ضلہ دونوں اپنی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ غفرون نے اس بار حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے فرزند شجاع! مجھ میں اس قدر استطاعت تو نہیں کہ مَیں رِبقہ تمہیں لوٹا سکوں تاہم مَیں حاران کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمر تمہیں پیش کرتا ہوں۔ تم جب چاہو اس سے شادی کر سکتے ہو۔ میری طرف سے تم دونوں کو اکٹھے بیٹھنے اور اپنے مستقبل کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت ہے۔"

حیا کے باعث تمر کے حسن و دلکشی میں اور اضافہ ہو گیا تھا اور وہ اپنا حسین چہرہ چھپانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ غفرون نے ذرا رُک کر پھر کہا۔ "مجھے خبر ہے تمر تمہیں پسند کرتی ہے۔ تمہاری پہلی ملاقات ہی اس کی پسندیدگی کا باعث تھی۔ تمہارے جانے کے بعد یہ اکثر مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا کرتی تھی۔ اسے بڑی بے چینی سے تمہاری آمد کا انتظار تھا۔ اب مجھے تمہارے جواب کا انتظار ہے بیٹے! کیا تم تمر کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے پر رضامند ہو۔"

تمر کنکھیوں سے حیرام کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ جب کہ غفرون اور ضلہ دونوں کی نگاہیں حیرام پر جمی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کو بے تابی سے اس کے جواب کا انتظار تھا۔

حیرام نے ایک بار کلی کی طرح تر و تازہ اور پھول کی طرح شگفتہ تمر کی طرف دیکھا پھر اس کے غفرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تمر کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا میرے لیے فخر و سعادت کا مقام تھا۔ بخدا مَیں یہ سوچتا تھا کہ تمر مجھ سے اس قدر اُونچائی پر ہے کہ مَیں اس تک پہنچ نہیں سکتا۔ آپ نے جو مجھے اوج و سربلندی دی ہے اس کا شکریہ ادا کرنے کو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔"

حیرام کا جواب سُن کر غفرون اور ضلہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔



خوشی اور مسرت میں تمر کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے پھول کی گہرائیوں میں اچانک خوشبو پیدا ہو گئی ہو۔ تمر اور ضلہ برتن اُٹھا کر باہر لے گئیں۔ حیرام اور غفرون وہیں آتش دان کے پاس بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔

اچانک غفرون نے زور سے پکارا "تمر! تمر!"

چند ہی ثانیوں بعد تمر بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور غفرون سے اس نے پوچھا۔ "مجھے آواز دی ہے بابا!"

غفرون نے پیار سے کہا۔ "حیرام کو ساتھ لے جاؤ بیٹی! یہ سفر کی تھکاوٹ محسوس کر رہا ہو گا۔ آج سب ایک ہی کمرے میں سوئیں گے، رونق رہے گی اور پھر حیرام اب ہم میں سے ایک ہے۔ مَیں تھوڑی دیر تک یہاں بیٹھوں گا شاید کوئی بستی والا ہی کسی کام کے سلسلے میں آ جائے اور مجھے اسے نمٹانا پڑ جائے۔ بستر میں گھس گیا، تو پھر دیر سے اُٹھوں گا۔"

تمر نے حیرام کی طرف دیکھا اور شرماتے شرماتے اس نے کہا۔ "آئیے!"

حیرام خاموشی سے اُٹھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ تمر نے اسے دوسرے کمرے میں لے جا کر ایک بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آج بابا کے کہنے سے پہلے ہی مَیں نے آپ کا بستر لگا دیا ہے۔ مَیں بابا اور ضلہ بھی اسی کمرے میں سوتے ہیں۔ آپ کا علیحدہ کمرے میں سونا اجنبی پن ظاہر کرتا ہے۔ جب کہ آپ اب اس گھر میں اجنبی نہیں ہیں۔"

حیرام نے احسانمندی سے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمر! تمر! جس قدر تمہارا حُسن مکمل ہے ایسی ہی تمہاری محبت بے پناہ اور تمہارا جذبہ شوق افزا ہے۔ تمہاری محبت میرے لیے دُنیا میں سب سے بڑا تحفہ اور سب سے عظیم بخشش ہو گی۔ مَیں جہاں کہیں بھی رہوں گا تمہارا حسن، تمہاری سحر آفریں آنکھوں کی کشش اور تمہاری محبت کی تاثیر مجھے اپنی طرف کھینچتی رہے گی۔ اب اس انگوروں کی گھنی بیلوں اور چار سُو پھیلے سبزے کی بستی جرسان کو مَیں بھول نہ سکوں گا۔"

تمر نے حیا آمیز لہجے میں کہا۔ "گو میں محبت کے اسرار و عجائب اور چاہت کی لذت اور اس کے رموز سے نامحرم تھی۔ پھر بھی میں محسوس کرتی ہوں جیسے برسوں سے میری ناآشنا نگاہوں کو آپ کی تلاش تھی۔ میری زندگی بغیر محبت کے بے ثمر اور خشک پودے جیسی تھی۔ آپ نے میری جوانی کی عظمتوں کا احترام کیا کے مجھے تازگی اور سکون بخشا ہے۔ اب میری حالت ایسی ہی ہے جیسے کوہستانوں میں بھٹکتی کسی چکوری کو چاند مل گیا ہو۔ پہلے میں انجیر اور شفتالو کے درختوں کے اندر چڑیوں کے ساتھ اکیلی گاتی اور ندی کے ساتھ اکیلی روتی تھی۔ اب میری روح نے پرستش کے لیے آپ کا انتخاب کر لیا ہے۔ اب میں ندی کنارے بیٹھ کر آپ کا انتظار کیا کروں گی۔ ایسا انتظار جس میں محبت کی لذت اور ایک دوسرے کے لیے خلوص اور ہمدردی کا رنگ ہو گا۔"

حیرام نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمر میں تمہارے خلوص اور چاہت کا شکر گزار ہوں۔ سائرس کے لشکر میں اس غرض سے میں شامل ہوا ہوں کہ اسے بابل پر حملہ آور ہونے پر رضامند کروں۔ بابل کے اسیر یہودیوں کو آزاد کرانے کے بعد میں تمہیں لے کر عرب کے ریگستانوں میں یثرب شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ ہم دونوں وہیں رہیں گے اور دنیا! وہاں اپنے آنے والے صحرائی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انتظار کریں گے۔"

تمر نے پُرشوق نگاہوں سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ بھی گواہ رہیے گا آپ کی طرح میں بھی اُس آنے والے رسولؐ پر ایمان لاتی ہوں جسؐ سے متعلق آپ نے خواب دیکھا تھا اور جسؐ کا آپ ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں۔"

تمر رُکی پھر اس نے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ بستر میں گھس کر آرام کریں۔ آپ تھکے ہوئے ہیں"۔ تمر جب باہر نکلنے لگی تو حیرام نے کہا۔ "تمر! میں کل صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کروں گا۔ میرے گھوڑے کے دانے چارے کا انتظام کر دینا۔"

تمر نے مڑتے ہوئے بیتابی سے پوچھا "بس ہمارے پاس ایک دن ہی رکیں گے؟"

حیرام نے اس کا دل رکھنے کی خاطر کہا۔ "اب تو میں آتا ہی رہوں گا۔ میں سائرس سے جلد لوٹنے کا وعدہ کر کے بابل کی طرف گیا تھا۔ اگر مجھے جلدی نہ ہوتی تو میں یہیں پڑا رہتا۔"



تمر نے غمزدہ آنکھوں سے حیرام کی طرف دیکھا پھر وہ باہر نکل گئی تھی۔ حیرام بستر میں گھس کر سونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز حیرام کوچ کی تیاری کرنے کے لیے جلدی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دیکھا عفرون اپنے بستر پر گہری نیند سویا ہوا تھا جب کہ تمر اور ضلہ کے بستر خالی پڑے تھے حیرام اُٹھ کر باہر آیا۔ مشرق کی طرف سے صبح کی سفیدی کے آثار عیاں ہو رہے تھے۔ کائنات کی ہر شے سحر کے انتظار کی لذّت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ شبنم کی چادر اوڑھے چاندنی ہر شے سے لپٹی ہوئی تھی۔

اچانک مطبخ کی طرف سے تمر آئی اور حیرام سے پوچھا۔ "آپ اُٹھ گئے ہیں؟"

حیرام نے کہا۔ "میں تو پریشان ہو رہا تھا تمہارا اور ضلہ کے بستر خالی پڑے ہیں کیا کر رہی ہو تم دونوں؟"

تمر نے کہا۔ "میں اور ضلہ آپ کے لیے زادِ راہ تیار کر رہی ہیں۔ میں نے آپ کے گھوڑے کو چارہ ڈال کر اس پر زین بھی ڈال دی ہے۔ احتیاطاً میں نے اسے پانی بھی دکھایا تھا لیکن سردی میں اس نے پانی پیا ہی نہیں۔"

حیرام نے حویلی کے بیرونی دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ "میں ذرا ندی کی طرف سے ہو کر آتا ہوں۔ میں جلدی لوٹ آؤں گا اور آتے ہی کوچ کر جاؤں گا۔ مجھے اس وقت بھوک نہیں میرا کھانا گھوڑے کی خرجین میں ہی ڈال دینا میں راستے میں کھا لوں گا۔"

حیرام حویلی سے باہر نکل گیا تمر پھر مطبخ کی طرف لوٹ گئی تھی۔

سورج طلوع ہو گیا تھا۔ ہر چیز کو اس کی سنہری کرنیں چومنے لگی تھیں۔ حیرام جب لوٹا تو اس نے دیکھا عفرون جاگ اُٹھا تھا اور مطبخ کے قریب تمر اور ضلہ کے پاس کھڑا شاید حیرام ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ حیرام جب نزدیک آیا تو عفرون نے کہا "میں نے تو سوچا تھا تم چند روز رکو گے لیکن رات تمر نے مجھے بتایا کہ تم صبح سویرے ہی کوچ کر جاؤ گے۔"

حیرام نے کہا۔ "سائرس میرا منتظر ہو گا۔ اسی لیے میں زیادہ قیام نہیں کر رہا۔"

حیرام اصطبل کی طرف بڑھا۔ عفرون، تمر اور ضلہ بھی اس کے پیچھے پیچھے اصطبل کی طرف چل دیئے۔ حیرام نے اپنے گھوڑے کی زین پکڑ کر ہلائی اور اس کا جائزہ لیا۔ تمر نے زین ٹھیک ڈالی تھی اور تنگ بھی خوب کسا تھا۔

اس نے دیکھا پانی سے بھرا مشکیزہ زین سے بندھا تھا۔ جب اس نے خرجین کا منہ کھول کر دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ اس میں کھانے کے علاوہ تازہ اور خشک پھل بھرے ہوئے تھے۔ حیرام نے حیرت سے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یہ کتنے آدمیوں کی خوراک ڈال دی ہے خرجین میں"۔

تمر نے مغموم آواز میں کہا" راستے میں آپ کے کام آئے گی"۔

حیرام نے گھوڑے کو کھولا اور عفرون سے مصافحہ کرتے ہوئے اس نے کہا "میں اب کوچ کرتا ہوں۔ بہت جلد میں آپ لوگوں سے ملنے پھر آؤں گا"۔

مصافحہ کرنے کے بعد عفرون نے حیرام کی پیٹھ پہ پیار سے ہاتھ پھیرا پھر حیرام اپنے گھوڑے پہ سوار ہو گیا اور ہوا میں ہاتھ لہراتے ہوئے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے پیار سے کہا۔ "اللہ حافظ"

تمر کی آنکھوں سے اشکوں کے سحاب ٹپک پڑے تھے۔ اس کی آنکھوں کے فسوں میں انتظار کرنے کا عہد، سانسوں میں محبت کی مہک اور جسم میں حیرام کے جدا ہونے کی لرزش تھی۔ اپنے تازہ اور سرخ چکنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے تمر نے مغموم تبسم میں کہا۔ "اللہ حافظ"

حیرام گھوڑے کو ایڑ لگا کر حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ تمر، عفرون اور ضلہ دروازے تک اسے دیکھنے آئے۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ مغموم اور افسردہ سے حویلی کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔



سائرس، سارڈس شہر میں کرنزوس کے محل میں ایک آراستہ کمرے کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک پہریدار کو ہارپیگ کے بلانے کا حکم دیا۔ شاید وہ کسی اہم موضوع پر اس سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ پہریدار جب باہر نکلنے لگا تو سائرس نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو! اکیلے ہارپیگ کو نہیں گوبارو کو بھی بلا کر لاؤ"

پہریدار جب باہر نکل گیا تو سائرس نے اپنے قریب بیٹھے اپنے بیٹے کموجیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بیٹے! کاش اس وقت حیرام میرے پاس ہوتا۔ میں ایک اہم فیصلہ کرنا چاہ رہا ہوں اور اس کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ وہ جب میرے پاس ہوتا تھا تو مجھے ایک طرح کی بے فکری ہوا کرتی تھی۔ اب وہ یہاں نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں میری سوچوں میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اے میرے بیٹے! گو تم میرے بیٹے ہو، ان سو پہ حیرام کو بھی میں اب اپنا بیٹا ہی سمجھنے لگا ہوں"۔

کموجیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اے میرے باپ! مجھے اس پہ فخر ہے کہ حیرام میرا بھائی ہے۔ اس سے میرا خونی رشتہ نہ سہی پر میں اس رشتے سے بھی بڑھ کر اس سے

محبت اور خلوص رکھتا ہوں اس لیے کہ ــــــــــــــــ

کموجیہ کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ کمرے میں حیرام، گوبارو اور ہارپیگ داخل ہوئے تھے۔ سائرس اپنی جگہ سے اُٹھا اور حیرام کو اس نے گلے لگاتے ہوئے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے اونان کے بیٹے! تم انتہائی اہم ضرورت کے وقت آئے ہو۔ میں تمہاری کمی بُری طرح محسوس کر رہا تھا۔"

حیرام جب سائرس سے علیحدہ ہُوا تو کموجیہ آگے بڑھا اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہ حیرام سے لپٹ گیا تھا۔ سائرس دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ حیرام، گوبارو، ہارپیگ اور کموجیہ اس کے سامنے بیٹھ گئے تھے۔ ہارپیگ نے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" جس پہریدار کو آپ نے مجھے اور گوبارو کو بُلانے بھیجا تھا۔ وہ ہمیں راستے میں ہی مل گیا تھا۔ ہم پہلے ہی حیرام کو لے کر آپ کے پاس آ رہے تھے حیرام تھوڑی دیر قبل ہی سارڈس شہر میں داخل ہُوا ہے۔"

سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہاں سے روانہ ہوتے وقت تم نے مجھے کہا تھا کہ تم بابل جا کر شادی کر لوگے کیا تم اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہوں۔

حیرام کی گردن جھک گئی اور وہ مغموم و ملول ہو کر رہ گیا تھا۔ اس بار کموجیہ نے اس کی طرف پریشانی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔" اے بھائی! تم بولتے کیوں نہیں غمگین کیوں ہوگئے کیا تمہارے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔"

حیرام پھر بھی خاموش رہا اور گردن جھکائے رکھی۔ سائرس اس کی حالت پر فکرمند ہو گیا تھا۔ اس نے حیرام کے شانے پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔" کھل کر کہو بیٹے تمہارے ساتھ کیا بیتی؟"

حیرام نے آہستہ آہستہ گردن سیدھی کی، اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے راستے میں نینوا کے کھنڈرات میں پیش آنے والے واقعات کے علاوہ تمر سے ملاقات، ربقہ اور اس کے باپ کی موت اور کارمیدینہ کے قتل کرنے کے سارے واقعات تفصیل سے سُنا



المقفے۔

سائرس، کموجیہ، گوبارو اور ہارپیگ چند ثانیوں تک خاموشی اور ہمدردی سے حیرام کو دیکھتے رہے پھر سائرس نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔" اے فرزندِ بے تمثیل! جو کچھ تم پر بیتی مجھے اس سے سخت صدمہ ہُوا۔ پر حوصلہ نہ ہارو، ہمت باندھ رکھو۔ تم دیکھو گے ایک روز ہم بابل کو زیر کریں گے پھر تمہیں اجازت ہوگی جس سے چاہو انتقام لو اور جسے چاہو معاف کرو۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ مجھے ربقہ اور اس کے باپ کی موت کا دُکھ ہے ہمارا رب تم پر بہت مہربان اور رحیم ہے جس نے تمر کی صورت میں تمہیں مخلص و ہمدرد ساتھی عنایت کر دیا ہے۔"

جس کمرے میں وہ بیٹھے ہوئے تھے چند ثانیوں تک اس میں خاموشی رہی پھر سائرس نے اس سکوت کو توڑا اور سب کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔" میں پہلے ارادہ کر چکا تھا کہ خود یہاں قیام کروں گا اور ہارپیگ کو ایک لشکر دے کر لیڈیا کے مغربی سمندری ساحل کے ساتھ ساتھ سارے شہر فتح کرنے کو روانہ کروں گا لیکن اب حیرام کے آجانے پر میں نے اپنا فیصلہ بدل لیا ہے۔ اب میں ہارپیگ کو سارڈس شہر اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کا اپنی طرف سے حکمران مقرر کرتا ہوں اور اب میں خود سمندری ساحل کے شہروں کو فتح کرنے کے لیے نکلوں گا۔ حیرام، گوبارو اور کموجیہ میرے ساتھ ہوں۔ ہارپیگ یہیں قیام کرے گا اور مقامی حالات کو اور زیادہ درست کرنے کی سعی کرے گا۔

سائرس چند ثانیوں تک رُکا پھر اس نے حیرام کو مخاطب کر کے کہا۔ تمہاری غیر موجودگی میں دو اہم واقعات ہوئے۔ ایک تو زرتشت کے کچھ پجاری تبلیغ کی غرض سے آئے تھے ان میں سے ایک مجھے انتہائی خطرناک اور کسی کا جاسوس لگا تھا۔ اس کے پیچھے میں نے اپنا ایک آدمی لگا دیا تھا تاکہ وہ اس کی حرکات پر نگاہ رکھے۔ وہ مشرق کی طرف چلے گئے تھے۔

دوسرا واقعہ زیادہ اہم ہے۔ ابردار نام کا وہ شخص جس کے دو ساتھیوں کو تم نے قتل کیا تھا اور جو اگباتانہ کے بادشاہ اشعیاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے میرے پاس

پارساگرد میں آیا تھا وہ توم مار کے ایک جرار لشکر کو جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میر
جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ وہ اشعیاہ کا ایک عمدہ اور نڈر جرنیل ہے۔ اس وقت وہ خو
میں ہے اور اپنے لشکر کو اور مضبوط کر رہا تھا وہ ہم سے جنگ کر کے توم مار پر اشعیا
اقتدار بحال کرنا چاہتا ہے۔ اس جنگ سے فارغ ہو کر ہم اس کی سرکوبی کو نکلیں گے
اب تم سب جا کر آرام کرو۔ کل یہاں سے کوچ ہو گا۔"

حیرام، ہارپیگ اور گوبارو خاموشی سے اُٹھے اور اس کمرے سے باہر نکل گ
دوسرے روز سائرس نے لشکر کا ایک حصّہ ہارپیگ کے پاس چھوڑا اور با
لشکر کے ساتھ وہ سارڈس سے کوچ کر گیا اور سمندر کے کنارے آباد ان شہروں کی طرف
بڑھا جو کروس کے زیر تسلط تھے لیکن ان کے رہنے والے یونانی بولتے تھے اور اسپا
کی یونانی حکومت ان شہروں سے ہمدردی رکھتی تھی کیونکہ ان کے ساتھ تجارت میں و
خوب کماتے تھے۔

سائرس نے پہلے سمرنا شہر کا رُخ کیا۔ یہ ایک عظیم بندرگاہ تھی اور اسی کے ذ
اہلِ لیڈیا دوسری اقوام سے تجارت کرتے تھے۔ سائرس جب سمرنا پہنچا تو یہاں کے لوگ
نے جنگ کیے بغیر اطاعت قبول کر لی۔ سائرس جب شہر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا
شہر کی کوئی فصیل نہ تھی۔ جب وہ بندرگاہ پر آیا تو اس نے دیکھا بندرگاہ کی اکثر عمارتیں
منہدم تھیں صرف گودیوں کی عمارتیں کھڑی تھیں جن میں یونانی کشتیاں اور سیاہ رنگ
کے فنیقی مال بردار جہاز کھڑے تھے۔

سائرس نے جب مقامی لوگوں سے شہر کی عمارتیں گرانے کی وجہ پوچھی تو اسے بتا
گیا کہ کروس بادشاہ چاہتا تھا کہ سمرنا شہر کہیں سارڈس شہر سے زیادہ خوب صورت نہ ہو جا
لہٰذا وہ جب بھی سمرنا آتا کچھ عمارتیں گرا جاتا۔ صرف بندرگاہ محفوظ رہنے دیتا۔ کیونکہ اس
سے اس کی تجارت ہوتی تھی۔ سائرس بندرگاہ کے ساتھ اس پہاڑی پر آیا جس کی دو بڑی ما
چوٹیاں تھیں۔ ایک چوٹی پر نیپتون دیوتا کا مندر تھا جس کا سمندر پر حکم چلتا تھا اور دوسری
چوٹی پر سمندری دیوی پرمیس کی قربان تھی۔ ان دونوں جگہوں کا سائرس نے بغور معائنہ کیا



وہ شہر کے انتظام میں لگ گیا تھا۔
سمرنا پر اپنا تسلط جمانے کے بعد سائرس اپنے لشکر کے ساتھ یونیا شہر کی طرف بڑھا
دفاعی لحاظ سے مضبوط تھا۔ اس کی بڑے بڑے پتھروں کی سنگین فصیلیں بھی تھیں۔ سائرس
باہر خیمہ زن ہوا اور شہر کے حکام کو اس نے اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھجوایا۔ اس
جواب میں شہر کے تین دانشمند اور پرانے علوم کے عالم سائرس کے خیمے میں آئے۔ سائرس
اس وقت حیرام اور گوبارو سے محوِ گفتگو تھا۔ اس کا بیٹا کموجیہ بھی اس گفتگو میں شامل تھا۔
سائرس نے یونیا کے ان علماء کا احترام کیا اور انہیں بیٹھنے کو اپنے قریب جگہ
ان آنے والوں میں سے ایک نے سائرس سے کہا۔ "ہم فارس کے بادشاہ کی اطاعت
قبول کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہمیں اس بات کی ضمانت دی جائے کہ ہمارے لیے حالات ایسے
رہیں گے جیسے لیڈیا کے بادشاہ کروس کے زمانے میں تھے۔ سائرس نے یونیا کے ان
سفیروں کی طرف خفگی سے دیکھا پھر حیرام اور گوبارو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"ان تینوں جرنیلوں کی طرف دیکھو، یہ بڑے بڑے شہروں کو سر کرنے اور مضبوط سے
مضبوط فصیل بھی عبور کرنے کا فن جانتے ہیں۔ اگر اہلِ یونیا نے بغیر کسی پیشگی شرط کے
اطاعت قبول نہ کی تو میں شہر کو بزورِ شمشیر فتح کرنے کا حکم دے دوں گا۔"
ایک دوسرے سفیر نے کہا "اس کے باوجود ہم آپ سے مطالبہ کریں گے کہ ہمارے
لیے پہلے جیسے حالات رہنے کی ضمانت دی جائے۔"
حیرام پہلی بار درمیان میں بولا اور اس سفیر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔
"تمہاری حالت ایسی ہی ہے جیسے ایک نے نواز سمندر کے کنارے آیا اور اس نے مچھلیوں کو
کہا کہ خشکی پر آ کر میری بین کی آواز پر ناچو۔ اس پر مچھلیوں نے کہا۔ ہم خشکی پر اس وقت
تک ناچنے کو تیار نہیں ہیں جب تک خشکی پر ہمارے لیے وہی حالات نہ پیدا کیے جائیں
جو سمندر میں ہیں۔ اس پر اس نے نواز نے اپنی نے ایک طرف رکھ دی اور جال سنبھال لیا
اسے پانی میں ڈالا۔ اس میں مچھلیاں پھنس گئیں۔ جال اس نے کھینچ کر مچھلیوں کو
باہر نکال لیا پھر جب اس نے اپنی نے بجائی تو مچھلیاں خشکی پر تڑپ تڑپ کر

ناچنے لگیں"۔

حیرام یا سائرس نے یہ نہ بتایا کہ اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے لیکن یونیا کے خود ہی سمجھ گئے اور انہوں نے وقت گزاری کے لیے سائرس کی اطاعت قبول کر لی لیے کہ اسپارٹا کے بادشاہ لیسی ڈیمونیائی کی طرف سے عنقریب انہیں مدد کی اُمید تھی ا ایسی صورت میں وہ سائرس کی اطاعت کا جُوا اُتار پھینکیں گے۔ بہر حال یونیا شہر پر سا کا قبضہ ہو گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سائرس ابھی یونیا شہر میں ہی مقیم تھا کہ اسپارٹا کے باد کا ایک سفیر جس کا نام لیسی نیز تھا۔ سائرس کے پاس آیا اور لیسی ڈیمونیائی کا یہ پیغام لفظ بہ لفظ سائرس کو پہنچا دیا۔

"سائرس کو ساحل اناطولیا کے یونانی شہروں کو گزند پہنچانے سے باز رہنا چاہی ورنہ وہ اسپارٹا والوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بن جائے گا"۔

سائرس چند لمحوں تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "اگر میری صحت زیادہ عرصہ تک اچھی رہی تو اسپارٹا والوں کو اہلِ یونیا کے مصائب کے بجائے اپنے مصائب اور دُکھ کے لیے رونا ہوگا"۔

سفیر لیسی نیز نے یہی پیغام اپنے بادشاہ لیسی ڈیمونیائی سے جا کر کہہ دیا اور اسے ہمت نہ ہوئی کہ وہ سائرس کے خلاف کوئی عملی قدم اُٹھائے۔ اس کے بعد افیس، فاکیا، ٹیوس اور دیگر کئی شہروں نے بھی سائرس کی اطاعت قبول کر لی۔ ان میں مشہور تاریخی اور یونانی شہر ٹرائے بھی شامل تھا۔ گو ٹرائے شہر اب فنا ہو چکا تھا لیکن وہ ایک خوش نما کھنڈر ہی تھا۔ جہاں سمندر میں بس ایک جنگی خانہ تھا جس کے رُکن وہاں سے گزرنے والے تجارتی جہازوں سے محصول راہداری وصول کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد سائرس اس دوسرے عظیم شہر ملطیہ کی طرف بڑھا۔ یہاں کے مکین جزیرہ کریٹ سے ہجرت کر کے وہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ شہر اس دور میں اپنے عالموں نجومیوں اور ستارہ شناسوں کے باعث مشہور تھا۔ یونان کے عالم اور نجومی بھی ان ہی سے



مستفید ہوتے تھے۔ یہاں کے عالموں اور نجومیوں نے ایسے آلات بھی بنا لیے تھے جن کی مدد سے وہ سیاروں کی چال کا مشاہدہ کرتے تھے۔

وہ سیاروں کو آسمان اور ستاروں سے مختلف تصور کرتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ زمین ایک الگ تھلگ جسم ہے جس کے ارد گرد طرح طرح کی ایسی آگ جل رہی ہے۔ جو کبھی نہ بجھے گی۔ زندگی کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ اس کا آغاز پانی سے ہوا تھا۔ اہلِ ملطیہ بغیر کسی چوں چرا کے سائرس کی اطاعت قبول کر لی بلکہ برکت کے طور پر وہ سائرس کو اپنے ایک ستارہ شناس عالم تالس کے مقبرے پر لے گئے جو نمک کا تاجر تھا انہوں نے سائرس کو بتایا کہ اس عالم نے سچ مچ حساب لگا کر اس سورج گہن کی پیش گوئی کی تھی جس نے آج سے چالیس برس قبل لیڈیا اور ماد کی افواج کو چکر میں ڈال دیا تھا۔

انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ تالس نے کلدانی منجموں کے اس کام کو بھی مکمل کیا تھا جس کی رو سے کم و بیش ۲۶۰۰ ہزار سال قبل مسیح کے سورج گہنوں کے مشہور و معروف دور کا تعین کیا گیا تھا۔

سائرس ملطیہ کے علماء، ستارہ شناس اور نجومیوں سے بے حد متاثر ہوا کچھ عرصہ وہ ان کے اندر رہا پھر اگباتانہ کے باغی جرنیل ابرداد کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ جس نے حران میں ایک عظیم اور جرار لشکر جمع کر لیا تھا اور جو سائرس کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

○

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ شرقاً غرباً پھیلی ہوئی شاہراہ پر سفر کرتا رہا۔ یہ شاہراہ مغرب کی طرف سے رَے شہر کو چھو کر دریائے گرگان کو چومتی ہوئی بحیرہ اسود کی طرف چلی گئی تھی جب کہ اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہمدان کی طرف جاتی تھی اور وہاں سے آشوری قوم کی قدیم سرزمین سے ملحقہ سطح مرتفع کی طرف چلی گئی تھی۔

رَے کے قریب ابرداد کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ایک تنگ وادی میں ابرداد سائرس کے لشکر کی راہ روک کر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے پاس جنگجو تیر انداز اور

ایک جرار و منظم لشکر تھا۔

پہلے کی طرح سائرس نے حیرام، گوبارو، کموجیہ اور اپنے درمیان لشکر کو چار حصوں میں بانٹ لیا اور آگے بڑھ کر ابروار کے لشکر پر اس نے حملہ کر دیا۔ سائرس نے دہلا خیمہ زن ہوا تھا اس نے پڑاؤ کیا۔ لشکر کے اندر وہ عورتیں جو اس کے جرنیلوں اور سپاہیوں کی بیویاں تھیں ان کی حفاظت کے لیے لشکر کے چند دستے مخصوص کر دیئے گئے تھے۔

کافی دیر تک اس تنگ وادی کے اندر گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ابروار اور اس کے لشکر نے پسپا نہ ہونے کی قسم کھا رکھی ہو۔ دوپہر سے سہ پہر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔

آخر حیرام اپنے ہراول لشکر کو لے کر میدانِ جنگ سے نکلا اور کوہستانوں کے اندر دائیں طرف غائب ہو گیا۔ ایک لمبا کاوا اس نے کاٹا پھر وہ ابروار کے لشکر کی پشت پر نمودار ہوا اور ایسا زوردار حملہ کیا کہ صفیں کی صفیں اس نے اُلٹ کر رکھ دی تھیں۔

حیرام نے سائرس کو بتائے بغیر یہ پشت کی طرف سے نیا حملہ کیا تھا۔ سائرس کو جب خبر ہوئی کہ حیرام ابروار کی پُشت پر جا حملہ آور ہوا ہے تو اس نے بھی سامنے کی طرف سے زوردار حملے شروع کر دیئے تھے۔ اس دوطرفہ حملے سے ابروار کے لشکر کی صفیں ایسی بے ترتیب اور منتشر ہوئیں کہ اس کے لشکر میں بھگدڑ اور افراتفری مچ گئی۔

سائرس اور حیرام نے اس ہڑبونگ سے پُورا فائدہ اُٹھایا اور ابروار کے لشکر کا انہوں نے قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جنگ میں ابروار کا سارا لشکر مارا گیا۔ وہ خود بھی اس جنگ میں کام آ گیا تھا۔

سائرس اپنا گھوڑا دوڑاتا ہُوا حیرام کے پاس آیا اور اس کی پیشانی چُومتے ہوئے اس نے کہا" اے فرزندِ مہربان! تم نے پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر ابروار پر کیا خوب قابو پایا ہے۔ آؤ میں تمہیں اس کی لاش دکھاؤں وہ اگلی صفوں میں لڑتا ہُوا مارا گیا ہے"۔

سائرس اور حیرام ابروار کی لاش کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں وادی کے دائیں جانب ابروار کا خیموں کا جو پڑاؤ تھا۔ اس میں سے ان کی عورتیں نکلیں اور



روتی پیٹتی اپنے مرنے والے شوہروں کی لاشوں کو تلاش کرنے لگیں۔ ان عورتوں میں سے ایک عورت ابروار کی لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگی، وہ ابروار کی بیوی پانتیا تھی۔ چند ثانیوں تک وہ ابروار کی لاش کے پاس بیٹھ کر روتی رہی اور اس کی چرمی پیٹی میں لگے خنجر کے دستے پہ ہاتھ پھیرتی رہی۔

سائرس آگے بڑھ کر پانتیا سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ناگاہ پانتیا نے اپنے مُردہ شوہر ابروار کا خنجر کھینچا اور اسے اپنے سینے میں گھونپ کر اپنے آپ کا خاتمہ کر لیا۔ چند ثانیوں تک وہ سسکتی رہی پھر بے جان ہو کر اپنے شوہر پر گر گئی"۔

سائرس کی گردن جُھک گئی تھی اور وہ حیرام کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ سائرس نے تھوڑی دیر تک اس میدانِ جنگ میں قیام کیا۔ اس دوران ابروار کے لشکر کی عورتوں اور لڑکیوں کو اس نے اپنے لشکر کے ان سپاہیوں میں تقسیم کر دیا جن کی شادیاں نہ ہوئی تھیں پھر اس نے وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

سائرس نے اب شمال کی طرف وادی گورگان کی جانب پیش قدمی کی تھی۔ وہ اب ان علاقوں اور وادیوں میں داخل ہو رہا تھا جن پہ گورگان کا بادشاہ گشتاسپ حکمران تھا۔ گشتاسپ شکل و صورت میں بالکل سائرس کے باپ کموجیہ جیسا تھا۔ اس کے علاوہ وہ سائرس کا رشتہ دار بھی تھا کیونکہ وہ بھی آرین تھا اور تیسری پشت میں جا کر اس کا سلسلہ نسب سائرس سے مِل جاتا تھا۔ سائرس اِن علاقوں میں بے خطر آگے بڑھ رہا تھا کیونکہ گشتاسپ سے اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

سورج غروب ہونے والا قریب تھا اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانوں کے اندر سے جوتی ہوئی سیاہ زمینوں کے بیچ و بیچ شمال کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک لشکر اس کا راستہ روک کھڑا ہوا۔ سائرس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات پیدا نہ ہوئے اس لیے کہ وہ پہچان گیا تھا راستہ روکنے والا گورگان[١] کا بادشاہ گشتاسپ تھا اور اس کے پیچھے اس کا

---

١٭ بخارا اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کا نام گورگان تھا

لشکر صف در صف کھڑا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ سائرس کے استقبال کو آیا تھا۔

سائرس جب نزدیک گیا تو گشتاسپ اپنے گھوڑے سے اترا اور خوش آمدید خوش آمدید پکارتا ہوا سائرس کی طرف بڑھا اتنی دیر تک سائرس بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکا تھا۔ دونوں بادشاہ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ پھر گشتاسپ سائرس اور اپنے لشکر کو لے کر اپنے کوہستانی شہر گورگان کی طرف لے جا رہا تھا جو وہاں سے صرف دو میل کے فاصلے پر تھا۔

سائرس کے لشکر کو گورگان شہر سے باہر خیمہ زن کر دیا گیا جب کہ گشتاسپ سائرس کو اپنے سکونتی محل میں لے گیا جو پتھر اور چکنی مٹی کے گارے کا بنا ہوا تھا۔ گشتاسپ سائرس کو اپنے دیوان خانے میں جلتے آتش دان کے پاس لے گیا۔ پہلے اس کے خدام نے گرم پانی سے سائرس کے ہاتھ پاؤں دھلائے کہ تھکاوٹ جاتی رہے پھر دونوں کمرے میں آتش دان کے پاس ہو بیٹھے تھے۔ گشتاسپ نے بڑی شفقت سے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نو سال قبل جس طرح آپ میرے ساتھ آتش دان کے پاس بیٹھے ہیں بالکل ایسے ہی اسی وقت اور جاڑے کی ایسی ہی زوردار سردی میں زرتشت میرے پاس آ کر بیٹھا تھا۔"

سائرس نے چونک کر پوچھا "وہ تمہارے پاس کب، کیسے اور کیوں آیا کیا تم اس کی تعلیمات پر ایمان لا چکے ہو؟"

گشتاسپ نے کہا۔ "ہاں، میں اس پر ایمان لا چکا ہوں۔"

سائرس نے کہا۔ "ایمان تو میں بھی اس پر رکھتا ہوں پر تم یہ تو کہو زرتشت تمہارے پاس کیسے اور کیوں آیا؟"

گشتاسپ نے دیوان خانے میں جلتی مشعلوں کی تیز روشنی میں سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "زرتشت نو سال قبل رے شہر کے سپاہیوں سے بھاگ کر یہاں میرے پاس آیا تھا اور میں نے اسے پناہ دی تھی۔ چند روز یہاں قیام کر کے وہ لوگوں کو تعلیمات دیتا رہا۔ وہ لوگوں کو اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کی [illegible]



آریائی نسل سے ہے۔ اس کے باپ کا نام پوروشسپ ہے۔ وہ مغ یا معبد نہ تھا بلکہ سپاہی تھا اور پہلوی کمان چلانے میں جس کا ایک سرا پاؤں تلے دبا کر چلاتے ہیں، ماہر تھا۔ پہلوی تیر چلے تو لوہے میں سوراخ کر دیتا ہے۔ وہ بے خانماں پیغمبر ایسی ہی سردی کی ایک رات میرے پاس آیا تھا۔

وہ ایام اس کے عہدِ سیاہ کا تاریک باب تھے۔ وہ جب میرے پاس داخل ہوا تو اس کے چہرے پر فلاکتوں کے نشان اور آنکھوں میں بھوک و موت کے سایوں کا ہجوم تھا وہ بڑا قانع اور کم گو تھا۔ وہ آہیں بھر کر اکثر کہا کرتا تھا۔ ظلمتِ شب تمام ہو رہی ہے سحر قریب ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ خدا اپنے بندوں کو اپنی مخلوق میں اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ شہروں اور دیہاتوں میں بستی تہذیب کی گندگی کو اللہ کے پیغام سے صاف کرے اور انسانیت کی راہ کے کانٹوں کو اپنے اعمال و اقوال سے پھول بنا دے۔"

اتنے میں گشتاسپ کا بیٹا دارا یوش[۱] بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور گشتاسپ کی گود میں آ کر بیٹھ گیا۔ گشتاسپ نے بچے کو پیار کرتے ہوئے سائرس سے کہا۔ "یہ میرا بیٹا دارا یوش ہے۔" پھر اس نے آتش دان میں جلتی آگ پر اپنے ہاتھ پاؤں سینکے اور دوبارہ سائرس سے اس نے کہا۔

"زرتشت[۲] کو شاید کسی امیر کا مذاق اڑانے کے جرم میں سزائے موت دے دی گئی تھی۔ وہ بھاگ کر میرے پاس آیا، چند یوم یہاں قیام کیا پھر خراسان کی راہ سے وہ مشرق کی طرف چلا گیا۔ اب پتہ نہیں وہ کہاں ہے

---

۱۔ گشتاسپ کے بعد دارا یوش بادشاہ بنا۔ یونانیوں نے اسے داریوش کہہ کر پکارا۔

۲۔ زرتشت رے کا باشندہ تھا۔ حکیم بنا کر زلسے متعدد علوم کے علاوہ زراعت گلہ بانی اور جراحی کی تعلیم حاصل کی۔ وہ آبائی بت پرستی سے نالاں تھا۔ اسی لیے بیس سال کی عمر میں کوہستان سیالان میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ وہاں تیس سال کی عمر میں اسے معراجِ آسمانی ہوا اور خدا سے براہِ راست احکام ملے جو منظومات

سائرس نے کہا۔ "میں اسے تلاش کروں گا اور اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ پھر کوئی اسے سزا نہ دے سکے گا"۔

گشتاسپ نے بڑے غور اور انہماک سے سائرس کی بات کو سنا جب وہ خاموش ہوا تو اس نے کچھ سوچا پھر سائرس سے اس نے کہا۔ "تم نے اہلِ ماد کے بادشاہ اشعیاہ کو شکست دے کر ہم گورگانیوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ میں اس کا خراج گزار تھا اور خراج میں اسے غلہ، جانور، اناج اور چاندی دیا کرتا تھا۔ لیکن اشعیاہ مجھ سے سونا طلب کیا کرتا تھا۔ پر میرے پاس سونا کہاں۔ سونا تو مشرق سے آتا ہے اور وحشی قبیلے ساگت کے جو لوگ ہمارے پاس سونا لاتے ہیں وہ اس کے عوض ڈھیروں غلہ اور اناج طلب کرتے ہیں۔ اس وحشی قبیلے کا ایک گروہ کل ہی میرے پاس آیا ہے اور سونے کے عوض انہوں نے مجھ سے سینکڑوں خچروں کا بوجھ غلہ حاصل کیا ہے۔ ان کے چار سردار میرے مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور دیگر ساتھی اپنے سامان کے ساتھ شہر سے باہر خیمہ زن ہیں۔

یہ لوگ انتہا کے جنگ جو ہیں۔ وہ زرتشت کو مانتے ہیں۔ انہیں خبر ہے زرتشت اس وقت کہاں ہے لیکن اس خیال سے شاید وہ کسی زرتشت کا پتہ نہیں بتاتے کہ مبادا اس پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے"

سائرس نے گہری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "تم نے ان سے یہ تو پوچھا ہوتا کہ زرتشت کہاں ہے اور وہ سونا کہاں سے لاتے ہیں"۔

گشتاسپ نے کہا۔ "میں نے اُن سے بہت پوچھا لیکن وہ نہیں بتاتے"۔

سائرس نے اس بار خفگی میں کہا۔ "تم نے سختی کی ہوتی"۔

گشتاسپ نے چونکتے ہوئے کہا۔ "ایسا کبھی سوچنا بھی نہ، یہ لوگ انتہا کے جنگجو اور بہادر ہیں جو ان پر سختی کرتا ہے اس کے لیے بظاہر وہ خاموش رہتے ہیں لیکن بعد میں

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱) کی شکل میں اس کی کتاب گاتھا پر مشتمل تھے۔ اس کے بعد اس کی کتاب میں تحریف کر دی گئی۔



شب خون مار کر یا کسی اور حیلے بہانے سے وہ اسے ضرور قتل کر دیتے ہیں۔ یہ بیابانوں کے وحشی لوگ ہیں اور انسانی خون ان کے لیے نہایت ارزاں ہے۔

گشتاسپ رکا پھر اپنے ہاتھ آگ پر پھیلاتے ہوئے دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا۔ "ان ساگت قبیلے کے وحشیوں کا ایک سردار نہایت ہی سرکش اور دلیر ہے۔ اس کا نام برشع ہے۔ میں نے پچھلی بار جب ذرا سختی اور دھونس کے ساتھ اس کے آدمیوں سے زرتشت اور سونے کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہمیں ڈرایا اور دھمکایا نہیں جا سکتا۔ ہم موت اور انسانی خون بہانے سے نہیں ڈرتے۔

اسی بحث و تکرار میں اس نے مجھے مقابلے کا چیلنج دے ڈالا۔ میرے لشکر میں ایک ایسا گورگانی جوان تھا جو پہلوان ہونے کے علاوہ تیغ چلانے میں بے مثل اور تیر اندازی میں بے خطا تھا۔ میں نے برشع کا مقابلہ اس سے کرا دیا لیکن برشع لمحوں کے اندر اس پر حاوی ہو گیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وہ اپنی بھاری تلوار کو یوں گھماتا، گراتا اور اٹھاتا ہے جیسے بید کی کسی ہلکی خشک لکڑی کو حرکت دی جا رہی ہو۔ برشع نے مجھ پر ثابت کر دیا تھا کہ تیغ کے فن میں اس کا کوئی ثانی نہیں"۔

سائرس نے گہری سوچوں میں ڈوبتے ہوئے کہا۔ "کیا اس بار بھی وہ یہاں آیا ہوا ہے"۔

گشتاسپ نے کہا۔ "ہاں آیا ہوا ہے۔ اس بار اُن کا کارواں بڑا ہے۔ وہ جب سفر کرتے ہیں تو پورے خاندان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور اپنے بوڑھے بچے اور عورتیں سب کو ساتھ رکھتے ہیں"۔

سائرس نے غور سے گشتاسپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم برشع کو یہاں بلا سکتے ہو"۔

گشتاسپ نے کہا۔ "بلا سکتا ہوں لیکن اس پر سختی نہ کرنا ورنہ وہ تمہارے لیے تکلیف کا باعث بن جائے گا"۔

سائرس نے کہا۔ "نہیں اس پر میں سختی نہ کروں گا بلکہ اس کا مقابلہ کراؤں گا۔ تم نے اس کی تعریف کر کے میرے تجسس کو اور بڑھا دیا ہے۔ میرے لشکر میں بھی ایک برفانی وحشیوں کا تیغ زن ہے۔ میں برشع کا اس سے مقابلہ کراؤں گا۔"

گشتاسپ نے دکھ سے کہا۔ "کیا تم اپنے لشکر کے اس وحشی سے نالاں ہو یا اس سے جان چھڑانا چاہتے ہو جو برشع سے اس کا مقابلہ کرا رہے ہو۔ اگر ایسا ہے تو تم ویسے ہی اسے موت کے گھاٹ اتار سکتے ہو۔"

سائرس نے کہا۔ "تم غلط سمجھے ہو وہ مجھے بہت عزیز ہے۔ اسے میں بیٹا کہتا ہوں اور اپنے بیٹے کی طرح ہی اس سے محبت اور شفقت رکھتا ہوں۔ پر سنو! وہ تیغ کے فن میں یکتا و بے مثل ہے۔ وہ بھی تلوار کو بید کی چھڑی سمجھ کر ہی چلاتا ہے۔ تم برشع کو بلاؤ یہ مقابلہ ابھی اور اسی دیوان خانے میں ہوگا۔ یہ دیوان خانہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں ایک چھوڑ دو مقابلے کرائے جا سکتے ہیں۔ تم برشع کو بلاؤ۔ میں اپنے بیٹے کو یہاں طلب کرتا ہوں۔"

گشتاسپ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ شاید وہ اپنے کسی پہریدار کو برشع کو لانے کا حکم دینے لگا تھا۔ سائرس کے ساتھ جو محافظ تھے اور دیوان خانے سے باہر کھڑے تھے ان میں سے ایک کو اس نے پکارا۔ ایک محافظ بھاگتا ہوا اندر آیا۔ سائرس نے تحکمانہ انداز میں اسے کہا "حیرام اور گوبارو کو بلا کر لاؤ۔ کوجید سے کہنا لشکر کی دیکھ بھال کرے۔ حیرام سے کہنا پوری طرح مسلح ہو کر آئے کہ ایک برفانی وحشی سے اس کا تیغ زنی کا مقابلہ ہے۔"

وہ پہریدار جھکا پھر مڑا اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ اتنی دیر تک گشتاسپ بھی واپس آ گیا اور پہلے کی طرح اپنے بیٹے دارایوش کو گود میں لے کر سائرس سے گفتگو کرنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد برشع اس دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پانچ آدمی اور تھے۔ گشتاسپ نے ان سب کا تعارف سائرس سے کرایا اور وہ سب ان کے قریب ہی آتش دان کے پاس بیٹھ گئے۔

سائرس نے دیکھا برشع خوب قد آور اور توانا تھا۔ جسمانی لحاظ سے وہ حیرام



سے بھاری تھا۔ اس کے چہرے پر سردی کے برفانی جنگل جیسی سختی اور کوہستانوں کے انجانے راستوں جیسی پیچیدگی تھی۔

چند ثانیوں تک آگ کے پاس وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے گشتاسپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں اس ایوان میں تو فارس کا عظیم بادشاہ اکیلا ہی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ بدقسمت کہاں ہے جس پر مجھے اپنی تیغ آزمانا ہو گی۔"

گشتاسپ کے بجائے سائرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اسے میں نے بلا بھیجا ہے۔ وہ آنے ہی والا ہوگا۔ یہ تو اس کی آمد بتائے گی کہ کون کس پر اپنی تلوار آزماتا ہے۔"

برشع نے کہا۔ "تیغ زنی میں آج تک میں ———— برشع کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ حیرام اور گوبارو وہاں داخل ہوئے تھے۔ برشع نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"تیغ زنی میں آج تک نہ مجھے کوئی مات کر سکا ہے نہ کرے گا کہ میں زرتشت پر ایمان رکھتا ہوں۔ میں اس سے کئی بار مل چکا ہوں۔ اس نے مجھے دعا دی تھی جس کے باعث ہر میدان ہر مقابلے کے اندر میں کامیاب و کامران ہو کر گزرتا ہوں۔"

سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اور برشع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کچھ حالات اور واقعات ایسے ہو گئے تھے کہ میں نے تم سے پوچھے بغیر اس جوان سے کہ [جس] کا نام برشع ہے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ رکھ دیا ہے کیا میں نے غلطی تو نہیں کی؟"

حیرام نے گوبارو کے ساتھ سائرس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جس سے آپ نے میرا مقابلہ رکھا ہے اگر وہ اس پر رضامند ہے تو پھر آپ کا فیصلہ انتہائی مناسب ہے۔"

سائرس کے بجائے اس بار برشع نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارا [illegible] نہیں جو تم میرے ساتھ تیغ زنی کے مقابلے کو مناسب قرار دے رہے ہو۔ [میر]ی تیغ بے اماں جب نیام سے نکل کر برسے گی تو تم اپنے سامنے موت کے فرشتے کو اپنی [موت] کی مبہم سطور لکھتے دیکھو گے۔ یاد رکھو! مجھے کسی کی دعا ہے اور میرے حملوں کے سامنے [illegible] راہِ گریز یا بھی فرار حاصل نہ کر سکے۔ میں جب اپنی تلوار برساؤں تو انسانی روح کو زمان

دمکان کی گرفت سے آزاد کر دوں۔ اگر میری کہی ہوئی باتوں پر تجھے شک ہو تو اس کی تصدیق تم گورگان کے بادشاہ گشتاسپ سے کر سکتے ہو اگر پھر بھی تمہیں کوئی شبہ ہو تو اپنی تلوار سونت کر میرے سامنے آؤ۔ میں تمہارے عناصر ترکیبی کو منتشر کروں، تمہاری روایتی قوت و شجاعت کو پامال کروں، تمہاری رُوح کو گھن لگاؤں، تمہارے جسم کو فنا کروں اور تمہاری زندگی کے رموز و اسرار کی بست و کشاد شروع کروں۔"

حیرام نے اپنی تلوار کھینچ لی، ڈھال سنبھالی اور اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ "اپنی زبان کو اپنے حلقوم میں محفوظ رکھ میں کوئی بچہ نہیں جس پر تو اپنی ہلاکت خیزی کا مظاہرہ کرے گا۔ تیرے جیسے جنگلی سانڈ میں نے بہت زیر کیے۔ اپنی ڈھال سنبھال اپنی تلوار نکال اور میرا سامنا کر پھر دیکھ اس خوفناک سیاہ رات اور برف میں کفنائے اس کمرے میں کیسے میں تمہاری اینٹھی ہوئی گردن سیدھی کرتا ہوں، تمہارے دستِ ظلمت کو زیر کرتا ہوں اور تمہیں بدبختی کے سمندر میں غوطہ زن کرتا ہوں۔"

برشع اُٹھ کھڑا ہوا، اس نے اپنی تلوار سونتی اور ڈھال سنبھالتے ہوئے اس نے گشتاسپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس پر اپنی ضرب لگاؤں؟" گشتاسپ نے سوالیہ انداز میں سائرس کی طرف دیکھا۔ سائرس نے بڑے وقار اور حوصلہ مندی سے کہا۔ "تمہیں مقابلہ شروع کرنے کی اجازت ہے لیکن یاد رکھو اگر تم حیرام کے ہاتھوں مارے گئے تو کسی پر کوئی الزام نہ ہوگا۔"

برشع نے کہا۔ "اور اگر یہ میرے ہاتھوں مارا گیا تو مجھ پر بھی کوئی الزام نہ ہوگا۔"

سائرس نے کہا۔ "منظور ہے اب تم مقابلہ شروع کرو۔"

حیرام پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ سائرس گشتاسپ، گوبارو اور برشع کے اسے بے چینی اور سوالیہ کیفیت میں دیکھ رہے تھے۔ برشع کسی طاقتور سانڈ کے انداز میں حیرام کی طرف بڑھا۔ حملہ آور ہوتے وقت اس کی حالت اس مار سیاہ کی سی ہو گئی تھی جسے دیکھتے ہی دِل منجمد ہو جائے۔

برشع نے آگے بڑھ کر حیرام پر حملہ کر دیا۔ حیرام نے اپنی ڈھال پر اپنا دفاع



لیا تھا۔

شروع شروع میں دونوں ایک دوسرے پر سُست روی سے ہلکے پھلکے وار کرتے رہے پھر ان دونوں کے حملوں میں ایک ہیجان انگیزی پیدا ہو گئی تھی اور وہ جہنمی ناگوں کی طرح پھنکارتے ہوئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان دونوں کی حساس ذات کی گہرائیوں سے کینہ اور وحشت پھوٹ نکلی ہو۔ دونوں کے تلوار چلانے اور منہ سے آوازیں نکالنے کا انداز شمال کے برفانی وحشیوں جیسا تھا۔ برشع آہستہ آہستہ پریشان اور ملول ہوتا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس کی اُمیدوں کے خلاف وہ مقابلہ طول و انتظار پکڑتا جا رہا تھا۔

اچانک حیرام نے اپنے حملوں میں اور تیزی پیدا کر لی اور وہ اندھا دھند اور برق رفتاری سے برشع پر اپنی تلوار کے علاوہ ڈھال بھی برسانے لگا تھا۔ برشع بوکھلا اُٹھا۔ اس کے چہرے پر راحت و اطمینان کی جگہ سوزش و اضطراب اور اسرارِ حیات کے ترجمان جذبوں کی جگہ موت و نیستی کے سائے بکھرنے لگے تھے۔

دوسری طرف حیرام کے خد و خال سے آسودگی اور ذہانت ٹپک رہی تھی۔ اس کے چہرے پر حوصلوں کی جھلک اور آگہی کی مہک تھی۔ اس نے اپنے حملوں میں اور تیزی پیدا کر کے برف سے ڈھکی اس وادی کے کمرے میں شب و روز کے طلسم میں خوفناک داستانِ ازم الم اور بغاوت کی سی فضا کھڑی کر دی تھی۔

جلد ہی برشع حیرام کی طاقت و جبروت کے سامنے خستہ و درماندہ ہو کر لڑکھڑانے لگا تھا۔ پھر حیرام نے اپنے رب کا نام لیتے ہوئے چہار جانب کہرام کھڑا کر دینے والا نعرہ مارتے ہوئے ایک ساتھ برشع پر اپنی تلوار اور ڈھال برسا دی۔ برشع نے حیرام کی تلوار کو تو ڈھال پر روک لیا لیکن حیرام کی ڈھال اس کی کن پٹی پر پڑی، برشع لڑکھڑایا پھر وہ کمرے میں رکھی شراب بنانے کی ناند کے قریب گیا۔ اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال دونوں گر گئی تھیں اور وہ زمین پر پڑا بے بسی کی حالت میں حیرام کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس موقع پر حیرام کے چہرے پر عظمت و بلندی کی معراج تھی۔ اس نے اپنی

تلوار کی نوک برشع کی شہ رگ پر رکھتے ہوئے کہا "اے نادان! مجھ سے مقابلہ کرکے تم نے اپنے آپ کو کیوں موت کے جبڑوں میں ڈالا۔ مقابلے سے قبل تو تم بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے تھے، اب تمہاری رُوح ساعتِ نجات میں اور زبان ابدکی گہرائیوں میں کیوں کھو گئی ہے"۔

برشع نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہا۔ اس کی حالت اس بے بس تتلی جیسی ہو گئی تھی جس کے پنکھ کچل مسل کر اسے ناکارہ بنا دیا گیا ہو۔ حیرام نے برشع کی شہ رگ سے اپنی تلوار ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں صرف ایک بار اپنی تلوار گرا کر تمہارا خاتمہ بھی کر سکتا تھا۔ پر جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ یاد رکھو اپنے آپ کو کبھی ناقابلِ تسخیر نہ جاننا، کیا تم نے کبھی دیکھا نہیں آسمان پر تہ بہ تہ پھیلے بادل زیادہ عرصہ تک سورج کی روشنی کو روک نہیں سکتے"۔

برشع چند ثانیوں تک بڑی اضطراری کیفیت میں حیرام کو دیکھتا رہا۔ باہر فطرت کے غضب ناک عناصر تیز برفانی ہواؤں کے ساتھ مِل کر چنگھاڑ رہے تھے۔ کتے کونوں کھدروں میں چھپ گئے تھے۔ مویشی چارہ کی ناندوں کے قریب ہو بیٹھے تھے۔

حیرام نے پھر برشع کو مخاطب کرکے کہا۔ "دیکھ حقیقت ان ستاروں کی مانند ہے جو ظلمتِ شب کے پردے سے نمودار ہوتے ہیں۔ تمہیں اس سے سبق سیکھنا چاہیئے کیا میں نے اس مقابلے میں تمہاری حالت بھاڑ سے کے اس ٹٹو جیسی نہیں کر دی جو اصطبل کا محتاج ہو۔"

برشع اُٹھ کھڑا ہوا اور حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ایسی آواز میں کہا جو بوجھ میں دبی تھی اور جسے غم منقطع کر رہا تھا۔ "میں تمہاری برتری اور بالادستی تسلیم کرتا ہوں۔ میں کبھی کسی کا زیر نہیں ہوا لیکن تم نے اپنے بازوؤں کی قوت اور اپنے [illegible] کے زور سے مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے"۔

برشع نے اپنی تلوار اٹھا کر نیام میں ڈال لی اور اپنی ڈھال سنبھال لی۔ سائرس اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اس کے ہاتھ میں نقدی کی ایک تھیلی تھی جو اس نے حیرام کی چرمی پٹی سے



باندھتے ہوئے حیرام کو گلے لگا کر کہا۔ "ادنان کے بیٹے! تم نے ایک برفانی سانڈ کو زیر کیا ہے۔ مجھے تمہاری ذات پر فخر، تمہاری کارگزاری پر ناز ہے"۔

سائرس جب علیحدہ ہوا تو گشتاسپ نے اُٹھ کر حیرام کو گلے لگایا اور نقدی کی ایک تھیلی پیش کی پھر سب نے خوشگوار ماحول میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور تھوڑی دیر گشتاسپ کے ساتھ آتش دان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ اپنی اپنی خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔ یہیں سے سائرس نے اپنے بیٹے کموجیہ کو واپس پارساگرد بھیج دیا۔

○

اپنے لشکر کے ساتھ سائرس نے گورگان سے کوچ کیا۔ گورگانی لٹاکوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کے لشکر میں شامل ہو گئی تھی۔ کوچ پر کوچ کرتے ہوئے وہ دریائے آمو کے کنارے آ رکے تھے۔ اہلِ پارس نے اس قدر بڑا دریا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ بارش کے موسم میں جو نہریں عارضی طور پر رواں ہوتی تھیں بس وہ انہیں دیکھا کرتے تھے اس لیے وہ اس مٹیالے رنگ کے دریا کو دیکھ کر مبہوت ہو رہے تھے جو اسرار آمیز طریقے سے صحرا کی ریتلی وادی میں بہہ رہا تھا۔ بڑے سے بڑا اور قوی ہیکل تیرانداز بھی لمبی پہلوی کمان سے دریائے آمو کے پاٹ کے پانچویں حصے تک بھی تیر نہ پھینک سکتا تھا اور تیز سے تیز چلنے والا آدمی بھی دریا کے تیز بہاؤ سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ سائرس کے لشکریوں نے قسم کھاتے ہوئے کہا۔ یہ تو بالکل دریائے نیل کی مانند ہے جس پر مصر والوں کی زندگی کا دار و مدار ہے۔

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو پر لکڑی کے اس پُل کے پاس کھڑا تھا جس پر سے وہ شاہراہ گزرتی تھی جو رَے سے سمرقند کو جاتی تھی۔ مقامی خوارزمی لوگ کافی تعداد میں سائرس کے اِرد گرد جمع ہو گئے تھے۔ یہ لوگ بھوسہ ملی مٹی کے مکانوں میں رہتے تھے اور نیستانوں کے ساتھ ساتھ تھوڑی کھیتی باڑی کر لیتے تھے۔

سائرس نے اپنے گرد جمع ہونے والے ان خوارزمیوں کو مخاطب کرکے کہا "تم اگر دریا کا رُخ موڑ کر اس سے صحرا کی زمینوں اور جنگلوں کو سیراب کیوں نہیں کرتے اس سے تم ڈھیروں اناج غلّہ اگانے لگو گے اور لکڑی پتھر کے گھر بنا سکو گے اور جب

تم لوگوں نے اپنے کاروبار کو ذرا وسعت دے لی تو تجارتی قافلے بھی تمہارے پاس آنے لگیں گے۔"

خوارزمیوں نے سائرس سے کہا۔ "اگر ہم اپنی زمینوں کو زرخیز بنا کر خوشحال ہو گئے تو شمال کی وحشی اقوام ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارا سب کچھ لوٹ لے جائیں گے۔ اب تک انہوں نے اپنی ترکتاز کو سمرقند تک محدود کر رکھا ہے۔ وہ ہمارے علاقوں کی طرف اس لیے نہیں بڑھتے کہ ہمارے علاقے زرخیز نہیں ہیں اور انہیں لوٹ مار میں کچھ بھی نہیں ملتا ہے"

سائرس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ خوارزمیوں کے لیے خود دریائے آمو پر بند باندھ کر اس کا پانی زمین کو سیراب کرنے کے لیے استعمال کرے گا۔ اپنے لشکریوں اور مقامی لوگوں کی مدد سے اس نے آگ کی حرارت سے مٹی کی پختہ اینٹیں تیار کیں اور ان سے دریا کا رُخ موڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

آخر قوم ماد کے ایک آدمی نے جو پُل بنانے کا ماہر تھا اس نے سائرس کو مشورہ دیا کہ کوئی بھی چیز دریا کا رُخ موڑنے میں کارآمد ثابت نہ ہو گی۔ ہاں اگر چُونے یا سماق کا پتھر کو لک کے ساتھ استعمال کیا جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے۔"

سائرس نے اس آدمی سے پوچھا۔ "یہ دونوں چیزیں کہاں سے مل سکتی ہیں؟"

اس آدمی نے کہا۔ "چونے اور سماق کا پتھر تو سمرقند کے نواح سے مل سکتا ہے اور لک دریائے گرگان کے کنارے میسر ہو سکتی ہے جہاں ہر وقت آگ لگی رہتی ہے۔"

سائرس نے خوارزمیوں کو یقین دلایا کہ تم لوگ اپنی زمینوں کو زرخیز بناؤ میں شمال کے وحشیوں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔ وہ لوگ سائرس کی بات مان گئے اور دریا کا رُخ موڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ سائرس نے قوم ماد کے اس آدمی کو ان پر نگراں مقرر کیا۔ سرمائے کے علاوہ انہیں چار پہیوں کی گاڑیاں مہیا کیں جنہیں اُونٹ کھینچتے تھے اس کے بعد وہ نئے علاقے فتح کرنے کی غرض سے شمال کی طرف کُوچ کر گیا تھا۔ یہاں سے بھی کچھ مقامی لوگ اس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اس طرح اس کا لشکر پہلے کی نسبت بہت بڑا ہو گیا تھا۔

سنگلاخ کوہستانوں میں آگے بڑھتے ہوئے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ کھلے



وسیع میدانوں میں داخل ہوا۔ یہ وہی علاقہ تھا جہاں قدیم آرین اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے شکار کھیلا کرتے تھے۔ سائرس ایک متمدن آرین بادشاہ کی صورت میں پھر ان ہی میدانوں میں داخل ہو رہا تھا لیکن اس کا مقصد ان علاقوں کی لُوٹ کھسوٹ نہیں بلکہ انہیں آباد کرنا تھا۔

ان میدانوں کے اندر سائرس اپنے لشکر کا پڑاؤ کرنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار نمودار ہوئے وہ تعداد میں دس بارہ کے قریب ہوں گے قریب آ کر انہوں نے ہاتھ بلند کر کے سائرس کے لشکر کو رُکنے کا اشارہ کیا۔ سائرس نے اپنے دائیں ہاتھ حیرام کی طرف ذو معنی نگاہوں سے دیکھا۔ حیرام نے فوراً نقارے پھونکنے والوں کی طرف اشارہ کیا انہوں نے فوراً نقارے بجا دیئے اور لشکر جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ ان نووارد سواروں میں سے ایک جو ان کا معزز تھا وہ آگے بڑھا اور بڑے احترام کے ساتھ اس نے سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے آریوں کے عظیم بادشاہ! ہم سمرقند سے حاضر ہوئے ہیں۔ میرا نام ... لاس ہے۔ اے بادشاہ! ہم تم سے ... طلب کرنے آئے ہیں۔ اُمید ہے تم ہمیں مایوس نہ کرو گے۔ ہمیں خبر ہوئی تھی کہ آریوں کا بادشاہ دریائے آمو عبور کر کے شمال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہم تمہاری تلاش میں نکلے اور یہاں تم سے آ ملے۔

اے بادشاہ! شمالی برفستانوں کی ساگت نام کی ایک وحشی اور خونخوار قوم ہے۔ پہلے یہ لوگ خانہ بدوش قافلوں کی شکل میں نمودار ہُوا کرتے تھے۔ حملہ آور ہو کر یہ بستیوں کی بستیاں اور قریوں کے قریے لُوٹ کر ویران کر دیا کرتے تھے۔ عورتوں اور لڑکیوں کو یہ اغوا کر کے لے جایا کرتے اور جو لوگ جنگ کے بعد بچتے انہیں قتل کر جاتے۔ جس راستے پر بھی یہ وحشی جاتے کھڑی اور پکی فصلوں کو آگ لگا جاتے تھے۔ ہم لوگ انہیں بھاری تاوان ادا کر کے سمرقند شہر کو بچا لیا کرتے تھے۔

اس بار یہ وحشی قوم ایک عظیم اور جرار لشکر کی شکل میں نمودار ہو کر سمرقند سے ... کوہستانوں میں خیمہ زن ہوئی ہے۔ اس بار ان کے سردار بڑے بڑے چھکڑوں میں

اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لائے ہیں۔ ان کا ارادہ ٹلنے کا نہیں۔ ہم نے انہیں تاوان ادا کر کے سمرقند سے چلے جانے کو کہا لیکن وہ انکار کرتے ہیں۔ وہ اپنے بڑے دیوتا کے لیے قربانی کی غرض سے سمرقند شہر کو آگ لگانا چاہتے ہیں۔ وہ ایک ہزار گھوڑوں اور ایک ہزار قیدیوں کو سمرقند سے لے کر اپنے بھُو کے دیوتا کے نام پر آگ میں جھونکنا چاہتے ہیں۔ ان وحشیوں کے سردار اور اُن کے نیچے نشانی کے طور پر اپنی گردنوں اور بازوؤں پر چمکتا ہُوا سونا باندھتے ہیں۔

یہ لوگ شمال مشرق میں دریائے زرفشاں کی طرف سے آتے ہیں۔ سُنا ہے اس دریا میں سونا بہت ہے اور یہ سنگلاخ کوہستانوں کے اندر دریائے آمو میں گرتا ہے۔ اے بادشاہ! ان خونخوار وحشیوں کو بھگانے اور سمرقند کو بچانے میں ہماری مدد کرو۔"

سائرس نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اور سمرقند شہر کو بچاؤں گا۔ تم آگے آگے رہ کر میرے لشکر کی راہنمائی کرو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، میں سمرقند شہر کو ان کے ہاتھوں برباد نہ ہونے دوں گا۔"

سمرقند کے ان معززین کے ساتھ سائرس نے وہاں سے کوچ کیا، کوہستانوں سے نکل کر وہ صحرائے سُرخ میں داخل ہوئے۔ اس صحرا کی زمین جو سیلابوں سے دُھل چکی تھی، سمندری موجوں کی طرح اُونچی نیچی ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ وہاں چھوٹی چھوٹی گھاس اُگ آئی تھی جو گھوڑوں کے لیے بہت کارآمد تھی۔ لمبی لمبی پیش قدمیاں کر کے سائرس نے اس صحرا کو عبور کر لیا۔

رات کے پچھلے حصّے میں سائرس جب سمرقند سے نزدیک پہنچا تو اس کے لشکر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ان وحشیوں نے اس کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔ ساگت قوم کے وہ وحشی باقاعدہ صفیں باندھ کر سامنے نہ آتے تھے بلکہ اپنے جسموں پر چمڑا لپیٹ کر جتھوں کی صُورت میں اچانک نمودار ہوتے اور بھیڑیوں کی طرح سائرس کے سپاہیوں کے گرد گھیرا ڈال کر تیر اندازی کرتے پھر پہاڑوں میں جا چھپتے تھے۔

ان کے تیر سائرس کے لشکریوں کی ڈھالوں اور زرہ بکتروں میں سوراخ کر دیتے



تھے۔ جب اُن کو خود تیر لگتے اور ان کے جسم سے خون بہتا تو وہ اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور جنگ جاری رکھتے۔ اپنے گھوڑوں کی رسیاں وہ ایک دوسرے سے باندھ لیتے تا کہ ساتھیوں سے جُدا نہ ہوں۔ وہ گھوڑوں کی زینوں سے چپک کر تیر اندازی کرتے اور دشمن کے تیر ان پر اثر نہ کرتے تھے۔ جنگی نعروں کی بجائے وہ مُنہ سے وحشیوں کی طرح ہا ہُو کی آوازیں نکال کر ایک قسم کا جوش و ولولہ ظاہر کرتے جو ان کے قہر و غضب کی نشانی تھی۔

اچانک حملہ آور ہو کر وہ گرد و غبار میں رُوپوش ہو جاتے پھر یک لخت ظاہر ہو کر سائرس کی صفوں پر ٹوٹ پڑتے۔ جب سائرس کے سپاہی اُن پر تیر اندازی کرتے تو بھاگ کھڑے ہوتے اور دائیں بائیں سے تیر برسانا شروع کر دیتے۔ ایک طرح سے انہوں نے سائرس کو عبرت ناک شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

سائرس اپنی اس شکست کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھا۔ وہ اپنے محفوظ دستوں کو بھی جنگ میں جھونکنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ جیرام اپنا گھوڑا دوڑاتا ہُوا اس کے قریب آیا۔ اس وقت رات ختم ہو چکی تھی اور مشرق کی طرف سے سُورج طلوع ہو رہا تھا۔ سائرس نے نہایت بے بسی سے جیرام کی طرف دیکھا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جیرام نے گھبرائی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

"میرے آقا! اپنے لشکر کو جنگ سے پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیں۔ ہمارے دائیں جانب ایک نشیبی وادی ہے۔ اس میں اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیں۔ اگر ہم اسی طرح جنگ کرتے رہے تو ہمارا سارا لشکر اسی جنگ میں کام آجائے گا۔"

سائرس نے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم چاہتے ہو میں ان وحشیوں سے اپنی شکست قبول کر لوں؟"

جیرام نے جوشیلی اور جذبات سے بھرپور آواز میں کہا "ہرگز نہیں بلکہ یہ وحشی ساگت قوم ہم سے ایسی شکست اور ہزیمت اُٹھائے گی کہ ان میں سے کسی کو بھی بھاگ کر اپنی جان بچانے کا موقع نہ ملے گا۔ اگر ہم اسی طرح ان سے مقابلہ کرتے رہے تو یہ

ہمارے لشکر کا صفایا کر کے رکھ دیں گے۔ میں ان وحشیوں کے طریقۂ جنگ کو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ بھی میرے قبائل کی طرح جنگجو اور خانہ بدوش ہیں بلکہ یوں کہئے کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ اپنے لشکر کو نئے سرے سے ترتیب دے کر میں ان سے وحشیوں کا ہی طریقہ اپنا کر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ یہ اپنے خون میں نہا کر رہ جائیں گے۔"

سائرس نے غور سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "چونکہ تم بھی ان ہی برفستانوں کے رہنے والے ہو لہٰذا مجھے امید ہے تم ان وحشی اور خونخواروں سے خوب نمٹ لوگے۔ بہر حال میں لشکر کو پسپا ہو کر دائیں جانب کی نشیبی وادی میں خیمہ زن ہونے کا حکم دیتا ہوں۔

سائرس کے حکم پہ اس کا لشکر دائیں جانب کی نشیبی وادی میں خیمہ زن ہو گیا۔ مساگت قوم کے وہ وحشی اس جانب چلے گئے تھے جہاں انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ وہ خوش تھے کہ انہوں نے ایک عظیم آرین بادشاہ کو ہزیمت اٹھانے اور پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

پڑاؤ کے بعد حیرام جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو دنگ رہ گیا خیمے میں چٹائی پر جہاں کا بستر لگا تھا اس پر ایک سفید رنگ کا رومال نما کپڑا پڑا تھا جس پہ کوئی تحریر لکھی گئی تھی اور اس سفید کپڑے کے اوپر ایک خنجر رکھا ہوا تھا۔

حیرام بڑی بے تابی سے آگے بڑھا جب اس نے خنجر اٹھا کر دیکھا تو وہ اور زیادہ دنگ اور متعجب ہو کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا چوڑے اور تیز پھل کے اس خنجر کا دستہ سارا خالص سونے کا تھا۔ چند ثانیوں تک حیرام خنجر کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اس نے وہ کپڑا اٹھایا اور اس پر لکھی تحریر پڑھنے لگا تھا۔

"تمہیں مبارک ہو کہ تم نے گشتاسپ کے ہاں برشع کو تیغ زنی میں ذلت آمیز شکست دی۔ وہ میری قوم کا سب سے تیز دست اور ماہر فن جنگجو ہے۔ کاش میں اس وقت وہاں ہوتی جب آپ نے اسے اپنے سامنے بے بس و لاچار کیا۔ برشع گودرگان سے یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ وہ چھپ کر اور دھوکہ دہی سے کام لے کر آپ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ میری قوم نے سائرس سے جنگ آزمائی



کر کے حماقت کی ہے۔ میں جانتی ہوں آپ بھی ان ہی برفستانوں کے خانہ بدوش ہیں اور ہمارے طریقۂ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ اگر آپ میری قوم پہ فتح پائیں تو عورتوں اور بچوں کے معاملہ میں درگزر کریں۔"

حیرام چند ثانیوں تک اس سنہری خنجر اور رومال پہ لکھی تحریر کا جائزہ لیتا رہا، پھر وہ چونک سا پڑا، کمرے میں کسی کے جوتوں کے نشانات پہ اس کی نظریں جم کر رہ گئی تھیں۔ وہ ان نشانات کو غور سے دیکھنے لگا جو کسی عورت کے جوتوں کے تھے اور خیمے میں آ کر باہر چلے گئے تھے۔ ان نشانات کو دیکھتا ہوا حیرام باہر آیا اور ان کا تعاقب کرنے لگا۔

جوتوں کے وہ نشانات خیموں کے اندر سے ہوتے ہوئے بائیں طرف چلے گئے تھے۔ حیرام بڑی تیزی سے ان کے تعاقب میں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ سیاہ رنگ کی ایک چٹان کی اوٹ میں آ کر وہ رک گیا۔ وہاں آ کر جوتوں کے نشانات ختم ہو گئے تھے اور جگہ جگہ کسی گھوڑے کے سم لگے تھے۔ شاید خیمے میں داخل ہو کر پیغام دینے والی لڑکی یہاں آ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی۔ حیرام چند ثانیوں تک وہاں کھڑا ہو کر سوچتا رہا پھر وہ واپس اپنے خیموں کی طرف جا رہا تھا۔

حیرام سیدھا سائرس کے خیمے میں داخل ہوا۔ اندر سائرس اور گوبارو آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ حیرام ان دونوں کے سامنے جا بیٹھا۔ حیرام کی آمد پہ سائرس نے پہریدار کو آواز دے کر کھانا منگایا۔ پہلے تینوں نے مل کر کھانا کھایا۔ جب پہریدار برتن اٹھا کر لے گئے تو سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے فرزندِ عظیم! اب کہو اس وحشی قوم سے نمٹنے کو تم کیا طریقہ کار استعمال کرو گے۔"

حیرام نے باری باری گوبارو اور سائرس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لشکری کھانا کھا کر سستا رہے ہیں۔ آج ہی تھوڑی دیر بعد ہم اپنے حملے کی ابتدا کریں گے اور یہ حملہ ایسا منظم اور جاندار ہوگا کہ مساگت قوم کے سورما ہمارے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور لاچار محسوس کرتے ہوں گے۔ یاد رکھیے یہ چھپ کر حملہ کرنے اور

نقصان پہنچا کر روپوش ہو جانے میں ماہر ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ جنگ کا یہی طریقہ استعمال کروں گا۔"

"میرے آقا! اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصے کے ساتھ آپ ساگت کے پڑاؤ کی طرف بڑھیں۔ دوسرے حصے کے ساتھ میں اپنے پڑاؤ اور ساگت کے پڑاؤ کے درمیان کوہستانوں کے اندر چھپا رہوں گا، تیسرے حصے کے ساتھ گوبارو پڑاؤ کے خیموں میں اس طرح دبک جائے کہ یوں محسوس ہو جیسے ہمارا پڑاؤ خالی ہے اور اس کی حفاظت کو کوئی لشکر نہیں رکھا گیا۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق جب آپ دشمن کے پڑاؤ کی طرف بڑھیں گے تو وہ اپنے بچوں اور عورتوں کو کسی محفوظ جگہ چھوڑ کر ہمارے پڑاؤ پر حملہ کرنے کو نکل پڑیں گے، وہ یہ چاہیں گے کہ ہمارے پڑاؤ کو لوٹ کر وہ ہماری توجہ بانٹ دیں اور ان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے بجائے ہم واپس مڑ کر اپنے پڑاؤ اور اپنی عورتوں کی حفاظت کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو آپ بے تامل آگے بڑھ کر ان کے پڑاؤ پر حملہ کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں مگر ان میں سے کسی کو بھی قتل مت کریں۔ جب وہ ہمارے پڑاؤ پر حملہ آور ہوں گے تو گوبارو ان پر تیر اندازی کر کے ان کی یلغار کو اگر یکسر روکنے نہیں تو سست پڑنے پر مجبور کر دے گا۔ اگر وہ تیروں کی بارش کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھ کر حملہ کر دیں تو گوبارو بھی تلواروں سے ان کا استقبال کرے اتنی دیر تک میں اپنی کوہستانی گھات سے نکل کر ان پر ان کی پشت سے حملہ کر دوں گا اور انہیں چکی میں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دوں گا۔ گوبارو کو میں یہ مشورہ دوں گا کہ خیموں کے اندر رہ کر تیر اندازی کرنے کے بجائے یہ اگر اپنے لشکریوں سے خیموں سے باہر گڑھے کھدوائے اور ان گڑھوں کے اندر محفوظ رہ کر اس کے لشکری دشمن پر تیر اندازی کریں تو یہ اس کے لیے زیادہ سود مند ہوگا۔ اس طرح ہمارا نقصان بہت کم ہوگا۔"

گوبارو نے اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے کہا۔ "آپ فکر مند نہ ہوں۔ میں یہاں سے نکلتے ہی خیموں سے باہر گڑھے کھدوالوں گا۔ گڑھوں میں رہتے تیر چلاتے ہوئے ہم زیادہ محفوظ ہوں گے اور دشمن کے تیر ہم پر اثر نہ کر سکیں گے۔"



جیرام نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ "اگر دشمن جنگ کرنے کی دوسری صورت اختیار کرتا ہے یعنی وہ پڑاؤ کی حفاظت کرتے ہوئے ہمارے ساتھ جنگ کرتا ہے تو بھی ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں۔ گوبارو اسی طرح اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر رہے گا۔ آپ آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کر دیں۔ میں کوہستانوں کے اندر کا واکاٹ کر ان کی پشت پر جا نکلوں گا اور انہیں آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دوں گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری طرح وہ بھی اپنے پڑاؤ کی حفاظت کا انتظام کریں۔ ایسی صورت میں بھی آپ ان سے جنگ جاری رکھیں میں گوبارو کی مدد کرنے کے بعد آپ کی طرف آجاؤں گا۔"

جیرام جب خاموش ہوا تو سائرس نے توصیفی انداز میں جیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے فرزند! دشمن پر قابو پانے کا یہ ایک عمدہ اور کارگر طریقہ ہے۔ اٹھو اب اپنی تیاری کریں۔"

تینوں ایک ساتھ اٹھے اور خیمے سے نکل کر اپنے لشکر کو ترتیب دینے لگے تھے۔

○

اپنے خیموں کے شہر سے باہر گڑھے کھود کر گوبارو اپنے لشکر کو لے کر ان گڑھوں میں چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔ جیرام اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانوں کے اندر گھات میں چلا گیا تھا۔ سائرس اپنے حصے کے لشکر کو لے کر ان برفانی وحشیوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھا تھا۔ جیرام کے اندازے درست ثابت ہوئے۔ ان وحشی ساگت نے جب دیکھا کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑاؤ میں ہی چھوڑا۔ کوہستانوں کے اندر انہوں نے ایک مختصر ترین کا واکاٹا اور سائرس کے پڑاؤ کے سامنے آ نمودار ہوا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر دو فوائد حاصل کریں گے ایک تو انہیں نقدی، خوراک اور دوسرا سامان خوب ہاتھ لگے گا۔ دوسرے سائرس اپنے پڑاؤ کو بچانے کی خاطر واپس لوٹے گا اور ان کے پڑاؤ کی طرف بڑھنے کا ارادہ ترک کر دے گا۔ لیکن یہاں حالات ان کی ہر سوچ اور ہر تدبیر

کے خلاف عمل پیرا ہو رہے تھے۔ گوبارو ان پر تیر اندازی کرنے کے لیے بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہا تھا اور حیرام ایک بلند کوہستانی چوٹی پر ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ان کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا۔

ساگت قوم کے وحشی اپنے گھوڑوں کو ایڑ پہ ایڑ لگاتے جب پڑاؤ کے قریب پہنچے تو اچانک گوبارو نے ان پر تیروں کی بارش شروع کرا دی۔ ساگت کو ان تیروں کے استقبال کی قطعی امید نہ تھی وہ تو خونخوارانہ انداز میں اپنے منہ سے وحشی آوازیں نکالتے ہوئے پڑاؤ میں لوٹ کھسوٹ کرنے کے زعم میں اُمڈے چلے آ رہے تھے۔ جب ان پر تیروں کی بوچھاڑ پڑنے لگی تو ان کے کئی سوار چھد کر اور اپنے گھوڑوں سے گر کر زمین کا پیوند ہو گئے تو انہوں نے اپنے سرپٹ بھاگتے گھوڑوں کو روک لیا اور ابھی وہ پڑاؤ کی طرف سے آنے والے تیروں سے بچنے کی خاطر سوچ ہی رہے تھے کہ ان کی پشت پر کوہستانوں کے اندر سے حیرام کسی بپھرے ہوئے طوفان کی طرح نمودار ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔ ساگت کے وحشی پریشان اور مبہوت ہو کر رہ گئے کیونکہ حیرام کے جنگ کرنے اور وحشی جنگی آوازیں نکالنے کا انداز بالکل ان جیسا تھا۔

حیرام نے عجیب سے عالم خود فراموشی میں یہ حملہ کیا تھا اور فطرت کا جلال بن کر اس نے ساگت کے وحشیوں کو زمین بوس کرنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے بچنے کی کوشش کی لیکن حیرام اپنے تیز حملوں اور سرعت سے اِدھر اُدھر حرکت کرنے کے باعث پوری طرح ان پر چھا گیا تھا۔

ساگت کی حالت اس وقت اور بدترین ہو گئی جب گوبارو نے اپنے لشکر کے ساتھ گڑھوں کے اندر سے نمودار ہو کر ان کی دوسری سمت سے حملہ کر دیا تھا۔ اس دو طرفہ حملہ میں ساگت پس کر رہ گئے۔ حیرام اور گوبارو کے تحت لڑنے والے اہل فارس گورگانی اور خوارزمیوں نے انہیں کچے دھاگوں کی طرح کاٹا اور انہیں بے ضرر جان کر ان پر چھانا شروع کر دیا تھا۔ ایک ایک ساگت کو چن چن کر قتل کر دیا گیا اور اُن میں سے کسی کو بھی اس دو طرفہ حملے سے بچ کر بھاگ نکلنے کا موقع نہ ملا۔



ساگت کے سارے وحشیوں کا صفایا کرنے کے بعد حیرام اور گوبارو نے ان کی لاشوں کو وہاں سے ہٹا کر صاف کر دیا۔ اتنی دیر تک سائرس بھی اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا۔ اس نے ساگت قوم کے خیمے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو ان ہی کے چھکڑوں میں لاد رکھا تھا جنہیں برفانی بیل کھینچ رہے تھے۔ چھکڑوں میں لدے یہ خیمے سائرس کے حکم پر پڑاؤ کے ساتھ نصب کر دیئے گئے اور دشمن کی ساری عورتوں اور بچوں کو ان خیموں میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ پھر سائرس اس طرف آیا جہاں حیرام اور گوبارو اپنے لشکریوں کے ساتھ وہ گڑھے بھرنے میں مصروف تھے جنہیں جنگ کی خاطر کھودا گیا تھا۔

سائرس نے حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے میرے عزیز! تو نے جنگ کا کیا اچھا طریقہ اپنایا۔ اس سے ہم نے ایک ایسی وحشی اور خونخوار قوم پر قابو پایا جو اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر سمجھتی تھی۔ تو میرے لشکر کا قیمتی سرمایہ اور میری جنگی حکمتِ عملی کی آخری پونجی ہے"۔

حیرام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اے میرے آقا! اب جب کہ ہم دور دراز کے علاقوں کو فتح کر لیا ہے، سمرقند جیسا شہر بھی ہماری سلطنت میں داخل ہو گیا ہے کیا اب آپ میرے ساتھ کیا وعدہ پورا نہ کریں گے"۔

سائرس نے بڑی شفقت سے پوچھا "کیسا وعدہ میرے فرزند!"

سائرس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے حیرام نے کہا۔ "بابل پر حملہ تاکہ وہاں سے فلسطین کے یہودیوں کی رہائی کا میرا وعدہ پورا ہو اور میں عرب کے ریگزاروں میں یثرب شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں"۔

سائرس نے دکھ کے احساس میں پوچھا "تم میرے ساتھ پارساگرد میں ہی رہنا یثرب جا کر کیا کرو گے؟"

حیرام نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ "میں یثرب میں اپنے آنے والے رسولؐ کا انتظار کروں گا جو سارے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کا آخر ان کے ادھورے کاموں کی تکمیل کرنے

والا اور اُمتوں کے گلوں کی نگہبانی کرنے والا ہوگا۔ اگر وُہ میری زندگی میں آگیا تو مَیں اُس کی خدمت کر کے فلاح پاؤں گا اور اگر وُہ میری زندگی میں نہ آیا تو مَیں اُس کے شہر یثرب میں اس کا انتظار کرتے کرتے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دوں گا۔ میرے لیے یہ بھی ایک سعادت ہی ہوگی۔"

سائرس نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا وُہ زرتشت سے برتر ہوگا جس پر مَیں ایمان لا چکا ہوں"۔

حیرام نے کہا۔ "زرتشت تو کچھ بھی نہیں سب بڑے بڑے رسولؐ اور نبیؑ اُس کی راہیں صاف کرنے والے ہیں جس میں ایمان رکھتا ہوں۔ اُس کی آمد پر شہروں قصبوں، صحراؤں اور سمندروں کے سینے پر ایک نئی تہذیب جنم لے گی۔ اس کی آمد پر قدم قدم نئی زندگی کا نکھار، کرن کرن اُمیدوں کے پھول اور بستی بستی امن و صداقت کے پرچم لہرائیں گے۔ صداقت کے تراشے ستاروں جیسی اس کی تعلیم سے انسانیت کی راہ کے کانٹے پھول اور ذرّے خورشید بنیں گے۔ اس کی تعلیمات جو آئینہ دار حقیقت اور تاریخ کا سرمایہ ہوگی۔ سینہ بہ سینہ آگے چلتی رہے گی۔

اس کے ماننے والے صداقت کا احترام کرنے والے ہوں گے وہ سمندر کی طرح سر اُٹھائے بڑھیں گے۔ ہر پرانی شجاعت کو ویران کر دیں گے۔ فراعنہ کے اہرام کو اپنے سامنے سرنگوں کریں گے۔ خزاں کے مارے لوگ، پہاڑوں کی دراڑوں میں رہنے والے جاہل لوگ اور گمراہی کی المناک گھٹن میں زندگی بسر کرنے والی قومیں اپنی فلاح کی خاطر ان کی طرف بھاگیں گی۔ وہ زمانے کے جدا جدا قافلوں کو یک جا کریں گے اور ہر شے کو الوہیت کی آغوش کا سکون بخشیں گے۔

اے میرے آقا! میرے آنے والے رسولؐ کے پیروکار گو پیوند لگے کپڑے والے ہوں گے لیکن بڑی بڑی عظیم و قدیم سلطنتوں کو زیر کریں گے۔ سرکش اور طاغی طبع شہنشاہ ان کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔ اور اپنے سروں کے تاج اُتار کر ان کے قدموں میں ڈالیں گے۔ وہ انسانیت کے محسن ہوں گے۔ قوموں کو اندھی نیند کی دھند



سے نکالیں گے۔ وقت کے امام بن کر وہ حلقوں کو غمِ زمانہ کی دھول سے نجات دیں گے۔"

سائرس نے دُکھ اور ملول میں کہا۔ "جس نبیؐ جس زمانے کی تم باتیں کر رہے ہو کاش مَیں اس دَور تک زندہ رہ سکتا اور ان مقدس و تابناک لوگوں کو دیکھتا، جو وقت کی کرنوں کو روشنی اور رونق بخشیں گے لیکن مَیں تو اب بوڑھا ہو رہا ہوں اور چند ہی برس اور جی سکوں گا۔ کاش مَیں ———"

سائرس کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ سمرقند شہر کے کچھ معززین وہاں آگئے تھے، اور ان میں سے ایک نے سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بادشاہ! تم نے دریائے زرفشاں کے وحشیوں کا خاتمہ کر کے اہلِ سمرقند پر احسان کیا ہے۔ ان وحشیوں کے آنے پر یہاں کے لوگ ملول اور پریشان تھے۔ اب وہ شاخِ چمن کے خوش الحان طیور کی طرح خوش اور آزاد ہیں۔

اے بادشاہ! ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔ آپ اپنے جرنیلوں کے ساتھ ہمارے ساتھ چلیں۔ سمرقند کے لوگ آپ کا استقبال کرنے کو بے چین کھڑے ہیں۔"

سائرس نے کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا اور حیرام، گوبارو اور اپنے چند دوسرے جرنیلوں کے ساتھ وہ ان کی معیت میں شہر کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

سائرس اور حیرام اپنے ساتھیوں سمیت جب سمرقند میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا شہر کے ممتاز لوگوں اور تاجروں نے ایک عظیم جشن کا انتظام کر رکھا تھا باغوں کے دروازوں پر پھولوں کے ایوان بنا کر ان میں خوب صورت غالیچے بچھائے گئے تھے۔ چاروں طرف چینی فانوسوں سے چراغاں کیا گیا تھا۔

سائرس، حیرام اور گوبارو کو انہوں نے ریشم کے غالیچوں پر چاندی کی کرسیاں بچھا کر بٹھایا۔ شاعروں نے قصیدے کہے اور افسانوی سورماؤں سے بڑھ کر ان کی تعریف کی گئی۔ سمرقند کے لوگ جنہیں اب کوئی خطرہ نہ رہا تھا اُن کے نزدیک آ کر اور جھک جھک کر سلام کرتے۔

اہلِ سمرقند نے سائرس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے لیے ایک محل بنائیں گے جسے سونے اور چاندی سے بھر دیں گے۔ اس موقع پر انہوں نے سائرس، حیرام اور گوبارو کی خدمت کرنے کے لیے سمرقند کی پری چہرہ لڑکیاں بھی پیش کیں۔ اس موقع پر سائرس تذبذب میں پڑ گیا اور اپنے قریب بیٹھے حیرام سے سرگوشی کے انداز میں کہا "میں تو اب بوڑھا ہو چکا ہوں تم ان لڑکیوں کے بارے کیا فیصلہ کرتے ہو۔"

حیرام نے بھی سرگوشی میں کہا۔ "سمرقند کے ان معززین سے کیا مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔"

سائرس نے مسکرا کر کہا "تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو بلا جھجک کہو۔"

حیرام نے سمرقند کے شہریوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "اب جب کہ تم سائرس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر چکے ہو تو تم ہماری رعایا ہو۔ ان خوب صورت لڑکیوں کو واپس لے جاؤ۔ جس طرح یہ تمہاری عزت ہیں ہماری بھی عزت ہیں۔ ہمارے لیے محل اور سونا چاندی کرنے کے بجائے ہمیں جس قدر تم لوگ مہیا کر سکتے ہو، اسی قدر سمرقند کے دو کوہانوں والے اونٹ، بیل گاڑیاں، جنگی جوان اور کاریگر مہیا کرو تاکہ اس سے ہمارے لشکر کی قوت میں اضافہ ہو اور ہم تمہاری حفاظت کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کر سکیں۔"

اہلِ سمرقند نے حیرام کے اس فیصلے کو پسند کیا اور لڑکیوں کو واپس بھیج دیا۔ فتح کا یہ جشن شام تک منایا گیا۔ اس دوران کچھ اہم فیصلے کیے گئے۔ سائرس نے سمرقند کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور صوبہ سغد کا اسے دارالخلافہ بنایا اور ایک مقامی ممتاز شخص کو وہاں اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ صوبہ سغد کی حفاظت کے لیے اس نے سات قلعے تعمیر کرانے کا حکم دیا۔ جو سات ارتباطی مرکزوں سے ایک دوسرے سے جڑے ہوں اور ان قلعوں پر دیدبان مقرر کرنے کے احکامات جاری کیے۔

اس کے علاوہ اس نے اپنی طرف سے ایک نیا شہر آباد کرنے کے اخراجات بھی مہیا کیے۔ یہ نیا شہر بعد کے دور میں کورا کے نام سے مشہور ہوا۔ جب اندھیرا



چھا گیا تو سائرس، حیرام اور گوبارو نے شہر کے معززین کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر وہ اپنے خیموں کے شہر کی طرف لوٹ گئے تھے۔

رات گہری ہو گئی تھی۔ برفانی ہواؤں نے ہر شے کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ ہر کوئی بے فکری اور فراخ دلی کی نیند نیند سویا ہوا تھا۔ انام کی ہر شے راحت و سلامتی کے ساحلوں سے ہم کنار تھی۔ آسمان پر چمکتا چاند قوموں کی عظمت و ذلت اور عروج و زوال کی داستانوں پر مسکراتا ہر شے کو چاندنی کا سفید لباس پہنا رہا تھا۔

گہری نیند سوئے ہوئے حیرام نے اچانک کروٹ لی اور پھر اچانک کسی انجانی حسیات کے تحت اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ دنگ رہ گیا خیمے میں روشن ننھی مشعل کی روشنی میں اس نے دیکھا ایک انسانی ہیولہ اس کے سرہانے کوئی چیز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ حیرام یہی سمجھا کہ شاید کوئی اس پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

حملے اور اپنی جان بچانے کا خیال ذہن میں آتے ہی حیرام نے گھبراہٹ میں اسے ایک ہاتھ دے مارا۔ وہ ہاتھ اس ہیولے کی رانوں پر لگا اور اس زور اور قوت کا تھا کہ وہ ہوا میں اچھلتا ہوا دروازے کے پاس جا گرا تھا۔ مشعل کی روشنی میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرام دنگ رہ گیا۔ وہ ہیولہ کوئی نوجوان لڑکی تھی۔

خیمے کے دروازے کے پاس گرنے کے بعد جس کپڑے سے اس نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ رکھا تھا وہ کھل گیا اور اس کے لمبے لمبے سیاہ بال اس کی پشت پر بکھر گئے پھر حیرام کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ لڑکی اٹھی اور خیمے سے باہر بھاگ گئی تھی۔

حیرام ششدر و حیران رہ گیا تھا۔ شاید وہ یہ سوچنے لگا تھا کہ اس کے خیمے میں داخل ہونے والی لڑکی کون تھی پھر اچانک اسے کوئی خیال گزرا وہ بستر سے نکلا جلدی جلدی جوتے پہنے اور خیمے سے باہر آیا۔ باہر ہر طرف سکون تھا۔ چہار سو خاموشی بکھری ہوئی تھی خیمے کے دروازے کے قریب ہی پہریدار آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے جاگ رہے تھے۔

حیرام خیمے سے باہر نکل کر آگ کے الاؤ کے پاس آیا۔ پہرہ دینے والے دونوں بالکل حیرام کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ حیرام نے ان دونوں کو مخاطب کرتے

ہوئے پوچھا۔ "کیا تھوڑی دیر قبل تم نے میرے خیمے میں کسی کو داخل ہوتے دیکھا ہے"

ایک پہریدار نے کہا۔ "اے میرے آقا! تھوڑی قبل ایک لڑکی یہاں آئی انتہائی خوبصورت اور حسین تھی اور اس کا تعلق مساگت کی قیدی عورتوں سے تھا۔ ہم نے اسے جب روکا تو اس نے کہا مجھے اندر جانے دو تمہارے سالار نے مجھے بلایا ہے ہم نے اس خیال سے اسے جانے دیا کہ شاید آپ نے اسے بلایا ہو۔ اس کے علاوہ وہ بالکل بے ضرر لگتی تھی۔ ہم نے اس کی تلاشی لی اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ تھا اور چہرے سے بھی نہایت معصوم اور پُرخلوص لگتی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی وہ سہمی اور بھاگتی ہوئی باہر نکلی تھی۔ ہم نے سمجھا شاید آپ نے اتنی رات گئے اسے دیا ہوگا اس لیے ہم نے کوئی اثر نہ لیا۔"

حیرام نے پھر پوچھا "میرے خیمے سے نکل کر وہ کدھر گئی۔"

پہریدار نے ہاتھ سے اس طرف اشارہ کیا جہاں مساگت کی قیدی عورتوں خیمے نصب تھے۔ "وہ اپنے چہرے، اپنے لباس اور اپنے قیمتی زیورات کے با کسی مساگت سردار کی بیٹی لگتی تھی"۔

حیرام نے دونوں پہریداروں کو نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "جب میں نہ کہوں آئندہ سے کسی کو میرے خیمے میں مت داخل ہونے دو۔ میں نے اس لڑکی کو نہ بلایا تھا۔"

دونوں پہریدار کچھ شرمندہ سے ہو گئے۔ حیرام دوبارہ اپنے خیمے میں ہوا۔ اچانک اس کی نظر اپنے بستر کے تکیے کے پاس پڑے ایک رومال پر جم گئی۔ یہ ویسا ہی رومال تھا جیسا ایک بار پہلے بھی اس کے خیمے میں سونے والے خنجر کے ساتھ کسی لڑکی نے چھوڑا تھا۔

حیرام تیزی سے آگے بڑھا۔ رومال اٹھا کر اس نے دیکھا۔ اس پر حروف میں کوئی تحریر تھی۔ حیرام نے خیمے میں جلتی مشعل کے قریب چلا گیا رومال کی تحریر پڑھ رہا تھا۔



"اے ابوالہول کی ہیبت اور دیوتاؤں کا جلال رکھنے والے! تیری وجہ سے میری قوم کے سورما اور کڑیل جوان مارے گئے۔ مجھے اس کا غم ضرور ہے لیکن تجھ سے کوئی شکوہ نہیں کہ جنگوں میں ایسا ضرور ہوتا ہے۔ اپنے لشکر میں تو ہی ہے جو خشک گھاس کے بستر پر اکیلا سوتا ہے۔ تیرے خیمے میں اُداسی پیدا کرنے والا سکوت طاری رہتا ہے۔ تمہارے لشکر کے سب لوگوں نے شادیاں کر لی ہیں اور ان کی بیویاں اُن کے ساتھ اُن کے خیموں میں رہتی ہیں۔ اکیلے کی زندگی مجروح شیطان کی سی زندگی ہی نہیں بلکہ تخلیق کائنات کے عقیدہ کی بھی نفی ہے۔ مجھے اپنی رُوح کا رفیق بنالو میں ساکن ماورا کی طرح طلائی پیالوں میں تمہیں رُوح پرور مشروب پیش کروں گی۔ سورج دیوتا کی طرح تمہاری پرستش کروں گی۔ تمہیں پیلے پھولوں کی رُت جیسا سکون، پتوں کی لطیف سرسراہٹ جیسی لطافت اخروٹ اور بید مشک کے درختوں کی چھاؤں جیسی راحت مہیا کروں گی۔

میں اپنے نرم ہاتھوں کے لمس سے تمہاری خوشی اور دف و مردنگ بجا کر تمہارا دل بہلانے کا سامان کروں گی۔ میں جنگوں میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ تمہارے خیمے کو آباد کروں گی اور تمہاری زندگی کو پرقوت اور باعظمت بناؤں گی۔ میں جان گئی ہوں تم خیر و شر کا فرق پہچانتے ہو۔

تم نے سمرقند کی پیش کردہ لڑکیاں ٹھکرا کر راست اقدام کیا ہے۔ مجھ سے شادی کر لو میں تمہیں کالے کوس کی پُرہول راتوں اور مجرم کے دل کی طرح خوفناکیوں سے بھرے دن کی اذیت سے نجات دوں گی۔ گو تم نے میری قوم کی انانیت کو ختم کیا ہے مجھے تم سے انتقام لینا چاہیے تھا پر میں تمہیں اپنا ساتھی بننے کی پیش کش کرتی ہوں۔ میں جانتی ہوں دشمن کے سامنے تم بھڑک سکتے ہو پگھل نہیں سکتے اسی لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تم ہولناک ظلمتوں کی موت کو قابو کرنا جانتے ہو۔ میں تم سے انصاف کی طلب رکھتی ہوں۔ میری طلب کی لگن کو روند نہ دینا۔"

رومال پر لکھی وہ تحریر پڑھنے کے بعد حیرام نے وہ رومال تہ کر کے اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لیا۔ چند ثانیوں تک وہ اپنے بستر پر بیٹھ کر سوچتا رہا پھر وہ لیٹ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہلے کی طرح گہری نیند سو رہا تھا۔

دوسرے روز حیرام کھانے سے فارغ ہو کر اپنے خیمے میں بیٹھا تھا کہ ایک پہریدار اس کے خیمے میں آیا اور مؤدب ہو کر اس نے کہا۔ "آپ کو آقا نے طلب کیا ہے۔" حیرام اُٹھا اور اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ سائرس کے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا اس کے خیمے میں گوبارو کے علاوہ ایک حسین ترین لڑکی بیٹھی تھی، جو اپنی شکل و صورت اور لباس سے مساگت لگتی تھی۔

حیرام جب خیمے کے اندر ایک نشست پر بیٹھ گیا تو سائرس نے اس حسین لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرام سے کہا۔ "یہ لڑکی جو تم دیکھ رہے ہو اس کا نام عدہ ہے اس کا تعلق مساگت سے ہے اور یہ قیدی لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ یہ اس نیت سے میرے پاس آئی ہے کہ اگر ہم مشرقی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کریں تو انجان راستوں میں یہ ہماری راہنمائی کرے گی۔

اس نے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کی ہیں اور میں اس کی پیش کش کو قبول کر چکا ہوں۔ تم چونکہ ہراول کے سالار ہو لہٰذا تم لشکر کے آگے آگے سفر کرو گے۔ یہ لڑکی تمہارے ساتھ رہ کر ہماری راہنمائی دریائے زرفشاں کی طرف کرے گی۔ میں اس دریا تک سب شہروں اور سرزمین کو فتح کروں گا کیونکہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ دریا زرفشاں کے کنارے ہی زرتشت رہتا ہے۔ میں اس پہ ایمان لا چکا ہوں لہٰذا اس کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنے لیے اس سے دعا اور برکت حاصل کروں گا۔"

سائرس رکا پھر اس نے اس حسین لڑکی عدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ نوجوان میرے ہراول لشکر کا کماندار ہے۔ اس کا نام حیرام ہے۔ تم کوچ کے دوران اس کے ساتھ رہو گی۔"

پھر سائرس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "آؤ اب لشکر کا کوچ شروع کرو" چاروں اُٹھ کر خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔



سمرقند کے نواح سے سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف سفر شروع کیا۔ سُرخ زردی مائل پہاڑوں اور تنگ و تاریک دروں اور گھاٹیوں سے گزر کر وہ ایسی بلندیوں پہ سفر کرنے لگے جہاں کوہستانوں کی چوٹیاں دبیز بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور موسم سرد سے سرد ہوتا جا رہا تھا لیکن پڑاؤ پہ پڑاؤ اور کوچ پہ کوچ کرنے کے بعد وہ آگے بڑھتے رہے۔

ایک روز جب کہ ایک جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد لشکر نے کوچ کر کے پھر مشرق کی طرف اپنا سفر شروع کیا تو حیرام نے اپنے بائیں طرف گھوڑے پر سوار اس مساگت راہنما لڑکی عدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم راستہ تو نہیں بھول چکی ہو یا جان بوجھ کر ہمیں بھٹکا رہی ہو کہ ہم ان دیو لاخ، برف سے لدے کوہستانوں اور ویرانوں کے اندر بھٹکتے بھٹکتے ختم ہو جائیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح ان بھول بھلیو اپنے لشکر کو نکال لوں گا۔ اگر تم کسی زبردست قوم کی طرف ہمیں لے جا رہی ہو تو بھی غلط کر رہی ہو کہ کوئی ہمارے لشکر پر قابو نہ پا سکے گا۔"

عدہ نے اپنا گھوڑا قریب لاتے ہوئے کہا۔ "آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ زرتشت کے خدا کی قسم میں نیک نیتی سے تم لوگوں کو صحیح سمت لے جا رہی ہوں۔ اگر میں دھوکہ کروں یا فریب سے کام لوں تو آپ کو اجازت ہو گی۔ آپ میری گردن کاٹ دیں۔"

حیرام نے دلچسپی لینے کے انداز میں پوچھا "کیا تم زرتشت کو مانتی ہو؟"

عدہ نے کہا۔ "ہاں میں اس پہ ایمان رکھتی ہوں وہ نیک اقوال کی تعلیم دیتا ہے اور راستی کی طرف بُلاتا ہے۔"

حیرام نے پوچھا۔ "کیا تم نے اسے دیکھا ہے۔"

عدہ نے بڑے فخر سے کہا۔ "ہاں، میں اسے کئی بار دیکھ چکی ہوں۔"

حیرام چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر اس نے غور سے عدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میرا ایک ذاتی کام کرو گی؟"

عدہ نے بڑے عزم اور بے باکی سے، کہا۔ "ضرور کر دوں گی۔"

حیرام نے سرگوشی کے انداز میں عدہ سے کہا۔ "تمہاری قوم کی ایک لڑکی ہے۔ سمرقند کے نواح میں پہلے اس نے میرے خیمے میں رومال پر ایک تیز اور سنہری خنجر رکھا اس رومال پر ایک تحریر تھی جس میں اس لڑکی نے مجھے مساگت قوم کے برشیع پر قابو پانے کی مبارک باد دی تھی۔ برشیع کا اور میرا مقابلہ گورگان کے بادشاہ گشتاسپ کے ایوان میں ہوا تھا۔"

حیرام نے ذرا رک کر کہا۔ "دوسری بار وہ آدھی رات کے قریب خود میرے خیمے میں اس وقت داخل ہوئی جب ہم تمہاری قوم کو شکست دے چکے تھے۔ رات کی تاریکی میں وہ اپنا سر اور چہرہ ڈھانپے ہوئی تھی لہٰذا میں اسے دیکھ نہ سکا۔ رات کے وقت خیمے میں آنے سے میں یہی سمجھا کہ شاید کوئی مجھے ختم کرنے کی نیت سے آیا ہے۔ اسی بنا پر میں نے اسے ایک ہاتھ مار دیا تھا۔ وہ میرے خیمے کے پاس گری تھی۔ اس کے سر پر بندھا کپڑا ہٹ گیا تھا اور اس کے بال کھل گئے تھے پر افسوس میں اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔ میں اسے پکڑنے کے لیے خیمے سے باہر آیا لیکن اس وقت تک وہ بھاگ کر اپنے خیموں میں چلی گئی تھی۔ اس بار بھی وہ میرے تکیے کے قریب ایک رومال رکھنے آئی تھی۔ اس رومال میں بھی ایک تحریر تھی جس کا انکشاف اچھا نہیں لگتا تھا۔"

عدہ نے جھکتے ہوئے کہا۔ "بچاری نے آپ سے محبت کا اظہار کیا ہوگا۔ آپ جیسے بہادر، طاقت ور اور نڈر جوان کو ہر لڑکی اپنا رفیق سفر بنانا پسند کرے گی۔ قسم مجھے زرتشت کے خدا کی اگر وہ لڑکی آپ سے محبت کا اظہار نہ چکی ہوتی تو میں بھی آپ کو اپنے ساتھ شادی کی پیش کش کر دیتی۔"

حیرام نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "عدہ! عدہ! کیا اپنی لڑکیوں کے پڑاؤ میں میرے لیے تم اس لڑکی کو تلاش کر دو گی؟"

عدہ نے بھی سنجیدگی میں پوچھا۔ "کیا آپ اس سے شادی کریں گے؟"

حیرام نے کہا۔ "نہیں، میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ میں اس سے



ملنا چاہتا ہوں۔ اس سے اپنی مجبوری کہنا چاہتا ہوں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں پہلے ہی اپنے لیے ایک لڑکی کو پسند کر چکا ہوں۔ وہ بھی مجھے چاہتی ہے۔ اس کا نام ثمر ہے اور وہ نینوا شہر کے شمال میں جرسان نام کی بستی میں رہتی ہے اور اس جنگ سے فارغ ہو کر میں اس سے شادی کر لینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

عدہ نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ "تم دوسری شادی بھی تو کر سکتے ہو۔ اپنی اس بیوی کو اپنے گھر رکھو وہ تمہارے گھر کی دیکھ بھال کرے گی۔ میری قوم والی لڑکی سے بھی شادی کر لو یہ جنگوں میں تمہارے خیمے کی دیکھ بھال کرے گی اور تمہیں ہر آرام اور آسائش مہیا کرے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے لشکر کے ہر جرنیل اور لشکری کے ساتھ اس کی بیوی ہے۔ کچھ نے گورگان میں شادیاں کیں، کچھ نے ایرواد کے لشکر کی عورتوں سے اور جو رہ گئے انہوں نے خوارزم میں آ کر شادیاں کر لیں۔"

حیرام نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "عدہ! عدہ! تم اس کی طرفداری نہ کرو۔ کیا تم مجھے اس سے ملانے کا انتظام کر سکتی ہو؟"

عدہ نے بلا تامل کہہ دیا۔ "میں اسے تم سے ضرور ملاؤں گی۔ جب لشکر دریائے زرفشاں کے کنارے خیمہ زن ہوگا تو میں تمہاری اور اس کی ملاقات کا بندوبست کر دوں گی۔"

حیرام چپ رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سفر خاموشی سے جاری رہا۔

لشکر پیچ و خم کھاتی پگ ڈنڈیوں، عمودی چٹانوں اور شور کرتی آبشاروں کے پاس سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ یہاں کہ ایک انہیں اپنے سامنے شاہین، پہاڑی لترے اور چوڑے پروں والے دوسرے پرندے اڑتے دکھائی دیئے۔ وہ سمجھ گئے کہ ان کی منزل قریب ہے۔

راستے میں کسی شہر، کسی بستی نے ان کا مقابلہ نہ کیا اور یہ سفر سکون سے جاری رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اپنے سامنے شمال سے جنوب کی طرف بہتا دریائے زرفشاں دکھائی دیا۔ دریا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف جاتے چھکڑوں کے راستے پر انہیں مسافروں کے اکا دکا قافلے اور کارواں دکھائی دیئے۔

اپنے لشکر کے ساتھ سائرس اس دریا کی اس وادی میں داخل ہوا اور وہاں اس نے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ دریائے زرفشاں کے کنارے آن کی آن میں خیموں کا ایک شہر آباد ہو گیا۔ گھوڑوں کو تھپڑوں میں اگے جنگلی پھول اور جڑی بوٹیاں چرنے کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ اور لشکریوں نے کاج کے درختوں تلے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے۔

حیرام اپنے خیمے میں بیٹھا تھا کہ عدہ اندر داخل ہوئی اور حیرام کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "تمہیں مبارک ہو میں نے اس لڑکی کو تلاش کر لیا ہے جو رومال پر تمہیں محبت اور شادی کی ترغیب دیتی رہی ہے۔"

حیرام فوراً کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "کیا تم مجھے اس سے ملا سکتی ہو؟"

عدہ نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔"

حیرام کچھ کہے بغیر خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب دونوں خیموں کے لشکر سے باہر نکلے تو عدہ نے دریائے زرفشاں کے کنارے ایک سیاہ چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو تو تم وہاں آ جانا۔ وہ اس چٹان کے اوپر بیٹھ کر تمہارا انتظار کرے گی پھر تم اس سے مل لینا۔"

حیرام نے کہا۔ "سائرس تمہاری قوم کی قیدی عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دے چکا ہے۔ تمہاری بستیاں یہاں سے کتنی دور ہیں اور کیا وہ لڑکی وہاں سے مجھے ملنے یہاں آ سکے گی۔"

عدہ نے کہا۔ "جہاں تمہارے لشکر نے پڑاؤ کیا ہے یہ ہمارا ہی علاقہ ہے اور اس کے چاروں طرف بالکل نزدیک ہماری بستیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ میں اب جاتی ہوں شام کو میں اسے خود لے کر آؤں گی۔ اس چٹان پر وہ اکیلی ہی آئے گی، میں دور کسی اوٹ میں کھڑی ہو کر اس کا انتظار کروں گی۔"

حیرام خاموش رہا۔ عدہ بائیں جانب اپنی بستی کی طرف چلی گئی تھی۔

سورج اپنے نور کی آخری شعاعیں سمیٹتا ہوا ظلم کی گہرائیوں میں اتر جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ حیرام اپنے خیمے سے نکل کر دریائے زرفشاں کے کنارے اس سیاہ چٹان کی طرف



چل دیا جہاں اس لڑکی نے ملنے کو آنا تھا۔ جلد ہی سورج شفق کے پیچھے چھپ گیا اور اس کی بنفشی شعاعیں کوہستانوں کے پیچھے دم توڑ گئیں۔ وادی کے کناروں پر پھیلی بستیاں تاریکی کی نقاب اپنے چہروں پر ڈالنے لگی تھیں۔ کوہستانوں کی بالائی سطحوں پر کہر کے پردے پھیل گئے تھے۔

حیرام جب اس سیاہ چٹان کے قریب گیا تو اس نے دیکھا چٹان کے اوپر ایک لڑکی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اچانک حیرام بدک اٹھا اور دنگ رہ گیا۔ بائیں طرف کی چٹانوں کے پیچھے سے کئی تیر سنسناتے ہوئے آئے اور اس لڑکی کے جسم میں پیوست ہو گئے۔ وادی کی پر سکوت خلاؤں میں اس لڑکی کی ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی پھر وہ اس سیاہ چٹان سے لڑھک کر دریائے زرفشاں میں گر گئی تھی۔ حیرام ہر احتیاط کو فراموش کر کے اپنی پوری رفتار سے اس سیاہ چٹان کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

لڑکی دریا میں اُبھر ڈوب رہی تھی۔ حیرام نے آگے بڑھ کر دریا میں چھلانگ دی۔ اس لڑکی کے جسم سے بہتا خون دریا کے پانی کو لہو رنگ کر رہا تھا۔

حیرام جب قریب گیا اور لڑکی کو سنبھالا تو اس پہ اور زیادہ حیرت طاری ہو گئی وہ لڑکی عدہ تھی۔ عدہ جو وہاں تک اس کے لشکر کی راہنمائی کرتی رہی تھی حیرام اسے اٹھا کر باہر لایا اور ساحل کی خشک زمین پہ اسے لٹا دیا پھر اس نے بڑی شفقت اور ہمدردی اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "عدہ! عدہ! کیا تم ہی وہ لڑکی تھی جس نے ایک بار میرے خیمے میں سنہری خنجر اور رومال رکھا اور دوسری بار رومال پہ لکھی تحریر میرے بستر پہ رکھنے خود میرے خیمے میں داخل ہوئی تھی"۔

عدہ نے آہستہ آہستہ اپنی بند آنکھیں کھولیں اور تکلیف کے احساس میں اس نے کہا۔ "ہاں، میں ہی وہ بدقسمت لڑکی ہوں پہ اب ان باتوں سے کیا حاصل۔ وحشی جلاد میری سانس کی ڈوریاں کاٹ رہے ہیں۔ موت کا اندھا مجھ پہ غالب آرہا ہے۔ آہ میری سیاہ تقدیر کی اداس مٹی میں غم کے بادلوں سے مسرت کا کوئی قطرہ نہ ٹپکا جو اسے



نم کرتا"۔ عدہ خاموش ہو گئی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

لیکن جلد ہی عدہ نے پھر اپنی آنکھیں کھول لیں۔ کیونکہ حیرام نے اس کے جسم میں پیوست تیر بڑی آہستگی اور نرمی سے کھینچ لیے تھے اور اب وہ اپنا لباس پھاڑ کر اس کے زخموں کو کس کر باندھنے لگا تھا تاکہ خون نکلنا بند ہو جائے۔

عدہ نے پٹیاں باندھتے حیرام کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں محبت اور عقیدت کی روشنی تھی پھر اس کے لرزیدہ ہونٹ جدا ہوئے اور غم و اداسی سے مربوط آواز میں اس نے کہا۔

"اب یہ پٹیاں باندھنے سے کیا حاصل۔ زخموں سے نکلتا یہ جیتا جیتا خون کیونکر رُکے گا۔ میری زندگی اب رنج و غم کا کھلیان ہے۔ میری روح عود و لوبان کی طرح سلگ رہی ہے۔ میری زندگی کی آخری رتق مجھ سے چھیننے موت کی تاریکیاں رقص کر رہی ہیں۔ آہ جلد ہی آئینہ رُخ سے سارے نقاب اُتر جائیں گے۔ لطیف غنودگی آمیز جذبہ مجھے آدبوچے گا اور میں عدم کے تیز رو مسافر کی بازگشت بن کر موت کی خوفناک خاموشیوں میں کھو جاؤں گی۔ آہ موت کی وادی میں داخل ہونے سے قبل کاش کوئی میرا مونس تنہائی ہوتا۔ میری محبت کا خواب ادھورا رہا۔

میں اپنے محبوب کا پیار اور بچوں کی مسکراہٹ و معصومیت بھی نہ دیکھ سکی اور موت نے ذلت کی آغوش اور غمزدہ قبروں کی طرف مجھے بلا لیا۔ پر جسے میں نے غمگسار منظر چنا تھا، جسے میں نے اپنی آس کا جگنو جانا تھا اس سے میں نے وعدے کی آبرو رکھی۔ اور یہاں ملنے چلی آئی جب کہ میں جانتی تھی یہ ملاقات میری زندگی کو ویران قبرستان اور میری ساری راحتوں کو موت کی تاریک گود میں گرا دے گی پہ میں ساحل کی اُمید لیے کر اپنے ساتھی سے ملنے ضرور آئی"۔

عدہ کہتے کہتے اچانک غمزدہ تربتوں کی طرح چُپ ہو گئی۔ اس کے چہرے پہ ایک تبسم تھا جو شاید بچھڑ جانے والی روح کی آخری روشنی تھی۔

حیرام پہ دل گرفتگی سی طاری ہو گئی اور اس نے اسے نعرہ زعدے سے

پکارتے ہوئے کہا۔ "عدہ! عدہ! اگر تمہیں علم تھا کہ تم ماری جاؤ گی تو بتاؤ تمہیں کس سے خطرہ تھا، بخدا میں اس سے تمہارا انتقام لوں گا۔ میں اسے تم سے زیادہ تکلیف اور اذیت دوں گا۔"

عدہ بے جان پڑی رہی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹوں پر اب بھی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس کا چہرہ اب بھی شباب کے اثرات سے مغلوب تھا اس کی ابر آلود آنکھوں میں خواہشوں اور اُمیدوں کا ایک انتظار تھا۔ حیرام نے گھبرا کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ تقدیر عدہ کو ایک دائرہ سے دوسرے دائرے میں پہنچا چکی تھی وہ دم توڑ چکی تھی۔ غم اور دُکھ میں حیرام کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر اس پر وحشت طاری ہو گئی۔ زمین پر رکھے اس کے دونوں ہاتھ کی انگلیاں ساحل کی ریت پر دھنسنے لگی تھیں۔ پھر اس نے موجوں کی گڑگڑاہٹ سے مشابہہ لہجے میں کہا۔ "عدہ! عدہ! تمہارا خون بے قصاص نہ جائے گا۔"

عدہ کی لاش کے پاس سے حیرام اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار اس نے کھینچ لی اور اس طرف بڑھا جدھر سے عدہ پر تیر چلائے گئے تھے۔ جب وہ ایک چٹان کی اوٹ میں گیا تو اس نے دیکھا وہاں دو آدمیوں کے قدموں کے نشانات تھے جو شمال مغرب کی طرف سے وہاں آئے اور پھر اسی سمت لوٹ رہے تھے۔ شاید عدہ پر تیر چلانے والے اپنی بستی کی طرف سے آئے تھے اور پھر واپس لوٹ گئے تھے۔

حیرام بھاگتا ہوا چٹان کے اُوپر چڑھ گیا۔ اس نے دیکھا شمال مغرب کی طرف قریب ہی ایک بستی تھی اور بستی سے باہر ایک قبرستان بھی دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ سوچ کر وہ چٹان سے نیچے اُترا اور قاتلوں کے جو پاؤں کے نشانات اس نے چٹان کے قریب قریب تلاش کیے تھے وہ اس نے پتھروں سے ڈھانپ دیئے تھے۔

جب وہ عدہ کی لاش کی طرف آیا تو اس نے دیکھا وہاں اس کے کئی لشکری جمع تھے۔ ایک سپاہی نے حیرام کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے آقا! یہ تو اسی لڑکی کی لاش ہے جس نے ان علاقوں کی طرف ہماری صحیح راہنمائی کی تھی۔"



حیرام نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ وہی لڑکی ہے۔ وہ اس سامنے والی چٹان کی اوٹ سے اس پر کسی نے تیر چلائے تھے۔ یہ زخمی ہو کر دریا میں گر گئی تھی۔ میں نے اسے وہاں سے نکالا ہے۔ اس نے میری موجودگی میں دم توڑا ہے۔ افسوس یہ مجھے قاتلوں کی نشاندہی نہ کر سکی۔ اس چٹان کے پیچھے تیر چلانے والوں کے پاؤں کے نشانات ہیں وہ میں پتھروں سے ڈھانپ آیا ہوں۔"

ایک سپاہی نے غصے اور غیض و غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ابھی اور اسی وقت پاؤں کے ان نشانات کی مدد سے قاتلوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔"

حیرام نے کہا۔ "نہیں، اب رات ہو گئی ہے۔ اندھیرا پھیل رہا ہے۔ تاریکی میں ہمارے لیے ایسا کرنا مشکل ہو گا اور جب ہم پاؤں کے نشانات سے قاتلوں کا کھوج لگانا شروع کریں گے تو ہو سکتا ہے وہ وقتی طور پر یہاں سے کسی اور سمت بھاگ جائیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں ان دونوں کو زندہ نہ رہنے دوں گا لیکن انہیں وقت دے کر اور کسی طریقے سے عیاں کر کے ماروں گا۔

میں نے اس چٹان پر چڑھ کر دیکھا ہے۔ شمال مغرب میں بالکل قریب ہی ایک بستی ہے اور قریب اس کا قبرستان ہے۔ شاید عدہ کا تعلق اسی بستی سے تھا۔ اب تم اس کی لاش اُٹھا لو اور اس بستی میں سے ہو کر گزرو اور بستی کے لوگوں سے کہتے رہو کہ ہم نے قاتلوں کے پاؤں کے نشانات پتھروں سے ڈھانپ دیئے ہیں۔ کل صبح کی روشنی میں ہم اُنہیں تلاش کریں گے۔ اس طرح قاتلوں کو تلاش کر کے اُنہیں ٹھکانے لگانا میرے لیے آسان ہو جائے گا۔"

حیرام کی ہدایت کے مطابق ان سپاہیوں نے عدہ کی لاش کو ایک چادر میں باندھ لیا اور اسے اُٹھا کر وہ شمال مغرب کی طرف چل دیئے۔ حیرام ان کے ساتھ تھا۔ بستی میں داخل ہو کر وہ وہاں کے لوگوں کو زور زور سے بتلاتے رہے کہ ہم نے قاتلوں کے نشانات محفوظ کر لیے ہیں اور کل اُنہیں تلاش کیا جائے گا۔ اس طرح حیرام نے اس

بستی کے قبرستان میں عدہ کو دفن کر دیا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے خیموں کی طرف چلا گیا تھا۔

O

رات جب ذرا ڈھلی اور ہر شے نیند کے ہاتھوں بک گئی تو حیرام اپنے خیمے سے نکلا۔ اس نے اپنا جنگی لباس پہن رکھا تھا اور وہ پوری طرح مسلح تھا۔ اپنے خیموں کے شہر سے نکل کر وہ بڑی تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھا تھا جہاں اس نے عدہ کے قاتلوں کے پاؤں کے نشانات پر پتھر رکھ دیئے تھے۔

دریائے زرفشاں اندھیری رات کی پرچھائیوں میں چاندی کے تاروں کی مانند بہہ رہا تھا۔ دریا کے کنارے کنارے اپنے خیموں سے باہر نکلنے کے بعد حیرام بائیں طرف مڑا اور قاتلوں کے جن نشانات پر اس نے پتھر رکھے تھے وہاں وہ چند بڑے بڑے پتھروں کے اندر چھپ کر بیٹھ گیا۔

اچانک حیرام چونک گیا لیکن جلد ہی سنبھل گیا کیونکہ اسے کسی کی بلند آواز سنائی دی تھی لیکن وہ آواز تو بستی کی طرف سے آئی تھی اور طاؤس کی جھنکار پہ کوئی گا رہا تھا۔ رات کی گونگی خاموشی میں گانے والے کی فرحت بخش آواز روح کو سرور اور سماعت کو حلاوت بخش رہی تھی۔

حیرام غور سے سنتا رہا، گانے والا گاتا رہا۔ اس کی آواز جو انسان کی زبان سے زیادہ فصیح اور عورت کے آنسوؤں سے زیادہ بلیغ تھی۔ اندھیری رات کے پردوں سے ہوتی ہوئی نامانوس طلسمات کے ساتھ فضا کے صفحات پر بکھر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد گانے والا خاموش ہو گیا۔ حیرام نے کندھے پر لٹکتی کمان اور پیٹھ سے بندھا ترکش اتار کر اپنے قریب رکھ لیا اور مستعد ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گانے والے نے پھر گانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب اس نے چار پانچ گانے گا دیئے تو حیرام اچانک چونکا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اسے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔ گانے والا ایک بار پھر خاموش ہو گیا تھا۔ وادی میں دور دور تک پھر خاموشی



بر سر اقتدار آ گئی تھی۔ پنکھ بکھیرے چپ اور دھرتی کے بے جان کنکر اداس پڑے تھے ستاروں کی ننھی ننھی شعاعیں خطۂ ارض کو گھیرے تاریکی کے دل میں پیوست ہو رہی تھیں۔ بستی کی طرف سے آنے والی پگ ڈنڈی جو اس سمے غم کی بے نور گزرگاہ لگ رہی تھی اس پر حیرام کو دو ہیولے اس چٹان کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے تھے جس کے قریب اس نے قاتلوں کے نشانات پر پتھر رکھے تھے۔

جب وہ ہیولے قریب آئے تو حیرام نے ستاروں کی درخشانی میں دیکھا وہ قوم کے دو خوب ہٹے کٹے اور سانڈ نما جوان تھے اور پوری طرح مسلح تھے۔ جب وہ اپنے پاؤں کے نشانات پر رکھے پتھر اٹھانے لگے تو حیرام نے چکی کے پاٹوں جیسی بھاری آواز اور کھولتے لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو! یہیں کھڑے رہو جہاں ہو۔ یاد رکھو کہ میں اکیلا اور تنہا ہوں پھر بھی اگر تم دونوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو جان رکھو میرے تیر زہریلے ہیں اور میرا نشانہ بے خطا ہے۔"

ان دونوں نے اپنی تلواریں اور ڈھالیں اپنے سامنے سیدھی کر لیں پھر ایک نے اپنی بھیانک آواز میں پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

سرد ویران رات میں حیرام کی پھر ہولناک آواز ابھری۔ "اپنے نام کے ساتھ اوصاف اور دوسرے کے نام کے ساتھ دشنام لگانے والو! میں تمہاری موت ہوں ——— موت جو انسانی جسموں اور روح کو اپنی غذا اور اس کے خون اور اس کے آنسوؤں کو اپنا مشروب بناتی ہے۔

اچانک حیرام اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالے پتھروں کی اوٹ سے باہر نکل آیا اور آہستہ آہستہ ان دونوں کی طرف بڑھتے ہوئے گھمبیر آواز اور ہیجان آفرین لہجے میں کہا "تم دونوں عدہ کے قاتل ہو۔ تمہاری بدطینت اور حقیر روحوں کو میں موت کی طرف دھکیلوں گا۔ تمہارے اجسام کو ذلت و پستی کا کفن پہناؤں گا اور تم سے اپنے واجبات کی تکمیل کروں گا۔"

وہ دونوں بھی اپنی تلواریں لہراتے ہوئے حیرام کی طرف بڑھے تھے۔ ان میں ایک نے پھر کھولتے لہجے میں کہا۔ اس تاریک اور اندھیری رات میں ہم تمہارے بغض تمہاری عداوت اور تمہاری کینہ پروری کو ختم کریں گے اور کوئی آڑ ہماری تلواروں کو تمہاری طرف بڑھنے میں مزاحم نہ ہوگی۔"

حیرام نے کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھ کر رجال بالیل کی طرح وہ ان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ عجیب سے طلسماتی اور حیرت افزا انداز میں اس نے ان دونوں کو اپنی تلوار کے برق رفتار حملوں کی زد پر رکھ لیا تھا۔ ان دونوں نے انتہائی کوشش کی کہ حیرام کے دائیں بائیں بکھر کر وہ اپنے دوطرفہ حملوں کی اذیت میں مبتلا کر دیں لیکن حیرام نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا۔ اس نے اپنے تیز حملوں سے ان دونوں کو اپنے سامنے بُری طرح اُلجھا کر رکھ دیا تھا۔

اچانک حیرام کی تلوار ان دونوں میں سے ایک کی پسلیوں پر گری اور اسے چیرتی ہوئی نکل گئی۔ وہ پتھریلی زمین پر گرا اور دم توڑ گیا۔ دوسرے کو نہ جانے کیا سوجھی کہ وہ فوراً مڑا اور اس پگڈنڈی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جو بستی کی طرف جاتی تھی۔ حیرام اس کے پیچھے بھاگا اور پھر اس نے بھوکے چیتے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی دونوں زمین پر گر پڑے اور حیرام نے اسے اپنے نیچے دبوچ لیا تھا۔ اس ساگت نے اپنا آپ چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن حیرام کی گرفت آہنی تھی۔ لہٰذا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ حیرام نے اس کی تلوار اور ڈھال اس سے چھین لی تھی۔

حیرام نے اس ساگت کو اوپر اُٹھایا اور تین چار گھونسے اس کے پیٹ اور شانوں پر دے مارے۔ وہ بُری طرح کراہا اور زمین پر گر گیا۔ حیرام نے اپنا گھٹنا اس کی گردن پر رکھا اور اس پر خوب دباؤ ڈالتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "کیا تم نے اپنی قوم کی بیٹی عدہ کو قتل کیا تھا۔"

وہ ساگت حیرام کے گھٹنے تلے پر بریدہ فاختہ کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ اس نے ایسی آواز میں جواب دیا جیسے خوف منقطع کر رہا تھا۔ میں اور میرے ساتھی نے عدہ کو



قتل کیا تھا۔"

حیرام نے گھٹنے کا دباؤ غصے کے عالم میں اور بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ "لیکن کیوں؟"

ساگت نے کہا۔ "عدہ ہمارے سردار کی بیٹی تھی اور اپنی ان بستیوں میں وہ ہر دلعزیز اور مقبول تھی۔ وہ رحم دل اور بردبار ہونے کے علاوہ ہماری قوم کی سب سے حسین لڑکی بھی تھی۔ اس کے باوجود ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اس لیے کہ اس نے ہماری بستیوں کی طرف تمہارے لشکر کی راہنمائی کی تھی اور یہ ایسا جرم تھا جس پر اسے کبھی معاف نہ کیا جا سکتا تھا۔"

حیرام نے اس کی گردن پر زور سے ٹھڈا مارتے ہوئے کہا۔ "اگر اس نے راہنمائی کی تو کیا ہوا ہمارے لشکر نے تمہاری بستیوں کو نقصان تو نہیں پہنچایا۔ تم نے دیکھا ہمارے آنے پر ان بستیوں میں کوئی نالہ و ماتم نہ ہوا پھر تم دونوں نے ذلت پر آمادہ ہو کر نفس کی خباثت کا مظاہرہ کیا۔"

اس ساگت نے حیرام کی باتوں کا جب کوئی جواب نہ دیا تو اس نے اور زیادہ بپھرتے ہوئے کہا۔ "تم نے عدہ کی معصوم جان کو ابتلا میں ڈالا۔ میں ان گیان ستانوں میں تمہیں خاک کا رزق بناتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی حیرام نے اس پر اپنی تلوار گرائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ وادی کے اس دامن میں ایک کرب ناک چیخ اُبھری اور ڈوب گئی۔

حیرام نے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں ڈالی ہی تھی کہ اس وادی میں رات کے سرد سناٹے میں اس سے قریب ہی قہقہوں کی گونج بلند ہوئی۔ ایک لمحہ کو حیرام چونکا اور اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا۔ پر جلد ہی وہ سنبھل گیا اور اس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ شاید وہ قہقہہ اس کے لیے نامانوس نہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک چٹان کی اوٹ سے سائرس اور لوبارو نمودار ہوئے۔ ان کے ساتھ تیس کے قریب مسلح محافظ بھی تھے۔

سائرس نے قریب آ کر حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے فرزند عزیز! مجھے شام کے وقت سپاہیوں سے عدہ کی موت اور قاتلوں کے نشانات محفوظ کرنے کی گفتگو سے ہی شک ہو گیا تھا کہ تم قاتلوں کو دھوکے میں رکھ کر مارو گے۔ لہٰذا ہم تم سے پہلے ہی

یہاں آکر جمع ہو گئے تھے۔

سائرس ذرا رکا پھر اس نے کہا جس وقت وہ دونوں قاتل بستی کی طرف سے اس وادی میں نمودار ہوئے تھے تو گوبارو چاہتا تھا کہ اپنے سپاہیوں کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دے۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ دونوں وحشی تم اکیلے سے ٹکرائیں لیکن میں نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ میں نے گوبارو کو یقین دلایا تھا کہ دونوں ساگت اپنی خونخواری کے باوجود زیادہ دیر تک جیرام کے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے اور گوبارو نے دیکھا میرا کہنا سچ ہوا۔

اے اونان کے بیٹے! اس وادی میں میں نے تمہیں نہیں بلکہ ایک شیر کو دو چیتوں ایک عقاب کو دو گدھوں اور ایک تیندوے کو دو بھیڑیوں کے ساتھ لڑتے دیکھا ہے۔ زرتشت کی قسم اس تاریک وادی میں ان دونوں ساگت پر حملہ آور ہوتے ہوئے تم بالکل ایران کے جنگی دیوتا متھرا لگتے تھے۔ ان دونوں وحشیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر تم نے علدہ کا کیا خوب انتقام لیا ہے۔ میں تمہاری کارگزاری پر مطمئن اور تمہاری کامیابی پر خوش ہوں۔ آؤ اب واپس چلیں۔ تمہیں کم از کم مجھے اطلاع کر کے آنا چاہیے تھا بیٹے! تاکہ میں تمہاری حفاظت کے انتظامات کرتا۔ ایسے موقعوں پر اکیلا آنا موت کو دعوت دینا ہے۔"

جیرام نے کہا۔ "ذرا ٹھہریئے وہاں پتھروں کی اوٹ میں میری کمان اور ترکش پڑے ہیں۔" جیرام اس طرف گیا اور اپنی کمان اور ترکش اٹھا لایا۔ پھر وہ اپنے خیموں کی طرف جا رہے تھے۔ بستی کی طرف سے اب بھی کوئی طاؤس کی جھنکار پر شہر شہرا در نگر نگر کے گیت گا رہا تھا۔

دوسرے روز سائرس نے جیرام، گوبارو اور اپنے چند محافظوں کے ساتھ دریائے زرفشاں کے کنارے ساگت کی ایک بستی کا رخ کیا۔ یہ بستی ایک بلند جگہ درختوں کے اندر پرندوں کے گھونسلوں کی طرح تھی۔

جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو مقامی لوگ ان کے پیے سونے کے برتنوں میں دودھ لائے۔ سائرس نے ان کا پیش کیا دودھ پی لیا اور ان سے پوچھا۔ "تم پر یہاں



کون حکومت کرتا ہے۔"

ان کے ایک بزرگ نے کہا۔ "یہاں کسی کی حکومت نہیں۔ نہ ہی ہم کسی حکومت یا مذہبی مرکز کو خراج ادا کرتے ہیں۔ یہاں زرتشت کی حکومت ہے۔"

سائرس نے پوچھا "اگر تم کسی کو خراج ادا نہیں کرتے تو پھر اس قدر سونا کیوں نکالتے ہو۔"

اس بزرگ نے کہا۔ "اس نرم دھات سے گھر کے برتن بآسانی اور عمدہ بنتے ہیں۔"

سائرس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم بتا سکو گے زرتشت اس وقت کہاں ہے۔"

سائرس کے اس سوال پر اس بزرگ نے چند لمحوں تک چپ سادھے رکھی پھر ایک گہرے مراقبے کے بعد اس نے کہا۔ "اے آریوں کے عظیم بادشاہ! ہم سے یہ نہ پوچھو زرتشت کہاں ہے۔ ہم تمہیں یہ بتا سکتے ہیں کہ دریائے زرفشاں سے کس کس جگہ سونا زیادہ نکلتا ہے۔"

قبل اس کے سائرس زرتشت سے متعلق کوئی اور سوال کرتا مقامی لوگوں نے اس کی خدمت میں اپنے ایک زرگر کو پیش کیا تاکہ بادشاہ کو اس کی بنائی ہوئی اشیاء دکھائیں وہ زرگر اپنے ساتھ سونے کا بنا ہوا ایک پردار گھوڑا بھی لایا تھا جس پر بڑی ریزہ کاری کی گئی تھی اور اسے گردن کے بالوں اور مناسب دم کے ساتھ چھلانگ لگاتے دکھایا گیا تھا۔

وہ مجسمہ سائرس کے دل میں اتر گیا۔ اس نے زرگر سے پوچھا "میں اگر اس مجسمے کو حاصل کرنا چاہوں تو تم اس کی کیا قیمت وصول کرو گے۔"

زرگر نے کہا۔ "میں اس کی قیمت نہ لوں گا۔ یہ میں تحفتاً آپ کو پیش کرتا ہوں پہلے میں نے اسے مقامی عبادت گاہ میں رکھنے کی نیت سے اسے دیوتا کی شکل میں بنایا تھا تاکہ لوگ اس کی عبادت کریں لیکن پھر زرتشت یہاں آگیا۔ اس نے تعلیم دی کہ خدا کی پرستش گاہ دل ہے اور خدا کے سوا کسی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔"

سائرس نے اس زرگر سے کہا۔ "یہ عجیب بات ہے، یہاں کے لوگ زرتشت

کو تو اس سے چھپاتے ہیں لیکن اپنی سونے کی کانوں کے متعلق سب کچھ بتا دیتے ہو؟"

اس زرگر نے سائرس کے اس سوال پہ خاموشی اختیار کیے رکھی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ سائرس اس زرگر کی خاموشی پر مسکرا دیا اور دوبارہ اس سے پوچھا۔ "میں نے پچھلی رات اس بائیں جانب کے سب سے اونچے پہاڑ پر بہت بڑی آگ دیکھی تھی جو بائیں جانب کے سب سے اونچے پہاڑ پر بہت بڑی آگ دیکھی تھی جو ساری رات جلتی اور نظر آتی رہی کیا تم بتا سکتے ہو وہ آگ کیسی ہے؟"

زرگر نے بڑی انکساری سے کہا۔ "اے بادشاہ! اگر مجھے خبر ہوتی وہ آگ کیسی ہے تو میں ضرور تم سے کہہ دیتا لیکن میں اس سے متعلق کوئی خبر نہیں رکھتا۔"

سائرس سمجھ گیا کہ دوسرے مقامی لوگوں کی طرح زرگر بھی زرتشت سے متعلق کچھ نہ بتائے گا لہٰذا اس نے موضوع بدل کر زرگر سے سوال کیا۔ "مجھے بتایا گیا ہے کہ دریائے زرفشاں آموں میں گرتا ہے کیا دریا کے کنارے کنارے کوئی ایسا درہ ہے جس کے ذریعے ان برفستانوں کی سرزمین سے نکلا جا سکتا ہو۔ میں دراصل یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ان چوٹیوں سے باختر کی وادیوں کو جو راستہ جاتا ہے جس پر سفر کر کے میں یہاں داخل ہوا ہوں۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہے جو ان برف زاروں میں داخل ہوتا ہو۔"

اس زرگر نے چند لمحوں تک کچھ سوچا پھر اس نے کہا۔ "اے بادشاہ! دریائے زرفشاں بیشک دریائے آموں میں جا گرتا ہے اور اس دریا کی وجہ سے اس وادی میں داخل ہونے کا ایک درہ ضرور ہے۔ جو سرما اور برف باری میں بھی کھلا رہتا ہے۔ یہ درہ دریائے آمو، پر لکڑی کے ایک پل سے ملا ہوا ہے اور اسی درے کے ذریعے تاجروں کے قافلے ہندوستان کا نایاب مال یہاں لاتے ہیں اور اس کے بدلے یہاں کے لوگوں سے سونا حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ کشمیر اور اس کی شمالی جنوبی ڈھلانوں اور وادیوں سے آتے ہیں اور اپنے ساتھ عمدہ قسم کا کپڑا، اجناس اور اونی اشیاء لاتے ہیں۔

ان لوگوں میں ایسے ایسے طبیب بھی ہوتے ہیں جن کے پائے کا طبیب بابل میں بھی نہ ملتا ہوگا۔ یہ لوگ ہم سے سونا حاصل کرتے آتے ہیں۔ کچھ لوگ مشرق میں اس طرف



سے بھی تجارت کی غرض سے آتے ہیں۔ جہاں دریائے آموں کا منبع ہے۔ ہمیں اس علاقے کی تفصیل کا تو علم نہیں لیکن ہم مقامی باشندے اسے پہاڑ کے اس پار کا علاقہ کہہ کر پکارتے ہیں۔" سائرس نے اس زرگر سے اور کچھ نہ پوچھا۔ اس نے اس کا سونے کے گھوڑے کا تحفہ قبول کر لیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ اپنے پڑاؤ کی طرف چل دیا۔ شاید وہ زرگر سے ایسی باتیں حاصل کر چکا تھا جن کی اسے ضرورت تھی۔

○

سائرس کے لیے اب دو چیزیں سخت تجسس اور جستجو کا باعث بنی ہوئی تھیں۔ ایک تو پہاڑ کی بلندی پر جلتی آگ اور دوسرے زرتشت جو اس کے اپنے اندازوں کے مطابق یہیں کہیں پہاڑوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔ وہ دن سال کا آخری دن تھا اور اگلے روز نئے سال کی ابتدا ہونا تھی۔ سائرس دن بھر اپنے لشکریوں کے اندر مصروف رہا۔ جب رات ہوئی اور لوگ اپنے خیموں میں گھس گئے تو سائرس نے گوبارو کو لشکر میں چھوڑا۔ خود اس نے بیرام اور چند محافظوں کو اپنے ساتھ لیا اور کوہستانوں کی چوٹی پر جلتی آگ کی حقیقت اور زرتشت کو تلاش کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔

چلتے چلتے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے۔ اتنی دیر تک مشرق سے چاند بھی نکل آیا تھا اور ہر شے اس کی سفید چاندنی میں نہا کر عیاں اور واضح ہو گئی تھی۔ جس راستے پر وہ ہو کر جا رہے تھے اس میں عجیب سے نشیب و فراز اور پیچ و خم آ رہے تھے۔ وہ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ راستہ ایک درے کے قریب جا کر ختم ہو گیا پھر ان سب نے سرود کی مانند ایک آواز سنی جو دلکش ہونے کے علاوہ کبھی دھیمی ہو کر ڈوب جاتی تھی اور کبھی اونچی ہو کر بجنے لگتی تھی۔ لگتا تھا کئی آدمی ایک ساتھ کوئی حمدیہ گیت گا رہے ہوں۔

وہ آواز کی سمت دائیں طرف بڑھنے لگے۔ پہاڑ پر اٹھتے شعلوں کی روشنی میں وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسی چٹان کے اوپر پہنچ گئے۔ جسے کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی تھیں اور اس سے آگے ایک عمارت تھی۔ وہاں جا کر سائرس پر انکشاف ہوا کہ نیچے وادی میں جو اس نے آگ کے شعلے دیکھے تھے وہ اصل میں آگ نہیں

بلکہ چونے کے بنے تھے جن پر عمارت کے قریب آگ کے شعلے منعکس ہو رہے تھے۔

جب وہ اور قریب گئے تو اُن گانے والوں کی آوازیں اُنہیں صاف سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ لوگ بڑی رقت اور الحان سے گا رہے تھے۔

"تو ہی خدا ہے۔ میں جانتا ہوں اے قادرِ مطلق! تو ہی اول تھا جب زندگی نے جنم لیا۔ انسان کے ہر فعل اور قول و خیال کا پھل ہے۔ جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے کہ برائی کا انجام بُرا ہے اور نیکی کا انجام اچھا ہے۔ قیامت تک تیری مصلحت کے تحت یہ بات مقرر ہو چکی ہے۔

تو ہی وہ پہلی ہستی ہے جس سے پیشتر کوئی ہستی نہیں۔ تو ہماری ذات سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لوگوں سے کہو تم ان آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسے دیکھنے کے لیے دوسری آنکھیں چاہئیں۔ تو ایسا ہے جسے نہ تو آنکھ پا سکتی ہے نہ ہی خیال اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔

اے خدا! تو آغاز و انجام، شریک، دشمن، مانند، دوست، ماں، بیوی، اولاد، جگہ، جسم، راحت، جسمانیت اور رنگ و بو کے بغیر ہے۔ تیرا کوئی مثل نہیں، تیرا کوئی ہم سر نہیں۔ تو قوی، غیر فانی اور عقلِ کل ہے۔

اچانک گانے والوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ سائرس اور حیرام اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھنا ہی چاہتے تھے کہ ان کے سامنے ایک شخص نمودار ہوا وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ سائرس جان گیا کہ وہ مغ (زرتشت کا ماننے والا) ہے۔ سائرس اسے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مغ اسے پہچان گیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ "اے آریوں کے عظیم بادشاہ! آپ کیا چاہتے ہیں"

سائرس نے کہا۔ "میں یہاں زرتشت پیغمبر کی تلاش میں آیا ہوں جسے تم لوگوں نے



یہیں کہیں چھپا رکھا ہے۔ میں اس پر ایمان لا چکا ہوں اور اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنی بقیہ زندگی امن اور تبلیغ میں گزارے۔ میں اس کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو اسے مجھ سے نہ چھپانا۔ اگر وہ یہیں کہیں ہو تو مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اس کی خوشی اور راحت کا سامان فراہم کروں گا۔"

اس مغ نے اپنی گردن جھکائے ہوئے دُکھ اور افسوس سے کہا۔ "آپ دیر سے آئے ہیں۔ بہر حال میرے ساتھ آئیے"

سائرس، حیرام اور محافظ اس کے ساتھ ہو گئے۔ وہ مغ انہیں ایک چوکور پتھر کے قریب لے گیا جو قبر نما تھا پھر اس نے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "چند ہی دن ہوئے وہ فوت ہو گیا ہے اور اسے یہاں دفن کیا گیا ہے"۔

سائرس پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ پہاڑ کے اوپر چاند اور آگ کی ملی جلی روشنی عجیب سماں باندھ رہی تھی۔ زرتشت کی قبر کے قریب ہی ایک بہت بڑا آگ کا الاؤ روشن تھا۔ اس سے ... یہاں گنت مغ جمع تھے۔ ان سفید پوش عابدوں نے سائرس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور خدا کی حمد گانے کے بعد وہ زرتشت کی تعریف میں گانے لگے۔

"وہ ملکوں سے بھاگا ہے، اشراف سے، احباب سے اور ملاؤں سے بھاگا ہے۔ جھوٹے امیروں اور لڑاکے کارندوں سے بھاگا ہے اور نور کی طرف چلا گیا ہے۔ وہ اہورمزد کا پسندیدہ تھا۔"

سائرس نے متعدد دیوتاؤں کی رسومات دیکھی تھیں لیکن اس قسم کی سادگی اسے کہیں نظر نہ آئی۔ سائرس، حیرام اور محافظ خاموش رہ کر سنتے رہے اور زرتشتی سرود بجا بجا کر گاتے رہے۔ سائرس سمجھ گیا کہ زرتشت کے پیروکار نئے سال کی اس پہلی رات خدا کی حمد اور زرتشت کی تعریف گا کر جشن منا رہے ہیں۔ وقفے وقفے سے کوئی مغ اُٹھتا اور الاؤ میں لکڑیاں ڈال دیتا۔ آگ کے شعلے پہلے کی طرح پھر بھڑک اُٹھتے تھے۔

جب انھوں نے زرتشت کی تعریف گانا بند کی تو سائرس نے پھر اسی مغ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا تم مجھے کسی ایسے شخص سے ملا سکتے ہو جو دخمہ میں زرتشت سے متعلق معلومات رکھتا ہو"

مغ نے کہا۔ "ہاں ہمارے پاس ایسا شخص ہے اس کا نام اثیر ہے وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا۔ زرتشت جب اپنے گھر رے شہر سے بھاگا تھا تو اثیر اس کے ساتھ تھا۔ زرتشت جب بھاگ کر گورگان کے بادشاہ گشتاسپ کے پاس بلخ گیا تھا تو بھی اثیر اس کے ساتھ تھا۔ زرتشت جب بلخ سے نکل کر ان کوہستانوں کے نزدیک پہنچا تو ایک عشائری[1] ڈاکو نے اسے قتل کر دیا۔ اثیر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ زرتشت کی لاش یہاں لے آیا اور اس پہاڑ کی چوٹی پر اسے دفن کر دیا گیا۔

سائرس نے کہا "مجھے اس شخص کے پاس لے چلو جسے تم نے اثیر کہہ کر پکارا ہے"

وہ مغ سائرس کو اس چھوٹی سی کوہستانی عمارت کی طرف لے گیا جس کے سامنے آگ کا الاؤ روشن تھا۔ جہاں سفید پوش عابد خدا کی حمد اور زرتشت کی تعریف گا رہے تھے۔ اس مغ کے ساتھ سائرس حیرام اور ساتھی جب عمارت میں داخل ہوئے، تو انہوں نے دیکھا سفید بالوں والا ایک بوڑھا ایک ایسی کھاٹ پر لیٹا ہوا تھا جس پر موٹے توشک ڈالے گئے تھے۔

اس مغ نے ایک نشست پر سائرس اور حیرام کو بٹھایا اور اس بوڑھے کے کان میں کچھ کہا۔ جس پر وہ بوڑھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور مصافحہ کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے کہا "میرا نام اثیر ہے"

---

[1] بقول ہیرڈلیم زرتشت اس وقت عشائری ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا جب وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس پہاڑ کی طرف جا رہا تھا جہاں اس کی قبر ہے۔ بعض دیگر علماء کے مطابق زرتشت کو ایک تورانی سپاہی نے مار ڈالا تھا۔



سائرس نے کہا۔ "آپ تو اس کے ساتھ رہے ہیں کیا زرتشت سے متعلق ہمیں تفصیل سے کچھ بتائیں گے"

اثیر نے باری باری سے سائرس اور حیرام کو دیکھا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔ "زرتشت رے شہر میں پیدا ہوا۔ اس وقت ایران میں مجوسیوں کا بہت زور تھا۔ زرتشت نے حکیم بزاکرزا سے متعدد علوم و فنون، زراعت، گلہ بانی اور جراحت کی تعلیم حاصل کی جب وہ جوان ہوا تو اپنے آپ کو اس نے مفلوک الحال لوگوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ ان کے والدین کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا آبائی پیشہ اختیار کر کے مجوسی[1] بن جائے لیکن وہ اس طرف مائل نہ ہوا۔ وہ جان و دل سے حقیقت کی طرف راغب تھا۔ بیس برس کی عمر میں گھر بار کو چھوڑ کر وہ کوہستانِ سیالان کے اندر جا کر وہ گوشہ نشین ہو گیا۔ اس گوشہ نشینی میں اس نے دس سال تک اپنے خدا کو پکارا۔ تیس سال کی عمر میں اسے معراجِ آسمانی ہوا اور اس نے اہورمزد[2] سے براہِ راست وہ الفاظ حاصل کیے جو اس کی تعلیمات اور گاتھا[3] کی بنیاد ہیں۔

زرتشت نے توحید کی تعلیم دی۔ دس سال کی انتھک کوشش کے باوجود صرف اس کا چچیرا بھائی اس کا ہم خیال ہو سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی تعلیمات کا تعلق غیر مرئی قوت سے تھا۔ اور لوگ ایسے معبود کو پسند کرتے ہیں جنہیں وہ آنکھوں سے دیکھ سکیں اور اپنے ہاتھوں سے چھو سکیں"۔ بوڑھے اثیر نے ذرا رک کر پھر کہنا شروع کیا۔ جب لوگوں نے زرتشت کی تعلیم پر کان نہ دھرے اور سرد مہری کا ثبوت دیا

---

[1] مجوسی کو فارسی میں مغ اور انگریزی میں MAGIAN یعنی جادوگر اور کاہن کہتے ہیں۔

[2] اہورمزد۔ خدا کا نام۔ اہور کے معنی مالک اور مزد کے معنی دانا۔ یعنی دانا مالک۔

[3] زرتشت کی لکھی ہوئی وہ کتاب جس میں مقدس منظومات ہیں

تو وہ بلخ کے بادشاہ گشتاسپ کے پاس چلا گیا۔ وہاں بادشاہ کے درباری علما سے تین دن اور تین رات تک اس کا مناظرہ ہوا۔ زرتشت نے وہاں اپنی تعلیمات دلائل کے ساتھ پیش کیا اور ان علماء کے مروجہ عقائد کو باطل ثابت کیا۔ گشتاسپ نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا اور اس کی اشاعت[1] بھی شروع کر دی۔

بلخ سے نکل کر وہ اپنی تعلیمات کا درس دینے ان علاقوں کی طرف آیا تو ایک عشائری ڈاکو نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی لاش کو اس پہاڑ کے اوپر دفن کر دیا۔"

اشیر جب خاموش ہوا تو حیرام نے پوچھا "خدا کے متعلق زرتشت کا کیا عقیدہ تھا"

اشیر نے کہا "اس نے ہمیشہ ایک خدا کی تعلیم دی۔"

حیرام نے پھر پوچھا "ملائکہ کے متعلق اس کی کیا تعلیم ہے؟"

---

[1] زرتشت کے مذہب کی اشاعت اس کی موت کے بعد زیادہ تر گشتاسپ بادشاہ کے باعث ہوئی۔ زرتشت کا مذہب شاہانِ خورس اور دارا کے عہد میں اپنے عروج پر تھا۔ زرتشت کی موت کے اڑھائی سو سال بعد ۳۳۱ ق م میں اسکندر اعظم نے ایران پر حملہ کیا اور شراب کے نشہ میں دُھت اسکندر نے شہر پرسیپولس کے عظیم کتب خانہ کو جہاں زرتشتی مذہب کی کتب مقدسہ تھیں نذرِ آتش کر دیا۔ زرتشت کے مذہب پر کاری ضرب تھی اور زرتشتی عالم بھاگ کر پہاڑوں اور غاروں میں جا چھپے۔ آخر جب زرتشتی مذہب کا احیاء ہوا تو علماء نے اپنی یاد داشت سے اپنی مذہبی کتاب گاتھا پھر لکھی۔ ظاہر ہے اس میں تحریف ضرور ہوئی ہوگی۔

زرتشتی مذہب کا دوسرا سنہری دور تیسری صدی عیسوی میں ساسانی خاندان کے عروج کے ساتھ شروع ہوا۔ شاہ ارتبانس اس خاندان کا بانی مبانی



اشیر نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا "زرتشت کا کہنا تھا ملائکہ وہ خارجی ہستیاں ہیں جو ہماری روحانی اور جسمانی ربوبیت کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان وسائط ہیں۔ زرتشت کا کہنا تھا۔ ملائکہ بیشمار ہیں"۔ اشیر کے خاموش ہونے پر حیرام نے پوچھا "جنت اور دوزخ سے متعلق اس کا کیا عقیدہ ہے"۔

اشیر نے کہا "زرتشت بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ کا قائل ہے۔ وہ کہتا ہے جب نیک آدمی جسم کو چھوڑتا ہے تو میں اسے بہشت میں پہنچا دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ بہشت کو جو جسم عطا کرے گا وہ نہ تو ریزہ ریزہ ہوگا نہ پرانا۔ نہ تھکے گا اور نہ ہی اس میں کوئی گناہ پیدا ہوگا۔ یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور دوزخ میں گنہگاروں کو ان کی برائیاں آگ کی طرح جلائیں گی۔ سانپ، بچھو اور دوسرے موذی جانور انہیں عذاب دیں گے۔" یہ باتیں جو میں نے بتائی ہیں یہ مقدس کتاب گاتھا میں درج ہیں جو زرتشت نے خود لکھی تھی"۔

سائرس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا اس نے درست کہا ہے"۔

حیرام نے کہا "بالکل درست کہا ہے۔ پہلے پیغمبر بھی یہی تعلیم دیتے رہے ہیں"۔ سائرس نے پوچھا "پھر تم زرتشت پر ایمان لاتے ہو"۔

حیرام نے بلا توقف کہہ دیا "میں سب نبیوں اور رسولوں کو مانتا ہوں، لیکن یہاں تو میں یثرب کے آنے والے صحرائی رسولؐ پر لا چکا ہوں۔ جو نبیوں کا نبی، رسولوں کا رسول، قوموں کا نگہبان اور امتوں کی گلہ بانی کرنے والا ہوگا۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ بابل کی تسخیر کے بعد میں صحرائے عرب کا رخ کروں گا"۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸) زرتشتی کتب تالیف کرائی گئیں۔ پہلوی زبان میں ان کے ترجمے ہوئے اور اسے ایران کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ اسلام کے آنے تک ایران میں یہی مذہب رائج تھا۔

سائرس اور جیرام اشیر کے پاس سے اُٹھ کر ان سفید پوش عابدوں تک آکر بیٹھ گئے جو نئے سال کی خوشی میں زرتشت کے گیت گا کر جشن منا رہے تھے دیر تک ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ مشرق کے دو پہاڑوں کے پیچھے سے نے آہستہ آہستہ آنکھ کھولی۔ اُدھر چاند دُور مغرب میں اب غروب ہو رہا تھا۔ سا اور جیرام اپنے محافظوں کے ساتھ وہاں سے اُٹھ کر نیچے چل دیئے۔ سفید پوش عا نے بھی خاموشی اختیار کر لی اور وہ بھی یکے بعد دیگرے نیچے اترنے لگے۔

کوہستانوں کے دامن میں آباد دیہات پر ابھی تک تاریکی چھائی ہوئی لوگ رات کے جشن میں دیر تک جاگنے کے باعث ابھی تک سو رہے تھے۔ تاہم بکریوں کے ریوڑ چرتے چرتے پہاڑوں کے اُوپر چڑھ رہے تھے۔

سائرس اور جیرام جب اپنے لشکر میں داخل ہوئے تو گوبارو نے سائر خیمے سے باہر ان کا استقبال کیا اور متفکر لہجے میں اس نے کہا۔ "رات جب آپ کے اُوپر چلے گئے تو مغرب کی طرف سے ہمارے کچھ قاصد اہم پیغام لے کر آ گئے۔ میں انہیں ابھی ابھی آپ کے خیمے میں بٹھایا ہے۔ ان میں ایک قاصد ایسا بھی ہے جو جیرام کے لیے کوئی اہم پیغام لایا ہے۔ وہ تمر کی بستی جرسان سے آیا ہے اور اپنا نا بتاتا ہے۔ مَیں نے اس سے تفصیل نہیں پوچھی۔" سائرس جیرام اور گوبارو کے سا شامیانے کی طرح بڑے خیمے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

جب وہ تینوں خیمے میں داخل ہوئے تو اندر بیٹھے ہوئے چاروں قاصد کھڑے ہوئے۔ سائرس نے جیرام اور گوبارو کے ساتھ بیٹھتے ہوئے ان قاصدوں بھی بیٹھ جانے کا حکم دیا اور پھر باری باری اس نے قاصدوں سے وہ خبریں کہنا جو وہ لے کر آئے تھے۔

ایک قاصد نے خبر دی کہ سارڈس شہر میں ہارپگ چند یوم تک بیمار رہ کے بعد مر گیا ہے اور وہاں کے لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ آپ ان کے لیے نیا مقرر کریں۔ دوسرے قاصد نے کہا کہ دریائے آموں کے ایک حصے پر بند باندھا



ل ہو چکا ہے۔ پانی ایک جھیل میں جمع کیا گیا ہے اور وہاں سے نہروں کے ذریعے اب پاشی ہوئی ہے۔ جس کے باعث اہلِ خوارزم پہلے کی نسبت خوش حال و فارغ البال ہو گئے ہیں۔

تیسرے قاصد نے یہ المناک خبر دی کہ بابل کا بادشاہ نبونید سائرس کی لگاتار فتوحات سے خوف زدہ اور فکر مند ہو گیا ہے اور وہ مصر کے فرعون کو اپنے ساتھ ملا کر سائرس کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے تاکہ سائرس کی غیر موجودگی میں اس کے علاقوں پر قبضہ کر کے اس پر اپنی دھونس اور ہیبت بٹھا سکے۔

ان تینوں قاصدوں کی خبریں سننے کے بعد سائرس نے اپنا سر جھکاتے ہوئے سوچا پھر اس نے چوتھے اور آخری قاصد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارا نام ایاب ہے اور تمر کی بستی جرسان سے آئے ہو؟"

اس قاصد نے جو خوب مسلح اور تنومند تھا پہلے جیرام کی طرف دیکھا پھر سائرس سے کہا۔ "اے بادشاہ! آپ نے ٹھیک کہا۔ میرا نام بویاب ہے اور مَیں تمر کی بستی جرسان سے آیا ہوں اور اپنے ساتھ ایک بُری خبر لے کر آیا ہوں۔ اے بادشاہ! نینوا شہر کے جنوب میں ایک بستی ہے کہ نام اس کا کسدار ہے۔ اس بستی کے سردار کا نام سنعار ہے جو تمر کا ماموں ہے۔ اس سنعار کا بیٹا ہے جس کا نام دیبون ہے۔ تمر کی ماں نے اپنے بھائی سنعار سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ تمر کی شادی اس کے بیٹے دیبون کے ساتھ کر دے گی لیکن جب وہ فوت ہو گئی تو ہمارے سردار اور تمر کے باپ عفرون نے تمر کی شادی دیبون کے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس میں تمر کی رضامندی بھی شامل تھی کیونکہ وہ دیبون کی بدکرداری اور بداخلاقی کے باعث اسے ناپسند کرتی تھی۔

اب تک دونوں باپ بیٹی کے انکار پر سنعار اور اس کا بیٹا دونوں خاموش تھے۔ وہ حالات کا جائزہ لے رہے تھے لیکن ہماری بستی کی ایک بیٹی کی عزت بچانے کے لیے سردار جیرام جب دوسری بار ہماری بستی میں داخل ہوئے تو ہمارے سردار عفرون نے اپنی بیٹی کو باقاعدہ طور پر سردار جیرام سے منسوب کر دیا تو سنعار اور دیبون دونوں باپ

بیٹے نے ایک طوفان کھڑا کر دیا ۔

حیرام نے فکرمندی کے عالم میں بویاب کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔ "انہوں نے تمر اور عفرون کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا - اگر ایسا ہے تو میں سنعار اور دیبون دونوں باپ بیٹے کی انانیت کے پھاوڑے کو توڑ دوں گا - ان کی اندھی ظلمت کی المناک فصیلوں کو گرا کر میں ان کی زندگی کو محکومیت کی قید اور غلامی کی زنجیروں میں بدل دوں گا - اگر انہوں نے عفرون اور تمر کو اپنے جبر و ستم کی چٹان تلے پیسا ہے تو میں ان کی آزادی کو کٹھن راستوں کے بوجھ تلے دفن کر دوں گا اور ان کی زندگی کو موت سے بھی بدتر کر دوں گا ۔"

حیرام کے خاموش ہونے پر بویاب نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ "جرسان سے آپ کی روانگی کے بعد کچھ عرصہ تو خاموشی سے گزر گیا لیکن پھر شاید ان کو تمر کے آپ سے منسوب ہونے کی خبر مل گئی اور سنعار نے سردار عفرون سے تقاضا کرنا شروع کر دیا کہ جلد از جلد تمر کی شادی دیبون سے کر دی جائے ۔

سردار عفرون کے مسلسل انکار پر وہ دونوں باپ بیٹا مشتعل ہو گئے ، اور انہوں نے بستی کے مسلح جوانوں کے ساتھ ہماری بستی پر حملہ کر دیا - اُن کا ارادہ تھا کہ تمر کو زبردستی اُٹھا کر لے جائیں گے لیکن ہماری بستی کے جنگجو جوانوں نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا اور نہ صرف انہیں ناکام بنا دیا بلکہ اُنہیں عبرت خیز شکست دے کر اُنہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا - لیکن سنعار اور دیبون نے اس شکست سے کوئی عبرت اور سبق حاصل نہ کیا اب وہ نہ صرف اپنی بستی کے جوانوں کو دوبارہ مسلح کر رہے ہیں بلکہ اپنے قرب و جوار کی چند اور بستیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر اپنی قوت میں اضافہ کر کے جرسان پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں ۔

ان کی اس تیاری میں دیبون کا چچازاد بھائی اور سنعار کے بھائی کا بیٹا حشیم پیش پیش ہے جو ان سے نزدیک ہی قادس نام کی ایک بستی کا سردار ہے ۔

بویاب نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا - "اب ہمیں ان کی طرف سے عنقریب حملے کا خطرہ ہے - مجھے سردار عفرون نے یہ پیغام دے کر آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ دو کاموں میں سے ایک ضرور کریں ۔

اوّل تو سنعار، دیبون اور حشیم کے حملوں کے خلاف ان کی مدد کریں - اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو آپ فوراً جرسان آئیں اور تمر سے شادی کر کے اسے اپنے ساتھ لے جائیں - اس طرح شاید معاملہ رفع دفع ہو جائے ۔"



حیرام کچھ کہنے والا تھا کہ سائرس نے اس سے قبل ہی بولتے ہوئے بویاب کو مخاطب کر کے کہا ۔

"حیرام وہاں تمر سے شادی کرنے نہ جائے گا - اس طرح اس کی اور تمر دونوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی - اوّل تو سنعار، دیبون اور حشیم یہ شادی ہونے ہی نہ دیں گے ۔

اگر بالفرض یہ شادی ہو بھی جائے تو وہ بھیڑیے حیرام اور تمر کو سلامتی کے ساتھ وہاں سے ہرگز نکلنے نہ دیں گے - وہ ان دونوں پر حملہ آور ہو کر انہیں ضرور نقصان پہنچائیں گے ۔"

سائرس نے چند ثانیوں تک گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"حیرام ! حیرام ! میرے بیٹے ! تم آج ابھی اور اسی وقت اپنے ہراول لشکر کے ساتھ نینوا کی طرف کوچ کر جاؤ اور ان لوگوں کو کڑی سزا دو جو تمر کی وجہ سے آمادہ فساد ہیں - چند یوم بعد میں بھی یہاں سے کوچ کروں گا - میرا ارادہ تھا کہ میں دریائے زرفشاں کے درے سے ہوتا ہوا کشمیر کو عبور کر کے ہند پر حملہ آور ہوں گا لیکن اب جب کہ مصر کا فرعون نیکو اور بابل کا بادشاہ نبونید میرے خلاف ایک نیا محاذ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں مجھے واپس جانا ہوگا ۔

پارساگرد میں کموجیا اکیلا ہے اور اسے جنگ کا کوئی زیادہ تجربہ نہیں ہے - تم بھی اپنے دشمنوں سے نمٹ کر فوراً پارساگرد پہنچ جانا - شاید زرتشت کا خدا تمہارے ساتھ کیے میرے وعدے کو بہت جلد پورا کرنے پر آمادہ ہے ۔

اب ہماری اگلی مہم بابل پر حملہ ہوگا۔ مَیں ان دو قاصدوں کو بعد میں احکام جاری کروں گا۔ تم اُٹھو میرے ساتھ آؤ۔ مَیں تمہارے کُوچ کا انتظام کروں"۔

سائرس، حیرام اور بویاب اُٹھ کر خیمے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حیرام اپنے ہراول لشکر کے ساتھ نینوا کی طرف کُوچ کر رہا تھا۔



بادام اور سیب کے پودوں میں پھول آگئے تھے۔ چنار اور بید میں کونپلیں پھوٹ نکلی تھیں۔ سورج کی شعاعوں میں تمازت بڑھ گئی تھی۔ ٹیلے گھاس اور پھولوں سے مہک گئے اور میدان سرسبز چراگاہوں سے شاداب ہوگئے تھے۔

بہار کی اس آمد کے ساتھ ہی ہر شے خوشی کے نشے میں چُور ہوگئی۔ جرسان کی لڑکیاں جنہوں نے سرما اور برف باری کا موسم زیادہ تر اپنے گھروں کے اندر گزارا تھا پھر خوشبو کی شہزادیوں کی طرح اپنے باغوں میں کوئل کی طرح چہکنے لگی تھیں۔ لوگ خوش تھے اس لیے کہ اجناس خانوں کو غلّے سے اور مٹکوں کو انگور کے رس سے بھرنے کا موسم آگیا تھا۔

عنلہ بھاگتی ہوئی باغ میں داخل ہوئی۔ باغ کے وسط میں شہ نشین پر تمر بیٹھی شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی اور اس کے قریب شہ نشین پر اس کا بوڑھا باپ اور جرسان کا سردار عفرون لیٹا اونگھ رہا تھا۔

عنلہ بھاگتی ہوئی جب شہ نشین کے قریب آگئی تو تمر نے خفگی میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "تم تو کھانا لینے گئی تھی، اتنی جلدی لوٹ آئی ہو اور کھانا بھی نہیں

رہی ہو۔"

شملہ نے چہکتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے لیے ایسی خوشخبری لائی ہوں کہ تم بھوک (دیکھا) سب بھول جاؤ گی۔ تمر! تمر! تم نے دیکھا جب خزاں کے بعد بہار آتی ہے تو نظر فریب سبزہ زاروں، انگور کی بیلوں کے پھوٹنے اور پھول توڑنے کا موسم آجاتا ہے۔ ایسا ہی سماں اگر تمہارے لیے آئے تو تم کیا کرو گی۔"

تمر نے ڈانٹ دینے کے انداز میں کہا۔ "کیا فضول ہانک رہی ہو، بھوک لگی ہے کھانا لاؤ۔"

شملہ نے اس سے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہماری بستی میں ایک ایسا شیریں چشمہ پھوٹا ہے جس سے تمہاری بھوک پیاس سب بجھ جائے گی۔"

تمر نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم آج کیسی بے معنی باتیں کر رہی ہو۔"

شملہ نے فوراً کہا۔ "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ حیرام بھائی آگئے ہیں تو بھی میری باتیں تمہارے لیے بے معنی ہی ہوں گی۔"

تمر نے کسی پاکیزہ پھول کی طرح مہکتے ہوئے کہا۔ "پھر تو میں تمہارے منہ میں شہد بھر دوں گی۔"

شملہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "تو پھر چلو گھر چلیں حیرام بھائی آگئے ہیں۔"

تمر نے منت کرنے کے انداز میں پوچھا۔ "شملہ ذرا سچ کہو، تم مجھے تنگ کر رہی ہو یا واقعی حیرام آگئے ہیں۔"

شملہ نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "قسم مجھے تمہارے اور حیرام بھائی کے آنے والے صحرائی رسولؑ کی میں سچ کہہ رہی ہوں۔ حیرام بھائی اپنے لشکر کے ساتھ ہماری بستی کے جنوب میں خیمہ زن ہوئے ہیں اور ہماری بستی کے لوگ بھاگ بھاگ کر ان کے پڑاؤ کی طرف جا رہے ہیں۔"

تمر کے چہرے پر گلابی پھولوں کی حسین رُت چھا گئی اور اس نے فوراً گوشہ نشین بیٹھے عفردن کا بازو پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔ "بابا! بابا! اُٹھیے گھر چلیں۔"



عفردن اُٹھ کھڑا ہوا اور آنکھیں ملتے ہوئے اس نے تمر سے پوچھا۔ "کیا ہوا بیٹی!"

تمر نے پھر چہکتے ہوئے کہا۔ "وہ آگئے بابا! وہ آگئے، اُٹھیے گھر چلیں۔"

عفردن نے پریشانی میں پوچھا۔ "کون آگئے ہیں بیٹی!"

تمر نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "بابا! حیرام اپنے لشکر کے ساتھ آگئے ہیں۔ اور ہماری بستی کے جنوب میں انہوں نے پڑاؤ کیا ہے۔"

عفردن سنجیدہ ہوگیا اور اپنا کھلا عمامہ اپنے سر پر باندھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے یوباب حیرام تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ حیرام جو اپنے ساتھ لشکر لے کر آیا ہے اس سے اب سنعار، دیبون اور حشیم کا قضیہ طے کرنے میں آسانی ہوگی۔"

عفردن اپنا عمامہ باندھ چکا اور تمر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "تم دونوں بہنیں گھر چلو، میں حیرام سے اس کے پڑاؤ میں جا کر ملتا ہوں۔"

تمر کچھ ماند سی پڑ گئی۔ شملہ نے فوراً اس کی ترجمانی کرتے ہوئے عفردن سے کہا۔ "یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی بابا! کہ آپ اکیلے حیرام بھائی سے ملنے چلے جائیں اور ہم دونوں بہنیں گھر چلی جائیں۔ کیا ہم ان سے نہیں مل سکتیں جب کہ بستی کے سب لوگ، کیا مرد کیا عورتیں ان کے لشکر کو دیکھنے بھاگے جا رہے ہیں۔"

عفردن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں بھی میرے ساتھ چلو۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ میں حیرام کو اپنے ساتھ گھر لاؤں گا اور وہاں تم اس سے مل لو گی لیکن وہ اکیلا نہیں اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی ہے اور ایک سالار کی حیثیت سے ہو سکتا ہے وہ اپنے لشکر کو چھوڑ کر گھر آنا پسند نہ کرے۔ چلو اُٹھو تینوں اس کے پڑاؤ میں چلتے ہیں۔"

تمر کے لبوں پر خوشی کا تبسم اُبھر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر جہاں پہلے اداسی کی گمبھیری تھی وہاں اب خوش کن خواہشوں اور آرزوؤں کے آثار و نقوش تھے۔ حیرام سے ملنے کی خوشی میں وہ حسین و طلسماتی شخصیت کی لڑکی بارش میں دھلے سر و صنوبر اور شبنم میں نہائے گلاب و سوسن کی طرح دل نشین اور خوشگوار ہوگئی تھی۔

عفردن اُٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں سے کہا۔ "آؤ چلیں۔"

تمر اور ضلہ بھی ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور عفرون کے ساتھ ہولیں۔ اپنے باغ سے نکل کر وہ تینوں اپنی بستی کے جنوب میں اس طرف جا رہے تھے جہاں حیرام نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

جرسان کے جنوب میں سراؤں کے پاس سے گزر کر نینوا کی طرف جانے والی شاہراہ کے مغربی کنارے کے ساتھ حیرام اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا۔ آن کی آن میں دور دور تک خیموں کی قطاریں دکھائی دینے لگی تھیں۔

بویاب کے ساتھ اپنے سارے پڑاؤ کا ایک چکر لگانے کے بعد حیرام جب اپنے خیمے کے پاس آیا تو اس نے دیکھا پڑاؤ کے خیموں کے بیچ و بیچ عفرون، تمر اور ضلہ بھی اس کے خیمے کی طرف آ رہے تھے۔ حیرام فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے کود گیا۔ بویاب بھی حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔

دو سپاہی بھاگتے ہوئے ان کے قریب آئے اور ان کے گھوڑوں کو پکڑ کر دائیں طرف لے گئے تھے۔ اتنی دیر تک عفرون، تمر اور ضلہ ان سے قریب آ گئے تھے۔ عفرون نے آگے بڑھ کر حیرام کو گلے لگاتے اور اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ "تم ہماری مدد کو وقت پر آ گئے ہو بیٹے!"

عفرون جب علیحدہ ہوا تو حیرام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "آیئے خیمے میں بیٹھتے ہیں۔" حیرام کے پیچھے پیچھے سب اس کے خیمے میں داخل ہو گئے تھے۔

جب وہ سب خیمے کے اندر جا کر بیٹھ گئے تو ضلہ نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔ "حیرام بھائی! آپ تو مجھے کچھ بے حس لگ رہے ہیں۔"

حیرام نے چونک کر پوچھا۔ "ایسا اندازہ تم نے کیونکر لگا لیا؟"

ضلہ نے تمر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ میرا تو بھلا نہ پوچھیں چلو میں تو بہن ہوں لیکن تمر جو آپ کی منسوبہ ہے اس سے آپ نے ایک بار بھی نہیں پوچھا تمر تم کیسی ہو؟"



حیرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "جب میں نے دیکھ لیا کہ تمر ٹھیک ہے تو پھر پوچھ لینا کیا معنی اور پھر تمر ایسی باتوں کا برا بھی نہیں مانتی۔"

ضلہ نے فوراً تمر سے پوچھ لیا۔ "کیا واقعی تم نے حیرام بھائی کے اس رویے کو برا نہیں جانا؟"

تمر نے فوراً نفی میں گردن ہلا دی۔ ضلہ نے ایک زوردار ہاتھ تمر کی پیٹھ پر مارتے ہوئے کہا۔ "تم تو حیرام بھائی کی طرف داری کرو گی ہی۔"

تمر کے چہرے پر چنبیلی کی رعنائی چھا گئی اور فطرت کے حسین رنگ اس کے چہرے پر گردش کرنے لگے۔ فطرت جو شاعروں کی ملہم، مصوروں کی ہادی، موسیقاروں کی معلم ہے۔ جو پھول کو لطافت، انسان کو ہستی کے اسرار و رموز اور حسن کو رنگ عطا کرتی ہے۔ عفرون اور بویاب ان تینوں کی گفتگو سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تمر بھی اب سنبھلی اور اس نے حیرام کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا بویاب نے آپ کو ضلہ سے متعلق کچھ بتایا؟"

حیرام نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "بویاب نے تو مجھے ضلہ کے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا۔"

تمر نے کچھ بڑے پیار سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں کی شادی ہو چکی ہے اور بویاب بھائی اب ہمارے ساتھ ہماری حویلی میں ہی رہتے ہیں۔"

حیرام نے غور سے ضلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب میں تمہاری گفتگو کا مطلب سمجھا۔ تم نے جو مجھے کہا کہ میں نے تمر کی خیریت دریافت نہیں کی اصل میں تم نے یہ اشارہ بویاب کی طرف کیا تھا کہ اس نے اتنے دن باہر رہنے کے بعد واپسی پر تمہاری عافیت نہ پوچھی۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ بویاب کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بہر حال ———"

حیرام کہتے کہتے رک گیا کیونکہ خیمے سے باہر تیزی سے دوڑتے گھوڑوں کی اچانک رکنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ بویاب نے اپنی جگہ سے فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ بیٹھیں میں دیکھتا ہوں کون آیا ہے۔" بویاب مڑا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد بویاب لوٹا اس کے چہرے پر فکر مندی کے آثار تھے۔ حیرام نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

بویاب نے اس کے سامنے آتے ہوئے دل گرفتگی میں کہا۔ "ہماری بستی کے دو جوان خبر لائے ہیں کہ سنعار، دیسون اور حشیم کو آپ کے آنے کی اطلاع ہو گئی اور اپنی چار پانچ بستیوں سے وہ ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے نینوا کے کھنڈرات کے قریب جمع ہو رہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ آپ کے لشکر کو آرام کرنے کا موقع نہ دیا جائے اور آپ پر حملہ کر کے آپ پر غلبہ پا لیا جائے۔ لگتا ہے اس بار وہ کوئی بڑا طوفان کھڑا کرنے والے ہیں۔"

حیرام نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "تم پریشان اور دل گرفتہ کیوں ہوتے ہو تم دیکھو گے میں ان کی زندگی کے حسن کو مایوسی کے بھنور میں، ان کی خوش بختی کو بدبختی کی آہوں میں اور ان کے حرص و طمع کو میں ان کے لیے عذاب اور قہرمانیت میں بدل دوں گا۔ قبل اس کے وہ مجھ پر حملہ آور ہوں میں انہیں وہیں جا لوں گا۔ اور ان کی حالت نینوا کے کھنڈرات جیسی ہی بنا دوں گا۔"

حیرام رکا پھر اس نے عفرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ تمر اور ضلہ کو لے کر گھر چلے جائیں۔ میں اور بویاب اب یہاں سے نینوا کی طرف کوچ کریں گے میرا ارادہ تھا کہ میں ایک دن اور رات اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دوں گا۔ اس کے بعد سنعار، دیسون اور حشیم کا قصہ نمٹاؤں گا، پر لگتا ہے ان تینوں کی قضا انہیں ان کے انجام کی طرف بھگا رہی ہے، میں اپنے تیمر دخرد کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا اور نینوا کے کھنڈرات میں ان سے نمٹ کر واپس آنے کے بجائے میں وہیں سے سائرس کی طرف پارسا گرد روانہ ہو جاؤں گا۔"

عفرون نے بویاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بویاب! تم فوراً بستی میں جاؤ اور اپنے لشکر کو لے کر آجاؤ۔ لوگوں سے کہو آج کی جنگ آزادی اور عزت کی فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ اپنے حیرام کو ہم اپنے لشکر کے ساتھ تنہا نہ لڑنے دیں گے۔ ہمارا لشکر بھی اس کے پہلو بہ پہلو ہو گا۔ تم جاؤ، اتنی دیر تک میں حیرام سے تمر کے متعلق گفتگو کرتا ہوں



بویاب فوراً اُٹھ کر باہر نکل گیا۔

خیمے میں چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ ہر کوئی اپنی جگہ پہ جامد و ساکن بیٹھا رہا پھر عفرون نے کہا۔ "حیرام! حیرام! تم نے دیکھا میں نے ضلہ کی شادی بویاب سے کر دی ہے۔ وہ بڑا اچھا جوان ہے۔ اب وہ ہمارے ساتھ ہی رہتا ہے۔ کاشت کاری اور باغات کی ساری دیکھ بھال اس نے اپنے ذمے لے لی ہے اور مجھے امید ہے اس کی محنت اور جد و جہد کے باعث ہماری اناج اور پھلوں کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔ لیکن اے میرے بیٹے! تم نے تمر کے متعلق کیا سوچا۔ تم کب اس سے شادی کر کے اسے اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ضلہ کے بعد تمر کے اس فرض کو بھی ادا کر کے سبک دوش ہو جاؤں۔"

عفرون کی اس گفتگو پر سامنے بیٹھی خوبرو تمر کی گردن جھک گئی تھی اس کے چہرے پر مسرت کے ترانے اور جمال کی حرارت تھی۔ اس کی حسین جھیل آنکھوں میں حسن کی تاثیر اور محبت کی لو تھی۔

حیرام چند ثانیوں تک غور سے تمر کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "میں اور سائرس اپنا لشکر لے کر انتہائی شمال مشرق کی ان علاقوں کی طرف چلے گئے تھے۔ جہاں دریائے جیحون کا منبع ہے اور جہاں ان پہاڑوں پر زرتشت کی قبر ہے۔ جہاں دریائے زرفشاں بہتا ہے۔ وہاں سے میں تو بویاب کے ساتھ اپنا ہراول لشکر لے کر ادھر آگیا ہوں لیکن سائرس لشکر کو لے کر پارسا گرد کی طرف روانہ ہو چکا ہو گا۔ کیونکہ اسے اب مصر کے فرعون اور بابل کے بادشاہ نبونید کی طرف سے پارسا گرد پہ حملے کا خطرہ ہے۔ قبل اس کے ان دونوں میں سے کوئی سائرس پر حملہ آور ہو سائرس ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دے گا۔ تاکہ مصر اور بابل آپس میں اتحاد کر کے اس کے خلاف اٹھ نہ کھڑے ہوں اور یہ حملہ بابل پر ہو گا۔ جیسا کہ سائرس نے میرے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے۔

بابل کی فتح کے بعد میں یہاں آؤں گا اور تمر کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ میں اسے بابل کے یہودی معبد کبیر میں لے جا کر اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی کروں گا۔

وہاں کا ہن لادیص ہے وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے وہی ہمارا نکاح پڑھائے گا۔

حیرام کی گفتگو سے تمر کی گردن پھر جھک گئی تھی۔ اس دوشیزہ کہکشاں کے چہرے پر نسوانی دل کشی کا طوفان، آنکھوں میں طلسمی غاروں کی سی چمک اور فرحت و خوشی میں اس کے گال دہک اٹھے تھے

عفرون نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "مجھے تمہارے لائحہ عمل سے اتفاق ہے بیٹے! تمر میرے پاس تمہاری امانت ہے تم جب چاہو اسے لیجا سکتے ہو۔ لیکن تم نے جو یہ کہا ہے کہ نینوا کے کھنڈرات میں تم سنعار، دیسون اور حشیم سے نمٹ کر وہیں سے باہر ہی باہر پارسا گرد روانہ ہو جاؤ گے۔ کچھ یوم تو ہمارے پاس رہو بیٹے!"۔ حیرام نے کہا۔ "اس بار تو میرے ساتھ لشکر بھی ہے اور میں جلدی میں بھی ہوں!"

عفرون نے کہا" تو پھر میں تمر اور ضلہ بھی تمہارے ساتھ لشکر میں شامل رہیں گے۔ اُمید ہے تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ تمہارے عام لشکریوں کی عورتیں بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تمر اور ضلہ زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کر سکتی ہیں۔ بویاب جو لشکر لینے گیا ہے۔ اس میں بھی بہت سی ایسی عورتیں ہوں گی جو جنگ میں زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔"

حیرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔" تمر اور ضلہ ضرور ساتھ چلیں مجھے کوئی اعتراض نہیں!" عفرون نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ بویاب لوٹ آیا تھا۔ حیرام بھی اُٹھ کر باہر آیا اور لشکر کو اس نے وہاں سے روانگی کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں لشکر وہاں سے نینوا کی طرف کوچ کر رہے تھے۔

سنعار، دیسون اور حشیم کا لشکر جو کئی بستیوں کے جوانوں پر مشتمل تھا، ایک کھلے میدان میں خیمہ زن تھا۔ ان کی پشت پر نینوا کے کھنڈرات تھے اور سامنے ایک وسیع اور کھلا میدان تھا مسلح اور جنگ جو جوان اس میدان میں گھوڑے دوڑا رہے تھے جب کہ لشکر میں شامل ان گنت عورتیں اپنے لشکریوں کو کھانا کھلانے کے بعد نینوا کے کھنڈرات کے اندر برتن صاف کر رہی تھیں۔ ایسے میں حیرام اپنے لشکر کے ساتھ اس میدان میں نمودار ہُوا، سنعار اور دیسون اور حشیم جو حیرام پر شب خون مارنے کا ارادہ



کر چکے تھے حیرام کی اس آمد پر دنگ رہ گئے تاہم وہ اسی میدان کے اندر جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

آن کی آن میں حیرام کا لشکر اس میدان میں خیمہ زن ہو گیا پھر حیرام اپنے چمکتے جنگی لباس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان آیا اور اپنی چمکتی بھاری ترچھی تلوار اس نے فضا میں بلند کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"میرا نام حیرام ہے۔ میں ہی وہ جوان ہوں جس سے جرسان کے سردار عفرون کی بیٹی تمر منسوب ہے۔ جس کی خاطر تم لوگ آمادۂ جنگ ہوئے ہو۔ میں دیسون کو مقابلے کی دعوت دیتا ہوں جو تمر کا خواہش مند ہے۔ اگر وہ تمر کو حاصل کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے تو میرے سامنے آئے۔"

حیرام کی اس پکار پر دشمن کے لشکر میں ایک شور و غوغا اُٹھ کھڑا ہُوا تھا اور لوگ بلند آواز میں چلاتے ہوئے دیسون کو مقابلے کے لیے میدان میں اترنے کو کہہ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد دیسون میدان میں اُترا۔ وہ عمدہ نسل کے ایک توانا اور سفید گھوڑے پر سوار تھا اور سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ میدان میں اُتر کر اس نے اپنے گھوڑے کو حیرام کے سامنے روکتے ہوئے کہا۔

"میں دیسون بن سنعار ہوں۔ تم نے اچھا کیا مجھے مقابلے کی دعوت دی۔ نینوا کے اس میدان میں تم سے تمہاری محبت کے خواب کو انحطاط و زوال اور فراق و ہجر سے دوچار کر کے میں تمہاری رُوح کی سرگوشیوں کو ظلمت کی پرچھائیوں میں دفن کروں گا اور جس طرح نینوا شہر کے بازار بند، راستے سنسان اور گرے ہوئے گھر بے چراغ پڑے ہیں ایسے ہی تمہاری زندگی کی بھڑک کو اُجڑی اُجڑی منزل اور تمہاری اور تمہاری جوانی اور جرأت مندی کی جوت کو میں موت کی خاموشی میں منتشر و پراگندہ کر دوں گا۔"

حیرام نے اپنی تلوار لہراتے ہوئے اپنی کڑکتی برستی آواز اور اُبلتے کھولتے

لہجے میں کہا۔ "اے غلیظ جسم اور بھٹکی ہوئی رُوح کے مرکب انسان! تو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہے تو کیا ہوا۔ اے بشرِ غلیظ! تو اپنی موت اور انتہا دیکھے گا۔ نینوا کے ان کھنڈرات کے قریب میری تلوار تمہارے جسم پر چڑھے لوہے کو کاٹے گی اور میں اس قدیم و ویران شہر کے پاس تمہارے لیے موت کا جبڑا کھولوں گا۔ دیکھ میں تم پر حملہ آور ہونے لگا ہوں۔ سنبھل اور مجھ سے اپنا آپ بچا۔

جیرام نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر اس انداز میں دیبون پر حملہ کر دیا تھا گویا وہ شب و روز کی گردشوں سے ہم کنار ہو کر دیبون کے عقائد و تصورات کے بُت توڑنے کو آگے بڑھا ہو۔ دیبون بھی اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر جیرام پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے پر بھوکے گِدھوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ چند ثانیوں تک وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ایک دوسرے پر جم کر وار کرتے رہے۔ پھر جیرام نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگا کر اس کی لگام کو ایک سخت جھٹکا دیا اور اسے دیبون کے ارد گرد بھگاتے ہوئے اس پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔ دیبون اس طریقہ جنگ سے گھبرا اُٹھا۔ وہ جیرام کے اس طلسمی حصار سے نکل کر پھر ایک جگہ جم کر لڑنے کے لیے بائیں طرف گھومنا چاہتا تھا کہ جیرام نے اس زور سے اس کی تلوار پہ اپنی تلوار ماری، کہ دیبون کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔

دیبون نے اپنے گھوڑے سے زمین پر کُود گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنی تلوار اُٹھا کر پھر لڑنے کے لیے مستعد ہو جائے کہ جیرام اپنے گھوڑے سے کُود کر اس کے اور اس کی تلوار کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ پھر جیرام نے اپنی تلوار کی نوک دیبون کی گردن پر رکھ دی اور گرجتے بادلوں کی طرح حشر برپا کرتے لہجے میں اس نے دیبون کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا میں نے تمہاری ذات کی جولاں گاہ کو روند نہیں ڈالا۔ تمہاری مربوط قوت اور تمہارے عزم و استقلال کو پامال نہیں کر ڈالا۔ میں اگر چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہاری گردن کاٹ دوں، پر میں تمہیں تیغ آزمائی کا پورا موقع دوں گا۔ اپنی تلوار اُٹھاؤ



اور ایک بار پھر اپنا دفاع کرو۔"

جیرام ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں جانب کے لشکر بڑی خاموشی اور انہماک سے اس جنگ کا نظارہ کر رہے تھے۔ فضاؤں میں پیغمبرانہ سکر و مستی چھائی ہوئی تھی۔ دیبون نے آگے بڑھ کر اپنی تلوار اُٹھائی اور مقابلہ کرنے کے لیے وہ دوبارہ مستعد ہو گیا تھا۔

جیرام نے پھر آگے بڑھتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ پہلے وہ اس پر ہلکے پھلکے وار کرتا رہا۔ دیبون یہ وار روکنے کے علاوہ بھرپور جارحیت کا مظاہرہ بھی کرتا رہا۔ پھر جلد ہی اس کی ساری اُمیدیں غم اور ساری جسارت و جرأت منزلِ تلخی بن کر رہ گئی۔

دیبون گھبرا گیا تھا، جارحیت کو چھوڑ کر اس نے اپنے آپ کو دفاع میں سمیٹ لیا تھا۔ اس لیے کہ جیرام اب اپنی پوری تیز دستی اور بھیانک پن کے ساتھ حملہ آور ہو گیا تھا اس کی تلوار اور ڈھال دونوں طوفانی انداز میں دائیں بائیں اور آگے پیچھے کا چکر دیتی ہوئیں حملہ آور ہو رہی تھیں۔ دیبون اپنے ماضی کے سارے افعال و اعمال اور ظلمت کی غاروں جیسے سارے جبر بھول کر نینوا کے اس میدان میں جیرام کے آگے اپنے آپ کو انتہائی لاچاری اور بے بسی کی حالت میں محسوس کر رہا تھا۔ اس کا حوصلہ شکن ہو رہا تھا۔ اس کے قویٰ جواب دے رہے تھے اور اس پر خوف اور تھکن کے آثار طاری ہونے لگے تھے۔

اچانک فضاؤں میں ایک کربناک چیخ بلند ہوئی۔ دیبون جیرام کی تلوار کا شکار ہو کر دو حصوں میں کٹا اور زمین پر گر گیا تھا۔ جیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر اس نے اپنے لشکر کی طرف دوڑا دیا تھا۔

اپنے لشکر کے سامنے وہ اس جگہ آ کر رکا جہاں بویاب، عفرون، تمرا اور لشکر کی دیگر عورتوں کے پاس کھڑے تھے۔ عفرون نے آگے بڑھ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے محبت اور شفقت میں کہا۔ "جیرام! جیرام! میرے بیٹے! تُو نے دیبون کی سعادت و کامرانی اور آرائشِ خیال کو کیا خوب تاریک راہوں کی ٹھوکروں پر رکھا۔ تیری جنگی مہارت اور تیری تلوار کی مہارت نے اسے غم دیدہ اور زنگِ فرد سے آزاد

کر موت کی گہری نیند سلا دیا۔ تو نے کیا خوب اس پر قابو پایا!"

حیرام ابھی کوئی جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ حسین تمر آگے بڑھی اور گھوڑے پر سوار حیرام کی ٹانگ کو اس نے بڑے پیار سے تھامتے ہوئے اپنی آواز کی بھرپور شیرینی اور دل نشین انداز میں کہا۔ "میں اس عظیم کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتی ہوں۔"

حیرام نے غور سے تمر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں میلان وچاہت کی روشنی اور چہرے پر گہری دل آویزی اور دل کشی تھی جس میں محبت عیاں تھی۔ محبت! جو نور کا ایک لباس، جادو کی ایک کرن، نسوانی سائے کی طرح دل کش و فرحت بخش ہے اور روحوں کے لمس کی طرح لطیف اور پُراز تجسس ہے۔

حیرام نے بڑی نرم آواز میں کہا۔ "اے بنتِ عفرون کیا میری کامیابی تیری کامیابی نہیں ہے؟"

خوشی اور حیلے جذبات میں تمر کا چہرہ دمک اٹھا تھا۔ اس نے منہ سے تو کچھ نہ کہا۔ تاہم اس نے فوراً اثبات میں گردن ہلا دی اور پھر اس کا سر آپ ہی آپ جھک گیا اور حیرام کے سامنے خوابوں کی دلھن اور دل کش و حسین حقیقت کی طرح یوں کھڑی تھی۔ جیسے درخت موسم بہار میں سنور جاتے ہیں۔

تمر اس وقت چونکی جب حیرام نے عفرون کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ تمر اور ضلہ کے ساتھ لشکر کی دیگر عورتوں کو لے کر پیچھے ہو جائیں۔ دشمن ہم پر عام حملہ کرنے والا ہے۔ قبل اس کے وہ ایسا کریں، میں ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دینا چاہتا ہوں۔"

عفرون فوراً تمر، ضلہ اور دیگر عورتوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے چلا گیا۔ حیرام اور بویاب نے اپنے لشکروں کو حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور ان کے لشکری ان کے پیچھے پیچھے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر انہیں برانگیختہ اور سیخ پا کر کے دوڑانے لگے تھے۔

نینوا کے اس میدان میں ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ فضاؤں میں لوہے کے ٹکرانے، گھوڑوں کے ہنہنانے اور غم زدہ آہوں، سسکیوں اور چیخوں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ موت اس میدان میں وارد ہوئی تھی اور انسانی روحوں کو ہوا کی



ولطافت اور منتشر پروں کی طرح اُڑانے لگی تھی۔

تھوڑی دیر کی جنگ میں ہی حیرام دشمن پر غالب آ گیا تھا۔ دلیون کا باپ جنگ میں کسی گمنام سپاہی کے ہاتھوں مارا گیا۔ دشمن کی ساری سپاہ کو تہ تیغ کر دیا گیا تھا صرف حشیم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ بھی اس وقت بھاگ گیا تھا جب ان کے لشکر میں شکست کے آثار واضح اور نمایاں ہونے لگے تھے۔

ہمارے لشکر میں شامل عورتیں بھاگ بھاگ کر اپنے زخمی سپاہیوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ جرسان سے آنے والی لڑکیاں اور عورتیں بھی اس کام میں ان کا ہاتھ بٹا رہی تھیں۔ چونکہ حیرام کے بہت کم سپاہی جنگ میں زخمی ہوئے تھے لہٰذا وہ عورتیں جن کے حصے میں تیمارداری کے لیے کوئی زخمی نہ آیا تھا وہ دفیں بجا بجا کر اپنے لشکر کے لیے توصیفی اور فتح کے گیت گانے لگی تھیں۔

اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے حیرام نے اس میدان کا ایک پورا چکر لگایا، جس میں جنگ ہوئی تھی پھر اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا تھا۔ خود وہ اپنے گھوڑے کو اسی طرح بھگاتا ہوا اس طرف آیا جہاں عفرون تمر، بویاب اور ضلہ کھڑے باتیں کر رہے تھے وہ بھی شاید حیرام ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کے قریب آ کر حیرام اپنے گھوڑے سے اترا اور عفرون سے کہا۔

"میں اپنے لشکر کو کوچ کی تیاری کرنے کو کہہ چکا ہوں۔ آپ بھی اب واپس جانے کی تیاری کریں۔ سورج بھی غروب ہونے والا ہے۔ اب جرسان میں آپ لوگ امن اور آزادی سے رہ سکتے ہیں۔ سنعان اور دلیون دونوں باپ بیٹا مارے جا چکے ہیں سنا ہے کہ جنگ کے دوران حشیم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا لیکن اب وہ نقصان دہ ثابت نہ ہو گا کیونکہ اس کا سارا لشکر تو کٹ گیا۔"

عفرون نے آگے بڑھ کر حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "تم نے واقعی بیٹے! اہل جرسان کو امن اور آزادی کی نعمت سے سرفراز کر دیا ہے۔ حشیم اب کیا خطرناک ثابت ہو گا۔ اس کے پاس کوئی لشکر ہی نہیں رہا۔ وہ تو اب اپنی جان بچانے کی خاطر ادھر ادھر

چھپتا اور بھاگتا پھرے گا۔ اے بیٹے! تم نے ظالموں کو ان کی کمین گاہ میں کیا خوب آلیا۔ تم نے دشمنوں کو اپنے فولادی چنگل میں کسا، ان پر دریدہ دلی، آشفتہ مزاجی اور بدبختی طاری کر دی۔ تو نے ان کے غرور کا الاؤ بجھا کر ان پر خاموشی اور بے حسی طاری کر دی۔ حشیم اب شام و سحر روتا ہوا اپنے مرنے والوں کو ڈھونڈتا رہے گا۔ اے میرے فرزند تم نے تمر کی حفاظت کا کیسا عمدہ انتظام کیا۔"

حیرام نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ اب مجھے یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دیجئے۔"

عفرون نے غمزدہ آواز میں پوچھا "تم پھر تمر کو لینے کب آؤ گے۔"

حیرام نے تمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ فکر مند نہ ہوں۔ میں بہت جلد لوٹوں گا اور اپنی امانت کو آپ سے لے جاؤں گا۔" حیرام نے عفرون اور یوباب سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔

سورج غروب ہونے کو جھک گیا تھا۔ روشنی پھیکی پڑ رہی تھی۔ دن چھپنے کو تھا۔ کوہستانوں پر سورج کی روشنی بے بک سسک کر اندھیرے میں تحلیل ہو رہی تھی۔ حیرام کے چلے جانے پر تمر اس پھول کی طرح اداس ہو گئی تھی جس کی خوشبو اس سے چھن گئی ہو۔ وہ اس کردار کی طرح ملول و افسردہ کھڑی تھی جس کی کہانی ادھوری رہ گئی ہو۔ اس کی آنکھیں اشک آلود تھیں۔ گلابی ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اس کے چہرے پر غم کی تخلیق کرنے والی خاموشی طاری تھی۔

جب حیرام اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر کے نینوا کے کھنڈرات کے پیچھے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو تمر بڑی مشکل سے اپنی سسکیوں کو روک سکی تاہم اس کی آنکھوں سے زخمی کر دینے والے آنسو بہہ نکلے تھے۔ عفرون اس کی حالت پر کٹ کر رہ گیا تھا۔ شدہ اسے سہارا دے کر اس طرف لے گئی جہاں اُن کے گھوڑے کھڑے تھے پھر وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ جرسان کی طرف واپس جا رہے تھے۔

○



جس روز حیرام نے دریائے زرفشاں کے کنارے سارس کے پاس سے تمر کی بستی جرسان کی طرف کوچ کیا تھا اس سے دوسرے روز سارس بھی وہاں سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ اس بار اس نے مختصر ترین راستہ اختیار کیا۔ دریائے زرفشاں سے کوچ کر کے دریائے آموں کے کنارے کنارے سمرقند کی طرف اور پھر وہاں سے مرو اور رے سے ہوتے ہوئے پارساگرد جانے کے بجائے اس نے وہیں سے سیدھا راستہ اختیار کیا۔

افغانستان اور ایران کے بیچ و بیچ اس نے دشتِ کویر کا رُخ کر لیا تھا۔ دریائے زرفشاں کے کنارے کنارے اس نے جنوب کا رُخ کیا۔ جہاں دریائے زرفشاں دریائے آموں میں گرتا ہے اس سے ایک میل نیچے لکڑی کا ایک پُل تھا جس پر سے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ آموں کو عبور کیا اور تیزی سے جنوب کی طرف بڑھا۔

سارس اور گوبارو اپنے لشکر کے آگے آگے تھے۔ ایک روز جب کہ وہ ایک بلند کوہستانی سلسلے کو عبور کر رہے تھے۔ سارس کی نگاہ مشرق میں طویل اور بلند کوہستانی سلسلے ہندوکش پڑی۔ ایک حسرت کے ساتھ ان نیلے کوہستانوں کی طرف دیکھتے ہوئے سارس نے گوبارو سے کہا۔ "گوبارو! گوبارو! کاش! بابل کا نبونید میرے خلاف جنگی تیاریاں نہ شروع کر دیتا تو میں ان بلند اور نیلے نظر آتے کوہستانوں کو عبور کر کے اس سرزمین میں داخل ہوتا جہاں دریائے سندھ تلاطم کا لباس پہنے شمالی کوہستانوں سے نکل کر جنوب کے ہموار میدانوں کی طرف بہتا ہے۔

آہ! انسان جانے کیسی کیسی لایعنی تمناؤں کے سلسلے اپنے ذہن میں استوار کرتا ہے۔ پر زرتشت کا خدا ان کے درمیان حدِ فاصل کھینچ کر اپنی برتری، ابدیت اور الوہیت کا انسان سے اقرار کراتا ہے۔"

گوبارو نے کہا۔ "اب ہمیں اپنی پوری توجہ اور انہماک بابل پر مرکوز کر دینے ہیں۔ مصر کا فرعون نیکو کبھی بھی ہم پر حملہ آور نہ ہو گا۔ اس کے بابل کے ساتھ دوستانہ مراسم ضرور ہیں پر وہ صرف تجارت کی حد تک۔ اگر ایسے ہی تجارتی حالات ہم اس کے

لیے پیدا کر دیں تو ہمارے ساتھ بھی اس کے گہرے اور پائیدار روابط قائم ہو جائیں گے۔ بابل کو فتح کرنے کے بعد اڑوس پڑوس میں کوئی ایسی حکومت نہ رہے گی جس سے پارساگرد کو خطرہ لاحق ہو۔"

سائرس نے گوبارو کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور انہوں نے اپنا سفر خاموشی سے جاری رکھا۔

ایران کی مشرقی قوم گرمانیوں کے پہاڑی علاقوں اور دشتِ کویر سے ہوتا ہوا سائرس ایک روز اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پارساگرد کے قریب جا پہنچا۔ شہر سے باہر ہی اَن گنت لوگ اس کا خیر مقدم کرنے کو آئے تھے۔ منظوم داستان گوؤں نے اس سے متعلق رزمیہ گیت گائے۔ شعرا نے اپنے شعروں میں اس سے متعلق دعویٰ کیا کہ آغازِ تمدن سے لے کر اس وقت تک کسی نے بھی اس قدر وسیع سلطنت پر حکومت نہیں کی۔

اس کی بیوی اور بیٹے کموجیہ نے بھی شہر سے باہر آکر اسے خوش آمدید کہا۔ سائرس جب شہر میں داخل ہوا تو اسے خبر ہوئی کہ پارساگرد کے اکثر لوگ زرتشت پہ ایمان لا چکے ہیں اور شہر کے اندر اور باہر بلند ٹیلوں پر انہوں نے زرتشت کے خدا کے لیے معبد بنا لیے ہیں۔

اس انکشاف سے سائرس کو خوشی اور تقویت ملی اس لیے کہ وہ خود بھی زرتشت کے خدا پہ ایمان لا چکا تھا اور آرین ہونے کے ناطے سے وہ اپنے قدیم دیوتا ادھورا متھرا اور دیوی انا ہیتا کو اب غیر اہم جان کر فراموش کر چکا تھا۔

اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ سائرس لوگوں کے بے پناہ ہجوم سے ہوتا ہوا اپنے اس محل کی طرف جا رہا تھا جو پتھر اور گارے سے بنایا گیا تھا۔ جب کہ گوبارو لشکر کو مستقر کی طرف لے جا رہا تھا جہاں لشکریوں کے لیے خیموں کی جگہ اب پکے اور پختہ مکانات اور جنگی تربیت کے لیے وسیع میدانوں کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔

پارساگرد میں اپنی آمد کے چند دن بعد سائرس اور گوبارو ایک روز شہر سے



نکل کر اس ندی کے کنارے کنارے چہل قدمی کرتے ہوئے شمال کی طرف بڑھے جس ندی کے کنارے سائرس کا محل تھا۔ اپنے محل سے دو فرلانگ دور سائرس ندی کے کنارے اس جگہ رک گیا جہاں پانی کے اندر ایک مضبوط اور بلند چٹان کو تراش کر پانی کی دیوی انا ہیتا کا بت بنایا گیا تھا اور اس کے پیچھے کنارے پر آریوں کے دوسرے دیوتا ادھورا اور متھرا کے بت کھڑے تھے۔

سائرس ان بتوں کے قریب ہی ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور گوبارو کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا "گوبارو! گوبارو! کیا اب جب کہ ہم زرتشت کے خدا پر ایمان لا چکے ہیں، ان بتوں کی اہمیت، عظمت اور احترام ہمارے لیے ختم نہیں ہو گئے۔"

گوبارو سائرس کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک پتھر اٹھا کر اس نے ندی کے بہتے پانی میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "یہ بت اب پتھر کے بے جان مجسمے ہیں۔ ہمارے پاس اب ان کے لیے کوئی وقعت اور عزت نہیں ہے۔"

سائرس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "میں ایسا محسوس کرتا ہوں گویا خدا پر ایمان لانے سے قبل میں شیطان کے پھندوں میں پھنسا ہوا تھا۔ میرا نفس پیاسا تھا۔ میری روح علیل تھی۔ خدا پر ایمان لا کر یوں لگا ہے جیسے میں نے اپنے آپ کو پہچان کر تاریکیوں میں اپنی گمشدہ روشنی کو تلاش کر لیا ہو۔ اب میں اپنی تقدیر پہ شاکر ہوں اور میرے افکار و جذبات، میلانات و رجحانات ——————"

سائرس کہتے کہتے رک گیا کیونکہ طلسم سکوت میں شمال کی طرف اسے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اس نے گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ گھوڑوں کی ہنہناہٹیں کیسی ہیں؟"

گوبارو کے جواب کا انتظار کیے بغیر سائرس اٹھا اور ایک بلند ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ گوبارو بھی تجسس کے عالم میں سائرس کے پیچھے پیچھے اس ٹیلے کے اوپر جا رہا تھا۔

جب وہ دونوں ٹیلے کے اُوپر پہنچے تو اُنھوں نے دیکھا ندی کے کنارے کنارے شمال کی طرف سے ایک لشکر پار ساگرد کی طرف آرہا تھا۔ سُورج غروب ہونے کو جُھک رہا تھا۔ فضاؤں میں دُھند اور بستیوں کا دھواں پھیل رہا تھا۔ جب وہ لشکر نزدیک آیا تو گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔" گوبارو ! گوبارو ! جیرام آگیا ہے ۔ خدا کی قسم مجھے اسی کا انتظار تھا ۔ وہ یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب لوٹ رہا ہے ۔

زرتشت کے رب کی قسم ایسے فرزند بہت کم ملتے ہیں ۔ وہ تمر کے دشمنوں سے نمٹنے کے بعد تمر سے شادی کرکے لوٹ رہا ہوگا ۔ آخاہ ! میں کیسا خوش بخت ہوں آج میں اپنے بیٹے جیرام کے ساتھ اپنی بہو اور بیٹی تمر کو بھی دیکھوں گا ۔" میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ندی کے کنارے نصب ان بتوں کو میں کل تڑوا دوں گا۔ اب جب کہ جیرام آ گیا تو یہ بت میں اُسی سے تڑواؤں گا کہ اس کے پاس سب سے زیادہ عظیم حوصلۂ بُت شکن ہے ۔"

لشکر جب نزدیک آگیا تو سائرس نے دیکھا وہ واقعی اس کا ہراول تھا اور جیرام اس کے آگے آگے اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ سائرس گوبارو کے ساتھ ٹیلے سے اُتر کر شمال کی طرف سے آنے والی اس شاہراہ پر آکھڑا ہُوا تھا ۔

جیرام جب نزدیک آیا تو سائرس کو دیکھتے ہی اس نے اپنے لشکر کو روک دیا اور خود وہ گھوڑے سے اُتر کر سائرس کی طرف بڑھا۔ سائرس خود بھی بے تابانہ اور مشفقانہ انداز میں آگے بڑھا اور جیرام کو اس نے گلے سے لگا لیا تھا ۔ سائرس سے علیحدہ ہوکر جیرام گوبارو سے گلے ملا ۔ پھر سائرس نے اسے مخاطب کرکے کہا ۔" لشکر کو مستقر بھیج دو بیٹے ! اُنہیں کہو جاکر آرام کریں ۔ تم میرے ساتھ آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ۔"

جیرام نے لشکر کو مستقر جانے کا حکم دے دیا اور خود وہ دوبارہ سائرس کے پاس آکھڑا ہُوا ۔ لشکر جب چلا گیا تو سائرس نے کہا ۔" میرے ساتھ آؤ ۔"



جیرام چپ چاپ اس کے ساتھ ہولیا۔ تینوں ان پتھروں پر آکر بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل تک سائرس اور گوبارو بیٹھے گفتگو کر رہے تھے ۔

سائرس چند ثانیوں تک ادھورا، متھرا اور اناہیتا کے بتوں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے جیرام سے پوچھا ۔" جیرام ! جیرام ! تم تمر کے جھگڑے کا کیا طے کرکے آئے ہو ۔"

جیرام نے دبی دبی مسکراہٹ میں کہا ۔" میں نے نینوا کے کھنڈرات کے قریب سنعار، دیسون اور حشیم کے متحدہ لشکر کو شکست دی اور ان کے لشکر کو تہ تیغ کرکے رکھ دیا۔ سنعار اور دیسون دونوں جنگ میں مارے گئے جب کہ حشیم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس وقت میدان سے بھاگنے میں کامیاب ہوگیا جب جنگ اپنے زوروں پر تھی ۔"

سائرس نے پھر پوچھا ۔" تمر کہاں ہے ؟"

جیرام نے کہا ۔" وہ اپنے باپ کے پاس ہے ۔"

سائرس نے پُر از شکوہ انداز میں جیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔" کیا تم نے اس سے شادی نہیں کی ۔"

جیرام نے سنبھلتے ہوئے کہا ۔" میں تمر کے باپ سے وعدہ کرکے آیا ہوں کہ عنقریب میں اُن کی طرف لوٹوں گا ۔ اور تمر کو اپنے ساتھ میں بابل میں کاہن لادیس کے پاس لے جاؤں گا وہی میری مذہبی روایات کے مطابق ہم دونوں کا نکاح پڑھائے گا پھر میں تمر کو اپنے ساتھ لشکر میں رکھ لوں گا ۔"

سائرس نے تاسفانہ انداز میں کہا ۔" تم نے بہت بڑی غلطی کی بیٹے ! کاش تم تمر سے شادی کرکے اسے اپنے ساتھ لے کر آئے ہوتے ۔ میں نے تو سوچا تھا ۔ میں تمہارے ساتھ اپنی بیٹی تمر کو بھی دیکھوں گا ۔ آہ ! تم نے یہ غلط قدم اٹھایا ہے ۔ میں نے تو سوچ رکھا تھا کہ تمر تمہارے ساتھ ہوگی اور وہ امن میں تمہاری حویلی اور جنگ میں تمہارے خیمے کو آباد رکھے گی ۔"

جیرام کوئی جواب نہ دے سکا اور چپ رہا تاہم اس کی گردن ندامت کے

اندر میں جُھک گئی تھی۔ سائرس بھی چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا "تمہاری غیر موجودگی میں بابل سے ہمارے دو جاسوس آئے تھے انہوں نے اطلاع دی تھی کہ بابل کے بادشاہ نے ایک نیا کتبہ بنا کر بابل شہر میں نصب کیا ہے جس پر اس نے یہ تحریر لکھی ہے۔ "کوروش شاہِ فارس میرے قدموں پہ جھکے گا۔ اس کے ملک پر میرا قبضہ ہوگا اور اس کی املاک میرا مالِ غنیمت بنے گی"۔

سنا ہے یہ کتبہ اس نے ان کتبوں کے اندر نصب کر دیا ہے جہاں بابل کے پہلے بادشاہ نبو پلاذر اور بخت نصر کی فتوحات کے کتبے نصب ہیں"۔

سائرس نے ذرا رُک کر اپنا حلق صاف کیا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا "چند دن پارساگرد میں قیام کر کے ہم جنگ کی تیاری کریں گے اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے کُوچ کریں گے۔ میں اور گوبارد لشکر کے ساتھ اپنی سلطنت کی ان آخری حدود کے پاس رک جائیں گے۔ جہاں بابل، مصر اور ہماری سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ ہم وہاں رُک کر یہ جائزہ لیں گے کہ اس جنگ میں مصر کے فرعون نیکو کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔ اگر اس نے بابل کی مدد کرنے کے لیے مصر سے کُوچ کیا تو ہم اسے سرحدوں پہ ہی روک دیں گے۔ اور اگر اس نے دانشمندی سے کام لیتے ہوئے خاموشی اختیار کی تو بابل کو ہم سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس دوران تم بابل کی طرف جانا۔ پہلے وہاں سے کاہن لادیص کو اپنے ساتھ لے کر تمر کی بستی جرسان جانا اور تمر کے باپ عفرون کی موجودگی میں تمر سے شادی کر کے چند یوم جرسان میں تمر کے ساتھ گزارنا پھر تمر اور لادیص کو لے کر بابل شہر آنا۔ وہاں بابل میں چند یوم رُک کر یہ جائزہ لینا کہ نبونید نے کیا واقعی شہر میں میرے خلاف کوئی نیا کتبہ نصب کیا ہے۔

اس دوران تم بابل کی عسکری قوت کا بھی جائزہ لینا اور یہ جاننے کی کوشش بھی کرنا کہ نبونید جنگ کے لیے کہاں تک تیار ہے اور مصر سے اسے کیسی مدد اور اعانت کی اُمید ہے۔ جب بابل سے میری طرف آؤ تو تمر کو ساتھ لے کر آنا۔ وہ لشکر میں تمہارے خیمے کے اندر رہا کرے گی اور تمہاری آسائش و آرام کا خیال رکھے گی۔



سائرس چند ثانیوں تک پھر کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا پھر دوبارہ اس نے حیرام کو مخاطب کر کے کہا "حیرام! حیرام! آج سے کچھ عرصہ قبل اسی جگہ تم نے کچھ بُت توڑے تھے جن کی پاداش میں تمہیں میں نے کڑی سزا دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن تم نے ہارپیگ سے میری جان بچا کر اپنے آپ کو میری نگاہوں میں افضل و اعلیٰ ثابت کر لیا تھا اب جب کہ میں زرتشت کو مانتا ہوں اور اس کے خدا پر ایمان لا چکا ہوں میں تمہیں حق دیتا ہوں کہ ان تینوں بتوں کو توڑ دو"۔

چند ثانیوں تک حیرام تعجب اور حیرانگی سے سائرس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بھاگ کر اپنے گھوڑے کی طرف گیا۔ زین سے بندھا ہوا اس نے اپنا کلہاڑا سنبھال لیا اور آگے بڑھ کر تینوں بُتوں کو ایسی ضربیں لگائیں کہ تینوں کو اس نے چکنا چُور کر کے رکھ دیا تھا۔

سائرس نے پھر حیرام سے کہا۔ "اب ان بتوں کے توڑنے کی کوئی تم سے باز پرس نہ کرے گا۔ اس لیے کہ پارساگرد کے اکثر لوگ زرتشت پر ایمان لا چکے ہیں۔ انہوں نے شہر میں جگہ جگہ معبد بنا لیے ہیں اور وہ بتوں سے نفرت کرنے لگے ہیں"۔

سائرس کے خاموش ہونے پر حیرام نے کلہاڑا اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ دیا۔ پھر وہ تینوں پہلو بہ پہلو چلتے شہر کی جانب جا رہے تھے۔

○

سُورج دن بھر کی آویزش اور پیکار کے بعد اپنے پیچھے لہو رنگ شفق کے اندر شعاعی حروف میں لکھی نوحہ کناں تحریریں چھوڑتا کسی طلسماتی سرزمین کی طرف روپوش ہو رہا تھا۔ طیور خوشنما و خوش نوا آغازِ آفرینش، ہجر و فراق اور زندگی کے فراق کے لطیف و سبک نغمات الاپتے رات بسر کرنے کی خاطر اپنے گھونسلوں اور ٹھکانوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ہر شے تنہائی کے دردناک اضطراب اور موت کی خاموشی میں ڈوبنے لگی تھی۔

حیرام اپنے گھوڑے پہ سوار حران شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ بابل کی طرف جاتے ہوئے شاید وہ یہاں رات بسر کرنا چاہتا تھا۔ نبونید کی سلطنت میں حران بابل کے

بعد دوسرا بڑا شہر تھا۔

سین[1] دیوتا کے معبد کے بالکل سامنے ایک سرائے تھی۔ حیرام اس سرائے کے سامنے رک گیا۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ہی چند ثانیوں تک وہ سین دیوتا کے معبد کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر نفرت اور بیزاری کے ملے جذبات عود کر آئے۔ اسی اضطراری حالت میں اس نے اپنے سر کو جھٹک دیا۔ پھر وہ گھوڑے سے اترا اور اس کی لگام پکڑے وہ رات بسر کرنے کی خاطر سرائے میں داخل ہو گیا تھا۔

ایک رات اس سرائے میں بسر کرنے کے بعد دوسرے روز وہاں سے کوچ کرنے کے لیے حیرام جب سرائے سے باہر نکلا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے وہ چونک سا گیا۔ رکاب کے اندر جمایا ہوا پاؤں اس نے نکال لیا اور اپنے سامنے وہ سین دیوتا کے معبد کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں ان گنت لوگ جمع تھے جن کے درمیان ایک گاڑی کھڑی تھی جس کے آگے چار بیل جتے ہوئے تھے اور کچھ ہٹے کٹے اور توانا جوان رسّوں کی مدد سے ایک بت کو بیل گاڑی میں لاد رہے تھے۔

حیرام اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے آہستہ آہستہ نزدیک ہوا اور وہاں کھڑے ایک بوڑھے کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "میرے بزرگ! اس بت کو معبد سے نکال کر اس بیل گاڑی میں کیوں لادا جا رہا ہے۔"

اس بوڑھے نے غور سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "شاید تم اس شہر میں اجنبی ہو۔"

حیرام نے کہا۔ "میں مسافر ہوں، ایک رات اس سامنے والی سرائے میں

---

[1] حران شہر کا سب سے بڑا دیوتا۔ بابل کی سلطنت میں مردک کے بعد اس دیوتا کو سب پر فضیلت حاصل تھی۔ بابل کے موجودہ بادشاہ نبونید کی ماں جو کلدانی نسل سے تھی کبھی حران شہر میں ہی سین دیوتا کے مندر میں ایک پجارن تھی۔ سین دیوتا کو چاند دیوتا بھی کہا جاتا تھا۔



بسر کرنے کوچ کر رہا تھا کہ اس طرف چلا آیا۔"

اس بوڑھے نے کہا۔ "یہ سین دیوتا کا بت ہے اور اسے بابل لے جانے کے لیے اس بیل گاڑی میں لادا جا رہا ہے۔"

حیرام نے تعجب سے پوچھا۔ "لیکن اسے بابل کیوں لے جایا جا رہا ہے۔"

بوڑھے نے دکھ سے کہا۔ "یہ بت صدیوں قدیم ہے اور اس کی برکت سے اس شہر میں خوش حالی اور شادابی تھی لیکن اس سین دیوتا کے چلے جانے سے یہاں نحوست پھیل جائے گی۔ یہ بابل اور ہمارے بادشاہ نبونید کا حکم ہے۔ اسے فارس کے بادشاہ سائرس کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے لہٰذا وہ برکت اور فتح کے لیے تمام بڑے بڑے قدیم اور مقدس بتوں کو بابل میں جمع کر رہا ہے تاکہ ان کی برکت سے سائرس کو شکست دے۔ یہاں کے علاوہ اور شہروں سے بھی بڑے بڑے قدیم اور عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جانے والے بت بابل میں جمع کیا جا رہا ہے۔ سنا گیا ہے فارس کا بادشاہ سائرس بابل کی سلطنت پر عنقریب حملہ آور ہونے والا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ اپنے لشکر ہماری جنوب مشرقی سرحدوں پر جمع کر رہا ہے۔"

حیرام نے طنزاً پوچھا۔ "کیا سین دیوتا کا یہ بت اور ایسے ہی دوسرے دیوتاؤں کے بت جنگ کے نتائج پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور کیا وہ اس قدر استطاعت رکھتے ہیں کہ نبونید کی شکست کو فتح میں بدل دیں۔"

اس بوڑھے نے بڑے وثوق سے کہا۔ "بیشک یہ دیوتا کسی کی قسمت اور تقدیر بدل دینے پر قادر ہیں لیکن سنا گیا ہے کہ بابل کے تمام بڑے بڑے پجاریوں نے اعلان کیا ہے کہ مردک دیوتا ہمارے بادشاہ نبونید سے خفا ہے اور اگر اس نے مردک کی خوشنودی حاصل نہ کی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے تباہی اور بربادی سے بچا نہیں سکتی اس لیے کہ مردک دیوتاؤں کا دیوتا ہے اور سب اس کی مرضی کے پابند ہو کر رہتی ہے۔"

اس بوڑھے نے ذرا رک کر تعجب سے پوچھا۔ "کیا تم یقین نہیں رکھتے کہ یہ بت انسانی قسمت اور تقدیر بدل دینے کی قوت رکھتے ہیں۔"

حیرام نے اس بوڑھے کے کان کے قریب رازداری سے کہا "جو دیوتا اپنی مدد آپ نہیں کر سکتا اور خود اس بیل گاڑی میں سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا وہ اوروں کی قسمت اور تقدیر کیا بدلے گا۔ دیکھو! پتھر کا یہ بے جان مجسمہ کیسا بے بس ہے کہ لوگ اسے رسّوں میں جکڑ کر بیل گاڑی میں سوار کر رہے ہیں۔ میں ایسے دیوتاؤں کو نہیں مانتا جو بے بس اور لاچار ہوں۔"

اس بوڑھے نے شرمندگی سی محسوس کرتے ہوئے پوچھا "پھر تم کسے مانتے ہو؟"

حیرام نے کہا۔ "میں اس خدا کو مانتا ہوں جس نے یہ زمین کا فرش بچھایا۔ اس پر آسمان قائم کیا۔ اُسی کے حکم سے چاند، سورج اور ستارے طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ اسی کے حکم سے ہوائیں چلتی ہیں۔ بادل گرجتے ہیں اور برق کوندتی ہے، وہی خدا جو ایک حقیر قطرۂ آب سے انسان کی تخلیق کرتا ہے۔"

وہ بوڑھا حیران و پریشان ہو گیا تھا اور تعجب سے کچھ کہے بغیر حیرام کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ حیرام نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ "اگر سائرس کا بادشاہ حران شہر پر حملہ کر دے تو اس کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں۔ کیونکہ سائرس اگر بابل کی طرف بڑھے تو راستے میں پہلا اور بڑا شہر تو یہی آتا ہے۔"

اس بوڑھے نے بڑی جرأت مندی سے کہا۔ "یہاں اس شہر میں پچاس ہزار کا ایک لشکرِ جرار پہلے ہی موجود ہے اس کے علاوہ کمک کے طور پر ایک اور لشکر بھی حران شہر کی حفاظت کے لیے بابل شہر سے یہاں پہنچنے والا ہے۔"

حیرام نے کوئی جواب نہ دیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ وہاں سے ہٹ گیا شہر سے باہر نکل کر اس نے شہر کی فصیل کے ارد گرد ایک چکر لگا کر شہر پناہ کی مضبوطی اور اس کے دفاع کا جائزہ لیا پھر وہ وہاں سے بابل کی طرف کُوچ کر گیا تھا۔

ایک روز حیرام دوپہر کے قریب سیپر شہر سے باہر ایک سرائے میں داخل ہوا سیپر شہر بابل سے دس میل دُور دریائے فرات کے بائیں کنارے پر واقع تھا جب کہ اس کے عین سامنے دریائے فرات کے دائیں کنارے پر علوان شہر تھا۔ وہی علوان شہر جہاں



حیرام نے ربقہ کے قاتل کارمیدیز سے انتقام لیا تھا۔

سرائے میں داخل ہو کر حیرام نے پہلے اپنے گھوڑے کو پانی پلا کر اس کے آگے دانہ ملا بھُس ڈلوا دیا۔ پھر اس نے خود ہاتھ مُنہ دھویا، کھانا کھایا اور ذرا سستانے کی خاطر وہ وہاں لیٹ گیا تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں پر حیرام اچانک اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا گھوڑ سواروں کا ایک لشکر بابل شہر کی طرف سے آتا ہوا سیپر شہر میں داخل ہو رہا تھا۔

حیرام نے کھجور کی چٹائی پر اپنے قریب ہی بیٹھے ایک جوان کو مخاطب کر کے پوچھا "یہ کون سوار ہیں جو سیپر شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا یہ کوئی لشکر ہے اور کمک کے طور پر یہاں آیا ہے؟"

اس جوان نے اپنا سر ہلا کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں تو جنوب کی طرف جانے والا ایک مسافر ہوں۔ بس ذرا سستانے کو سرائے میں رُک گیا ہوں۔ مجھے خبر نہیں یہ کیسا لشکر ہے، کون لوگ ہیں اور کیوں اس شہر میں داخل ہو رہے ہیں؟"

اس جوان سے توجہ ہٹا کر حیرام شہر میں داخل ہونے والے ان گھوڑ سواروں کے لشکر کو پھر غور سے دیکھنے لگا لیکن جلد ہی اس کی توجہ ہٹ گئی کیونکہ اس کے سامنے سے سرائے میں مسافروں کو پانی پلانے والا ایک لڑکا گزرا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں مٹی کا پیالہ اور بائیں ہاتھ میں پانی سے بھرا مٹی ہی کا برتن تھا۔

حیرام نے اس لڑکے کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ اس لڑکے نے قریب آ کر پوچھا۔ "کیا آپ پانی پئیں گے؟"

حیرام نے اپنی کمر میں لٹکتی نقدی کی تھیلی سے ایک سکہ نکالا اور اس لڑکے کو تھماتے ہوئے کہا۔ "میں پانی نہیں پیوں گا، تم سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ گھوڑ سواروں کا یہ لشکر جو اس وقت شہر میں داخل ہو رہا ہے کہاں سے اور کس لیے آیا ہے؟ کیا تم اس کی خبر رکھتے ہو؟"

اس لڑکے نے پہلے خوش خوش انداز میں چند ثانیوں تک اس سکے کو دیکھا

جیرام نے اُسے تھمایا تھا۔ پھر جیرام کی طرف ممنونیت سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"یہ اسی شہر کا لشکر ہے اور اس میں سیپر کا داروغہ ربالی بھی شامل ہے۔ یہ لوگ سیپر شہر کے قدیم اور عظیم شمس دیوتا کے بُت کو بابل چھوڑ کر آرہے ہیں شمس دیوتا کو بیل گاڑی میں لے جایا گیا تھا اور اس کی تعظیم و تکریم کے لیے رب الی کی سرکردگی میں یہ لشکر اس کے ساتھ گیا تھا۔ آپ شاید اس شہر میں اجنبی ہیں اور کسی دور دراز کی منزل سے آرہے ہیں تبھی آپ کو موجودہ حالات کی خبر نہیں ہے۔ یہاں فارس کے بادشاہ سائرس کے حملہ آور ہونے کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں اور جنگ کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔"

جیرام پانی پلانے والے اس لڑکے سے کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ وہ چونک سا پڑا اور پلٹ کر اپنے دائیں طرف کی چٹائی پر بیٹھے ان مسلح جوانوں کی طرف دیکھنے لگا، جو اس کی طرف آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے ہوئے رازدارانہ گفتگو کر رہے تھے وہ تعداد میں سات تھے اور ہر طرح سے مسلح تھے۔

جیرام نے غور سے اُن کی طرف دیکھا ان میں سے ایک کو وہ پہچان گیا۔ وہ علوان شہر میں کارمیدیز کے محل کا وہ محافظ تھا جس سے جیرام نے کارمیدیز سے اس وقت ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی جب وہ رابقہ کے انتقام میں کارمیدیز کا خاتمہ کرنے کی نیت سے گیا تھا۔

وہ محافظ بھی جیرام کو پہچان چکا تھا اور مشتبہ نگاہوں سے جیرام کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اپنے ساتھیوں سے شاید جیرام ہی سے متعلق کوئی معاملہ طے کر رہا تھا۔ جیرام اپنے لیے اس سرائے میں خطرہ محسوس کرنے لگا تھا۔ لہٰذا وہ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا وہ اصطبل کی طرف بڑھا۔ پانی پلانے والا لڑکا حیرت و پریشانی سے اس کی طرف دیکھتا ہوا سرائے کی دوسری سمت چلا گیا تھا۔

اصطبل میں جا کر جیرام نے پہلے اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر وہ مڑ کر اس طرف دیکھنے لگا جہاں کارمیدیز کا محافظ اپنے چھ مسلح ساتھیوں کے



ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جیرام نے دیکھا وہ سب اب وہاں نہیں تھے اور اٹھ کر کسی طرف چلے گئے تھے۔

جیرام نے ایک بار پھر اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا پھر اس نے قریب ہی پڑی زین اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر ڈال دی اور اس کی گردن تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اے میرے دوست! میرے اور تیرے لیے یہاں خطرات منڈلانے لگے ہیں اس لیے میں یہاں سے جلد کوچ کر رہا ہوں۔ جیرام نے ایک بار اپنے ہتھیاروں کا جائزہ لیا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اصطبل سے نکلا۔ سہ پہر اب ڈھل رہی تھی۔

سرائے سے نکل کر جیرام نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور بابل کی طرف جانے والی شاہراہ پر اسے تیز دوڑا دیا تھا۔ اس کا رُخ دریائے فرات کے اس چوبی پل کی طرف تھا جس پر سے سیپر شہر کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ بابل کی طرف چلی گئی تھی۔

جیرام اپنے گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتا ہوا جب دریائے فرات کے کنارے چٹانوں کے پاس آیا تو ایک دم اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ کر اسے روک لیا۔ کیونکہ چٹانوں کے اندر سے تین مسلح سواروں نے نکل کر اس کا راستہ روک لیا تھا۔ ان میں اس کارمیدیز کے محل کا محافظ بھی شامل تھا جسے علوان شہر سے باہر جیرام نے اس کے تین ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔

جیرام نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے اور انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ "تم کون ہو اور میری راہ کیوں روک کھڑے ہوئے ہو؟"

اسی محافظ نے کہا۔ "کیا تم مجھے نہیں پہچانتے تو میرا نام سیتاس ہے اور میں علوان کے کارمیدیز کے محل میں محافظ ہوں۔ وہی کارمیدیز جسے تم نے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا تھا۔ تم اس قتل سے انکار بھی نہیں کر سکتے اس لیے کہ اگر کوئی انسان پر حملہ کرتا تو ساتھ میں تم بھی مارے جاتے۔ تمہارا زندہ ہونا ثبوت ہے کہ تم ہی قاتل ہو۔ کارمیدیز کے ساتھیوں میں تمہاری لاش نہ پا کر ہی ہمیں تم پر شبہ ہو گیا تھا۔ ہم نے دُور دُور تک ہر جگہ تمہیں تلاش کیا لیکن تم ایسے روپوش ہوئے کہ کبھی ادھر کا رُخ

نہ کیا ۔ اب شاید تمہاری بدبختی تم پر موت کی کمند ڈال کر تمہیں اس طرف لے آئی ہے ۔"

وہ محافظ جس کا نام سیتاس تھا سانس لینے کو رکا تھا اس نے حقارت آمیز لہجے میں حیرام سے کہا ۔ " آج دریائے فرات کے کنارے ان چٹانوں کے اندر تم پر عذاب دردناک اور سالاؤ کی دہکتی آگ بن کر نازل ہوں گے ۔ یہاں آج کوئی تمہارا مونس و مددگار نہ ہوگا اور آج ہم تمہاری قوت کی ساری مربوطی منتشر، تمہاری زندگی ویران و بے کیف ، تمہاری تلوار کی چمک کو زنگ آلود اور فولاد و پتھر جیسی شجاعت و حوصلے کو ریزہ ریزہ کر دیں گے ۔ اگر اب بھی تمہیں ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے کی کوئی آس ہو تو پکارو اُسے جس سے تمہیں مدد کی اُمید ہے ۔

سیتاس کی لاف و گزاف پر حیرام کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے تیزی سے اُٹھتے آندھی اور سیلاب لے جیسے باد و باراں کا وہ لشکرِ جرار جو باغوں اور سبزہ زاروں سے برسرِ پیکار ہونے کا فیصلہ کر چکا ہو ۔ فضاؤں میں اس وقت رحم ناآشنا تنہائی کا احساس چھایا تھا ۔ ہر شے کے لب پر انگشتِ سکوت اور ارد گرد کے ماحول میں دل پر اضطراری کیفیت طاری کر دینے والا خوف و ہراس چھایا ہوا تھا ۔

حیرام نے جب مڑ کر اپنے پیچھے دیکھا تو ادر دنگ رہ گیا سامنے والوں کے تین دوسرے ساتھی ذرا فاصلہ رکھ کر اس کی پشت پر کھڑے تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں ڈھالیں اور ننگی تلواریں تھیں ۔ حیرام کو خاموش پا کر سیتاس نے پھر طنز کرتے ہوئے کہا ۔ " پریشان، خاموش اور خوفزدہ کیوں کھڑے ہو، ہم سے بچنے کے لیے پکارو کسے مدد کو پکارتے ہو ۔"

حیرام نے سیتاس کی طرف دیکھتے ہوئے قہر آلود لہجے میں کہا ۔ " میں تمہاری بزدلی اور مینڈک کی سی فضول ٹرٹراہٹ کے سامنے کسی کو کیوں پکاروں گا ۔ میرا رب میرا مددگار ہے اور وہی میرے لیے کافی ہے ۔ یاد رکھو تم نے ابھی میری تلوار کا اُبھرنا ڈوبنا نہیں دیکھا ۔ میں تمہاری کمند کے دام میں آنے والا نہیں ۔ میں تم سب کو اپنے سینے میں صدیوں کا راز چھپا کر بہنے والے دریائے فرات کے کنارے زیر



کروں گا ۔ تم پر اپنی تلوار کا سحر طاری کروں گا اور تم سب کے دلوں کو خوف و ہراس اور غم کی تلچھٹ سے بھر دوں گا ۔ تم اب تک بولتے رہے اور میں خاموش رہا ۔ سن رکھو جب میں تم پر حملہ آور ہوں گا تو اپنی تلوار کی نوک اور اپنے تیز حملوں سے تم پر جہنم کی خونی حکایات اور بے بسی کی تلخ حقیقتوں کو واضح کروں گا ۔ تم پر گھور شب رنگ بن کر چھاؤں گا اور تمہارے پاؤں میں شکست و ہزیمت کی گرانبار بیڑیاں پہناؤں گا ۔

اے نادانو ! اگر میں اکیلے نے تیغ زنی میں بے مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے کارمیدیز کو اس کے ساتھیوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تو تم سب کی شجاعت بھی میرے سامنے ٹھٹھر کر رہ جائے گی اور میں تمہاری حالت تیز ہوا میں بے بس ہو کر بکھرنے والے پتنگوں جیسی کر دوں گا ۔ اگر تم سب اپنی خیریت اور جان کی سلامتی چاہتے ہو تو ایک طرف ہٹ جاؤ اور مجھے جانے دو ورنہ یاد رکھو ان چٹانوں کے اندر میں تمہارے ابنام کی ناموس کا خوب محل لگاؤں گا اور تم سب کو ڈوبتے سورج کی طرح لہولہان کر کے میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا ۔"

سیتاس نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے گھوڑے کو ہانک کر اس نے آہستہ آہستہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ حیرام کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا ۔ سیتاس کے جو تین مسلح ساتھی حیرام کی پشت پر کھڑے تھے انہوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو ہانک کر اپنے اور حیرام کے درمیان فاصلہ کم کرنا شروع کر دیا تھا ۔

حیرام نے بھی اپنی تلوار ڈھال سنبھال لی تھی ۔ اپنے سر پر اس نے آہنی خود درست کر کے بٹھا لیا تھا اور اپنے گھوڑے کو اچانک مہمیز لگا کر اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا کہ وہ بالکل مستعد اور تیار تھا ۔

جب وہ چھ کے چھ سامنے اور پیچھے کی طرف حیرام کے قریب ہوئے، تو دفعتاً حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس کا رُخ دائیں طرف کی چٹانوں کے اندر کر کے اس نے اسے سرپٹ دوڑا دیا ۔ سیتاس اور اس کے ساتھی یہی سمجھے کہ حیرام ان کے ڈر سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا ہے ۔ لہٰذا انہوں نے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے

ہوئے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ لیکن یہ سیتاس اور اس کے ساتھیوں کی حماقت اور بھول تھی، ان کے سامنے سے بھاگنے کے بجائے حیرام نے بہترین جنگی چال کی ابتدا کی تھی اور ان چٹانوں کے اندر وہ کسی وقت کسی لمحہ بھی موت کی شمشیر آب دار بن کر ان پر نازل ہو سکتا تھا۔

اب صورتِ حال یہ تھی کہ حیرام آگے آگے اور سیتاس اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پیچھے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ حیرام لمحہ بہ لمحہ اپنے گھوڑے کی رفتار سست کر رہا تھا تاکہ سیتاس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سے اور قریب ہو جائے۔ شاید وہ کسی بھیانک فعل اور خونی ردِعمل کا اظہار کرنے والا تھا۔

حیرام نے جب دیکھا کہ سیتاس اپنے ساتھیوں کے ساتھ بالکل اس کے سر پہ آ چڑھا ہے اور کسی بھی وقت وہ اس پر حملہ آور ہو سکتے ہیں تو چٹانوں کے اندر بل کھاتی پگ ڈنڈی پر وہ بڑی تیزی سے ایک موڑ مڑا اور وہ خطرناک موڑ مڑنے کے ساتھ ہی اس نے انتہائی غصیلی حالت میں اپنے گھوڑے کی باگ کھینچ کر اسے واپس کھینچ کر اسے دائیں موڑا۔ حیرام کا گھوڑا اپنے مالک کا اشارہ پاتے ہی برق رفتاری سے اپنے چاروں پاؤں پر گھوم کر واپس مڑا تھا۔ اتنی دیر تک تعاقب کرنے والے بھی موڑ مڑنے لگے تھے پر اچانک حیرام نے جب مڑ کر ان پر حملہ کر دیا تو وہ بوکھلا کر افراتفری کا شکار ہو گئے۔

حیرام نے تیز ہواؤں کی شہ زوری کی طرح ان پر حملہ آور ہو کر ان کے تین اگلے ساتھیوں پہ برق کے کوندے کی طرح اپنی تلوار گرا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ حیرام کی تلوار کا شکار ہونے والے تینوں کٹ کر پتھریلی زمین پہ گر گئے تھے۔ جب کہ ان کے گھوڑے بدحواس اور بدرکاب ہو کر اِدھر اُدھر بدک گئے تھے۔

سیتاس اپنے دو بچ جانے والے ساتھیوں کے ساتھ سنبھل گیا۔ انہوں نے فوراً اپنے گھوڑوں کو روک لیا اور ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ شاید وہ کسی نئے انداز سے حیرام کا سامنا کرنا چاہتے تھے۔ تاہم ان کے چہروں پہ خوف و ہراس اور بلا سوچے سمجھے حیرام کا تعاقب کرنے کی حماقت کا پچھتاوا اور مرنے والوں کے دکھ کا احساس تھا۔

حیرام ان تینوں کے قریب آیا اور ذرا فاصلے پہ اس نے اپنے گھوڑے کو روکا۔



لگا بھاری، وزنی اور چوڑے پھل کی تلوار سے ابھی تک ان کے ساتھیوں کا خون ٹپک رہا تھا۔ حیرام نے اپنی وہی خون ٹپکاتی تلوار سیتاس کی طرف لہراتے ہوئے ایک ہولناک قہقہہ لگایا یوں جیسے جنگل میں کوئی بھوکا درندہ ہرنوں کے غول کو دیکھ کر غرایا ہو۔ پھر اس نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ سے ٹکرانے کا انجام دیکھا۔ کیا میں نے تمہارے دلوں کو خوف و اس سے بھر نہیں دیا۔ کیا میں نے تمہاری ساری معرکہ آرائیوں اور عظمتوں کے تصورات کو ہلاکت کاری کا شکار نہیں بنا دیا۔"

سیتاس نے غصے اور خوف ملی جلی آواز میں کہا۔ "اپنی تلوار پر اتنا فخر، اتنا غرور نہ کرو کہ میرے ساتھ میرے دو ہی ساتھی رہ گئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم تمہیں بھاگنے کا موقع نہ دیں گے اور تم سے اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام ضرور لیں گے۔ تم نے یقیناً دھوکہ اور عیاری سے کام لے کر میرے تین ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔"

حیرام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر ان کی طرف دوڑاتے ہوئے کہا۔ "سنبھلو میں تم پر حملہ آور ہوتا ہوں، بچ سکتے ہو تو بچ دکھاؤ۔" حیرام نے آگے بڑھ کر ان تینوں پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ تینوں بھی اپنے لہو، اپنی زندگی کی حرمت کی خاطر مقابلے پر جم گئے تھے۔ دریائے فرات کے کنارے چٹانوں کے اندر تلواروں اور ڈھالوں کے ٹکراؤ کا ایک شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

حیرام کا گھوڑا اپنے مالک کے اشارے پر بڑی برق رفتاری سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہٹ کر حیرام کو بہترین اور خطرناک حملے کرنے کے مواقع فراہم کر رہا تھا۔ اچانک حیرام کی تلوار سیتاس پہ گری اور اسے کاٹتی ہوئی زمین پر گر گئی۔ چٹانوں کے اندر سیتاس کی ایک ہولناک چیخ ابھر کر خاموشی میں ڈوب گئی تھی۔

سیتاس کے مرنے پر اس کے دونوں ساتھی بوکھلا کر رہ گئے اور حیرام پر الٹے سیدھے اور اوچھے وار کرنے لگے جو ان کی اپنی ذات کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ دوسری جانب حیرام اپنے وجدان کے عروج پر تھا اور ہولناک آندھی کی شہ زوری کی طرح وہ اپنی دل ... اور قہرمانیت کا بھرپور اظہار کر رہا تھا۔

حیرام کے تیز حملوں کے سامنے ان دونوں کی حالت اب قابلِ دید تھی۔ ان کی آنکھوں میں عود و لوبان کے بخارات کی طرح غم اور پریشانی کے اثرات نمایاں ہو رہے ہیں۔ ان کے چہرے یوں لگ رہے تھے جیسے کسی مسافر کو تمدن کی گہما گہمی اور رونق سے اٹھا کر لب گور نا گرا ہی اور پستی میں پھینک دیا گیا ہو۔

دفعتاً حیرام اپنے گھوڑے کو ان دونوں کے گھوڑوں کے درمیان لے آیا۔ وہ دونوں خوش اور مطمئن تھے کہ حیرام کو اپنے درمیان رکھ کر وہ اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے اسی لیے انھوں نے ایک ساتھ حیرام پر اپنی تلواریں برسا دی تھیں۔

دوسری طرف حیرام بھی بہت جلد ان کو اپنا شکار بنانے کی خاطر ان کے درمیان میں آن گھسا تھا۔ اس نے دونوں کی ایک ساتھ اپنے سر پر برسنے والی تلواروں کو اپنی ڈھال پر روکا اور پھر نیچے ہی نیچے سے اس نے اپنی تلوار ان دونوں میں سے ایک کے پیٹ میں گھونپ دی تھی اور ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو مہمیز لگا دی تھی اور ایک طرف ہو کر ذرا آگے نکل گیا تھا۔

آخری بچنے والا ساتھی ابھی اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ حیرام نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑ کر کھینچیں اور اسے واپس موڑا۔ حیرام کا گھوڑا اپنی اگلی دونوں ٹانگیں اٹھا کر سیدھا کھڑا ہوا اور بری طرح ہنہنایا پھر وہ مڑا اور آخری بچنے والے کی طرف بڑھا اس کے ساتھ ہی حیرام سمندر کی وحشت ناک لہروں اور تند آندھی کے ہولناک بگولوں کی طرح اپنے آخری دشمن پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ یہ ایسا زوردار اور کربناک حملہ تھا کہ حیرام کے مقابل کے ہاتھ سے اس کی ڈھال چھوٹ کر گر گئی۔ حیرام کی تلوار ڈوبی، ڈوب کر ابھری اور اس آخری دشمن کو بھی کاٹ کر رکھ گئی گئی تھی۔

حیرام اپنے گھوڑے سے اترا، مرنے والوں کے سارے گھوڑوں کو اس نے پچکار پچکار کر پکڑا اور انہیں ایک ساتھ باندھ کر وہ انہیں واپس سید شہر کی ایک دوسری سرائے میں لے گیا۔ وہاں اس نے ان سب گھوڑوں کو بیچ کر ایک خاصی رقم حاصل کر لی تھی۔ پھر وہ وہاں سے بابل شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔



○

سورج دن بھر فطرتِ عناصر سے مرگ و زیست کا کھیل دیکھتا ہوا مغرب کے خواب زاروں میں غروب ہو گیا تھا۔ اندھیری رات نے جمالِ حیات کو اپنی سیاہی تلے چھپا دیا تھا۔ چہار سو خاموشی تھی جیسے ہر شے روح کی فرحت گاہ اور فطرت کی جولان گاہ میں کھو گئی ہو۔

حیرام بابل شہر میں داخل ہوا اور اپنے گھوڑے کو دلکی چال چلاتا ہوا وہ سیدھا کبیر کے معبد کے پاس آ رکا۔ نیچے اتر کر اپنے گھوڑے کو اس نے معبد سے باہر ایک درخت سے باندھ دیا اور خود معبد میں داخل ہو کر اس نے کاہن لادیص کے اوطاق پر دستک دی۔

کاہن لادیص کے حجرے میں روشنی ہو رہی تھی اور اس کی آواز بھی باہر سنائی دے رہی تھی۔ وہ بڑے آہنگ و الحان کے ساتھ پرانے اور قدیم صحائف کی تلاوت کر رہا تھا۔ حیرام کے دستک دینے پر لادیص نے تلاوت بند کر دی اور بلند آواز میں اس نے پوچھا: "کون ہے؟"

حیرام نے دروازے کے ساتھ منہ لگاتے ہوئے مدھم آواز اور رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "میرے بزرگ! میرے محترم! میں حیرام ہوں۔ دروازہ کھولیے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس وقت آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد اوطاق کا دروازہ کھلا اور لادیص نے باہر نکل کر حیرام کو گلے لگاتے ہوئے اور اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ "اے فرزندِ عزیز! تم نے یہ کیوں کہہ دیا کہ مجھے افسوس ہے میں اس وقت آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ بخدا تمہارے آنے سے مجھے راحت و سکون ملتا ہے۔ تمہاری ذات میرے لیے حوصلوں اور وجدان کی امین ہے۔ اندر آ کر آرام سے بیٹھو اور مجھے بتاؤ اس دوران تم کہاں کہاں رہے اور بابل کے امیر یہودیوں کے لیے تم نے کیا کچھ کیا ہے۔"

حیرام اوطاق میں داخل ہوا پھر وہ چٹائی پر لگے بستر پر لادیص کے ساتھ بیٹھ کر اسے سائرس کی ساری فتوحات اور عنقریب بابل پر حملہ آور ہونے کے واقعات تفصیل سے سنا رہا تھا۔ حیرام جب خاموش ہوا تو لادیص نے خوش ہوتے اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

کر دیا ہے۔ اسے اب تمہارے ان پیوند لگے کپڑوں سے بھی پیار ہے۔ وہ بچاری اکثر تمہیں یاد کر کے روتی رہتی ہے وہ روز میرے پاس آ کر پوچھتی ہے کہ حیرام کب آئے گا۔ میں نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے کہ جب حیرام آئے گا تو میں تم دونوں میں صلح کرا دوں گا۔ اُمید ہے تم میری بات رکھو گے۔ راحیل تمہارے ساتھ نہایت مخلص اور مہربان ہے اس سے تمہاری نفرت اور اس کی پریشانی دیکھ کر اس کے ماں باپ نے اس کی شادی کر دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن راحیل نے شادی سے صاف انکار کر دیا تھا۔ جس روز اس نے شادی سے انکار کیا تھا اسی روز وہ میرے پاس معبد میں آئی تھی اور تورات پر ہاتھ رکھ کر اس نے قسم کھائی تھی کہ شادی کرے گی تو حیرام سے ورنہ ساری عمر یوں ہی کنواری اور اکیلی بیٹھی رہے گی۔ میری مانو بیٹے! تمر اور راحیل دونوں سے شادی کر لو۔ راحیل تمہیں خوش رکھے گی، تمہاری راحت، خوشی اور سکون کا باعث بنے گی۔ اُمید ہے تم میری بات مانو گے اور انکار نہ کرو گے کیونکہ میں راحیل سے ایسا وعدہ کر چکا ہوں۔"

حیرام کی گردن جُھک گئی تھی اور وہ گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔

حیرام کو خاموش اور متفکر دیکھ کر لادیص نے پوچھا "کیا سوچنے لگے ہو؟"

حیرام نے کہا "میں تو آج ہی کی رات آپ کو لے کر جرسان کی طرف رخصت ہونا چاہتا ہوں لیکن آپ نے اب ایک اور ہی مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ ابھی واپس آ کر مجھے بابل پر ایک نظر جنگی نقطۂ نظر سے بھی ڈالنا ہو گی اور بابل کی فتح کے بعد میں یہاں سے تمر کے ساتھ یثرب روانہ ہو جاؤں گا اور وہیں رہ کر اپنے آنے والے رسولؐ کا انتظار کروں گا۔"

لادیص نے کہا۔ "میں تمہارے ساتھ آج ہی کی رات جرسان جانے کو تیار ہوں میں انکار تو نہیں کر رہا لیکن پہلے راحیل سے نکاح ہونا چاہیئے۔ وہ تمہاری زیادہ حق دار ہے۔ بابل کی فتح کے بعد یثرب جاتے ہوئے جہاں تمر تمہارے ساتھ ہو گی وہاں راحیل بھی تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہارے ہمراہ ہو گی اور پھر میرے ساتھ وعدہ کرو۔ جب بابل کی فتح کے بعد تم یثرب کی طرف روانہ ہو تو مجھے بھی ساتھ لے لو گے۔ میں بھی یثرب جاؤں گا اور وہاں اس آنے والے نجات دہندہ کا انتظار کروں گا۔"



اے فرزندِ عزیز! تم اپنے مقصد کے قریب پہنچ گئے۔ میرا رب تمہیں توفیق دے گا کہ تم اس کام کی تکمیل کر سکو۔

حیرام نے سنبھلتے ہُوئے اور اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "اس بار تو میں آپ کو لینے آیا ہوں۔"

لادیص نے بڑی حیرت اور شوق میں پوچھا "کہاں لے جاؤ گے مجھے۔"

حیرام نے کہا۔ "نینوا سے آٹھ دس میل شمال میں جرسان نام کی ایک بستی ہے وہاں آپ کو لے جاؤں گا۔ وہاں میں بستی کے سردار عفرون کی بیٹی تمر سے شادی کر رہا ہوں۔ یہ شادی میری اپنی مذہبی روایات کے مطابق ہو گی۔ اسی لیے آپ کو لینے آیا ہوں کہ یہ نکاح آپ ہی پڑھیں۔ اگر آپ زحمت نہ سمجھیں تو میں آج ہی رات اور ابھی یہاں سے کُوچ کرنا پسند کروں گا۔"

لادیص کی گردن جُھک گئی۔ چند لمحوں تک وہ انجانی سوچوں میں کھویا رہا پھر اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "جرسان تو کیا میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ اس سے بھی دور دراز کی منزل کی طرف جانے کو تیار ہوں۔ پر یہ تو کہو بیٹے! راحیل کا کیا بنے گا؟"

حیرام نے چونک کر پوچھا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

لادیص نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مطلب صاف ہے بیٹے! راحیل تم سے محبت کرتی ہے، تمہیں پسند کرتی ہے، اس کا کیا ہو گا۔"

حیرام نے کہا۔ "اسے مجھ سے کوئی محبت نہیں، وہ خود سر اور خود پسند ہے وہ ظاہری شان و شوکت اور چمک دمک کی دِلدادہ ہے۔ اسے میرے ان پیوند لگے کپڑوں سے نفرت ہے جنہیں میں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں پھر میرا اور اس کا نباہ کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے۔"

لادیص نے ایسی نرم آواز میں یوں کہا کہ شفقت اس کے الفاظ سے ٹپکتی تھی۔ اب وہ راحیل پہلی راحیل نہیں رہی۔ اس نے اپنی ساری خود سری ساری خود پسندی کو دفن

حیرام نے کہا: "جو آپ کے جی میں آئے کریں، مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

لادیص نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "تم پھر یہیں بیٹھو، میں ذرا راحیل کے پاس جاتا ہوں"۔ لادیص اٹھا اور حجرے سے باہر نکل گیا۔

لادیص، یعقوب اقلیبی کی حویلی میں داخل ہوا اور اس کمرے کے دروازے پر اس نے دستک دی جس میں روشنی ہو رہی تھی اور اندر سے باتیں کرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ دستک پر اندر سے یعقوب اقلیبی کی آواز سنائی دی "کون ہے؟"

لادیص نے جواب میں کہا۔ "میں لادیص ہوں"۔

ایک دم کمرے کا دروازہ کھل گیا اور سامنے کھڑے یعقوب اقلیبی نے باہر کھڑے لادیص سے بڑے احترام اور عقیدت سے کہا۔ "آپ یوں اجنبیوں کی طرح باہر کیوں کھڑے ہو گئے، دستک دے کر اندر آ جاتے"۔

لادیص کمرے میں داخل ہوا، کمرے کے وسط میں راحیل اور اس کی ماں نمرا ایک ہی بستر پہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ لادیص، یعقوب اقلیبی کے ساتھ دوسرے بستر پہ بیٹھ گیا اور راحیل کو مخاطب کر کے کہا۔ "راحیل! راحیل! میں تمہارے لیے خوشخبری لایا ہوں بیٹی!"

راحیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "اے مقدس عم! کیسی خوشخبری لائے ہیں آپ میرے لیے"۔

لادیص نے کہا۔ "حیرام آیا ہوا ہے"۔

راحیل نے شوق و شیفتگی اور اشتیاق و تمناؤں سے بھرپور آہنگ و طلسم بھری اپنی شیریں آواز میں پوچھا۔ "اے مقدس عم! وہ کہاں ہیں اور کب آئے ہیں"۔ راحیل کی آواز اس کی روح کے اندر تمام اسرار کی پردہ کشائی کر رہی تھی جن کا تعلق محبت اور ہمدردی سے تھا۔ لادیص نے بڑی شفقت سے کہا۔

"اے بیٹی! تھوڑی دیر قبل ہی حیرام بابل شہر میں داخل ہوا ہے اور آج ہی رات اس نے یہاں سے شمال میں نینوا شہر کی طرف کوچ کر جانا ہے"۔ اے بیٹی!



کو میں نے اسے تم سے شادی کر لینے پر رضامند کر لیا ہے پھر بھی اس معاملے میں ایک رکاوٹ، قباحت اور قدغن ہے اور وہ یہ کہ حیرام مجھے لینے آیا ہے کیونکہ وہ نینوا کے قریب جرسان نام کی بستی میں تمر نام کی کسی لڑکی سے شادی کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ چلوں اور اس کا نکاح پڑھاؤں لیکن میں نے اسے روک کر تم سے شادی پر آمادہ کر لیا ہے۔ اے بیٹی! کیا تمر سے شادی تمہاری امیدوں اور خواہشوں کی نفی تو نہیں"۔

راحیل نے اپنی بے پناہ خوشی کو دباتے ہوئے کہا۔ "اے مقدس عم! یہ کوئی قباحت اور قدغن نہیں ہے۔ جب وہ رقبہ سے شادی کر رہے تھے تب بھی میں نے رضامندی کا اظہار کیا تھا اب بھی میں ان کی خواہشات اور ان کے فیصلوں کا احترام کروں گی۔ میں کھلے اور صاف دل سے تمر کا استقبال کروں گی"۔

لادیص نے پھر کہا۔ "لیکن میں حیرام کے ساتھ وعدہ کر آیا ہوں کہ تمر سے پہلے تمہارا نکاح حیرام سے ہوگا۔ اس کے بعد تم تمر کی طرف کوچ کرو گے وہ اس پر بھی رضامند ہے۔ اس کی سعادت مندی ہے کہ اس نے میری کسی بات کو نہیں ٹالا۔ اب تم لوگوں کی کیا مرضی ہے؟"

راحیل شرما کر اپنی ماں کے پیچھے چھپ سی گئی تھی اس بار یعقوب اقلیبی نے کہا "ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ آپ یہ نکاح ابھی اور اسی وقت پڑھا سکتے ہیں۔ میں حیرام سے بات کر لیتا ہوں، میں اس سے کہوں گا کہ وہ نکاح کے بعد آج کی رات یہیں راحیل کے پاس رہے اور صبح اندھیرے منہ یہاں سے تمر کی طرف کوچ کر جائے۔ آپ بھی یہیں ہماری حویلی میں ہی رہیں گے تاکہ صبح حیرام کے ساتھ جرسان کی طرف کوچ کر سکیں"۔

یعقوب اقلیبی رکا پھر اس نے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "راحیل! راحیل! تم خود جاؤ بیٹی! اور حیرام کو معبد سے اپنے ساتھ یہاں لے آؤ"۔

راحیل نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ چپ چاپ وہ اٹھی اور باہر چل دی۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ کسی متوحش ہرنی کی طرح چوکڑیاں بھرتی ہوئی معبد کی طرف بھاگ رہی تھی۔

اِسی طرح بھاگتی ہوئی راحیل معبد میں داخل ہوئی اور کاہن لادیص کے حجرے کے دروازے پر آکھڑی ہوئی۔ اس نے دیکھا اندر حیرام چٹائی پر لگے لادیص کے بستر بیٹھا ہوا تھا۔ راحیل چند ثانیوں تک دروازے پہ کھڑی ہو کر اسے دیکھتی رہی پھر ا نے دروازے پر ہلکا سا کھٹکا کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا میں اندر آ سکتی ہوں"

حیرام چونک سا پڑا، مڑ کر اس نے راحیل کی طرف دیکھا۔ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور بڑی نرمی اور لطف سے کہا "آؤ راحیل! اندر آ جاؤ"

راحیل اوطاق میں داخل ہوئی اور کسی قدر ہچکچاتے اور شرماتے ہوئے اس حیرام سے کہا۔ "گھر چلیں بابا آپ کو بلا رہے ہیں"

حیرام نے راحیل سے نزدیک ہوتے ہوئے پوچھا "کیا کاہن لادیص تمہاری حو نہیں گئے ؟"

راحیل نے کہا "وہ بھی وہیں بیٹھے ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں"

حیرام نے پوچھا "کیا انہوں نے تمہارے متعلق کوئی بات کی ہے ؟"

راحیل نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ "ہاں، انہوں نے وہاں میرا او آپ کا ذکر کیا تھا۔ میں آپ کی ممنون ہوں، آپ نے مجھ سے نفرت کا اظہار نہیں کیا"

حیرام نے کہا۔ "راحیل! راحیل! شاید کاہن لادیص نے یہ ذکر نہ کیا ہو کہ میں ایک اور لڑکی سے شادی کرنے جا رہا ہوں، کیا تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہ"

راحیل آگے بڑھی نہایت مہربانی اور محبت سے اس نے حیرام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "آپ فکرمند نہ ہوں۔ کاہن لادیص سب ہمیں تفصیل سے بتا چکے ہیں۔ میں تم کے لیے ایک مشفق اور عزیز بہن بن کر رہوں گی"

راحیل کی انگلیوں کے لمس میں بھی چاہت کا سندیسہ تھا۔ حیرام چند ثانیوں تک بڑے پیار، بڑی چاہت سے راحیل کو دیکھتا رہا۔

جواب میں راحیل کی گردن جھکی رہی پھر حیرام نے کہا۔ "آؤ چلیں"

دونوں معبد سے نکلے، حیرام نے باہر بندھا ہوا اپنا گھوڑا کھولا اور راحیل کے



ساتھ اس کی حویلی کی طرف چل دیا۔ دونوں خوش اور پُرسکون تھے۔

دونوں پہلے حویلی کے اصطبل میں آئے، وہاں حیرام نے اپنے گھوڑے کو باندھا اور اس کی زین اُتار دی تھی اتنی دیر تک راحیل نے گھوڑے کے آگے دانہ ملا جوار کا بھس ڈال دیا تھا پھر وہ دونوں اس کمرے کی طرف آئے جہاں لادیص، یعقوب اقلیبی اور اس کی بیوی زمران بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو یعقوب اقلیبی اُٹھا اور حیرام کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے فرزندِ عظیم! میں تمہیں یہاں خوش آمدید کہتا ہوں"

زمران بھی اُٹھی اور اس نے آگے بڑھ کر حیرام کی پیشانی چومتے ہوئے بے پناہ خوشی کے اظہار میں کہا۔ "شکر ہے بیٹے! تم اس گھر میں بھی آئے ہو"

اتنی دیر تک لادیص نے حیرام اور راحیل سے کہا "تم دونوں ادھر میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ، میرے بچو! حیرام اور راحیل دونوں لادیص کے سامنے بیٹھ گئے اور لادیص نے ان دونوں کا نکاح پڑھا دیا۔

نکاح ختم ہوا تو لادیص نے ان چاروں کو مبارک باد دی۔ پھر یعقوب اقلیبی نے حیرام سے کہا۔ "حیرام! میرے بیٹے! تو آج کی رات یہیں راحیل کے ساتھ رہ صبح اندھیرے منہ یہاں سے کوچ کر جانا۔

حیرام جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ یعقوب اقلیبی کا ایک محافظ ہانپتا ہوا اندر آیا اور یعقوب سے کہا۔ "مالک علوان کا کارمیدیز جسے حیرام نے قتل کیا تھا اس کا بھائی اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ آیا ہے۔ اس نے حویلی کا گھیراؤ کر لیا ہے۔ اسے کسی طرح ۔ ہو گئی ہے کہ حیرام یہاں ہے۔ لہٰذا وہ اپنے بھائی کا انتقام لینے آیا ہے۔ وہ آپ کو باہر بلا رہا ہے"

یعقوب اقلیبی نے فوراً اُٹھ کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "راحیل! راحیل! میری بیٹی! تم فوراً اُٹھو اور حیرام کو تہ خانے میں لے جاؤ۔ میں کارمیدیز کے بھائی کو دیکھتا ہوں"

حیرام اپنے چہرے سے تہ خانے کی طرف جانے کو آمادہ نہ لگتا تھا

راحیل نے جب اس کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا - پھر دونوں میاں بیوی کمرے سے نکل کر اصطبل کے نیچے تہ خانے کی طرف بھاگ رہے تھے -



اصطبل میں جا کر راحیل نے لکڑی کی ناند جس کے نیچے لکڑی کے پہیئے لگے ہوئے تھے اور جس میں گھوڑوں کو چارہ ڈالا جاتا تھا دھکیل کر ایک طرف کی - نیچے لکڑی کے تختے بچھے ہوئے تھے -

جب راحیل نے جلدی جلدی تینوں تختے بھی ہٹا دیئے تو حیرام نے دیکھا، وہاں تاریکی میں ڈوبی سیڑھیاں تھیں جو نیچے تہ خانے کو جا رہی تھیں -

راحیل نے حیرام کا بازو پکڑتے ہوئے کہا - " میرے ساتھ آیئے، اندر تہ خانے میں بستر اور آرام کی ہر چیز موجود ہے "

حیرام فوراً نیچے جُھکا - تہ خانے کا مُنہ اس نے لکڑی کے تختے رکھ کر بند کر دیا اور پھر ناند دھکیل کر اُوپر کر دی - راحیل نے پریشانی اور فکر مندی میں پوچھا " یہ کیا کر رہے ہیں آپ ؟"

حیرام نے راحیل کے دونوں کندھے پکڑتے ہوئے بڑے پیار سے کہا -

" تم یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں "

راحیل نے روتی آواز میں کہا۔ "خُدا کے لیے اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالیے گا ورنہ مَیں مرجاؤں گی۔"

حیرام نے راحیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جلدی جلدی اس نے اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا اپنا ترکش اور کمان کھول لیے اور پھر وہ ان کمروں کی طرف بھاگ رہا تھا جن کے اندر یعقوب اقلیبی کے محافظ رہتے تھے۔

حیرام بھاگتا ہُوا محافظوں کے اس کمرے میں داخل ہُوا جس میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے دیکھا اندر چار محافظ مسلح حالت میں کھڑے تھے۔ حیرام نے ان سے پوچھا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ان میں سے ایک نے کہا۔ "ہمارے دو ساتھی آقا کے ساتھ ہیں جن لوگوں نے حویلی کا محاصرہ کر رکھا ہے ان کا سرغنہ حویلی میں داخل ہوچکا ہے۔ آقا اسے دیوان خانے کی طرف لے گئے ہیں۔ ہمارے لیے کوئی حکم ہو تو آپ کہیں۔"

حیرام نے پوچھا۔ "کیا تمہیں خبر ہے حویلی کے اِردگرد کتنے آدمی ہیں"۔

محافظ نے کہا۔ "حویلی کے ہر طرف دو دو مسلح سوار کھڑے ہیں۔ تاہم سامنے والی سمت اب خالی ہوگئی ہے کیونکہ اس طرف کے دونوں مسلح جوان اپنے سرغنہ کے ساتھ حویلی میں داخل ہوگئے۔ ہمارا ایک ساتھی کہہ رہا تھا کہ یہ سرغنہ آپ کے ہاتھوں مرنے والے کارمیدیز کا چھوٹا بھائی ہے اور اس کا نام قطوس ہے۔ اگر اس نے ہمارے آقا کے ساتھ کوئی بدتمیزی کی تو ہم اس پر حملہ کر دیں گے چاہے ایسا کرنے میں ہماری جانیں ہی کیوں نہ ضائع ہو جائیں"۔

حیرام نے کہا۔ "تم چاروں اپنے ترکش اور کمانیں سنبھالو۔ دو بھاگ کر شرقی دیوار کی طرف چلے جاؤ اور دو مغربی دیوار کی طرف اور دیوار سے باہر محاصرہ کرنے والے سواروں کو اپنا ہدف بنا کر رکھو، مَیں جنوبی دیوار کے ساتھ اصطبل کی طرف جاؤں گا اور اس طرف کھڑے دونوں دشمنوں سے نمٹوں گا۔ میرے اصطبل کی طرف جانے کے بعد جب تم میرے کھانسنے کی آواز سنو تو فوراً دشمن پر تیر چلا دینا۔ اب تم میرے سامنے اپنی



اپنی سمت جاؤ۔

چاروں محافظ فوراً حرکت میں آئے انہوں نے اپنے ترکش اور کمانیں سنبھال لیں اور پھر ان میں سے دو مغربی اور دو مشرقی دیوار کی طرف بھاگ گئے تھے۔ حیرام دوبارہ بھاگتا ہُوا اصطبل میں آیا۔ راحیل وہیں اُداس اور پریشان کھڑی تھی جہاں حیرام اُسے کھڑا کر کے گیا تھا۔ جب حیرام اس کے قریب آیا تو اس نے فکرمندی سے پوچھا۔ "آپ کہاں گئے تھے اور کیا کر رہے ہیں۔ آپ اکیلے ان سے کیسے اور کیونکر نمٹ سکیں گے۔ کیا بابا نے ہم دونوں سے کہا نہ تھا کہ ہم تہ خانے میں چلے جائیں۔ وہ ان حملہ آوروں کو ٹال کر واپس کر دیں گے"۔

حیرام نے کہا۔ "یہ کارمیدیز کا بھائی قطوس ہے، آج اسے ہم نے کسی طرح ٹال دیا تو کل کو یہ پھر ہمارا محاصرہ کرے گا۔ کیونکہ اب مَیں یہاں آتا جاتا رہوں گا۔ مَیں آج اس سے حویلی کے اندر ہی نمٹ لوں گا تاکہ مستقبل میں میرے لیے یہ کوئی خطرہ ثابت نہ ہو۔ تم دیکھتی جاؤ مَیں ان کی کیا درگت بناتا ہوں"

راحیل بچاری خاموش رہی، حیرام حویلی کی جنوبی دیوار کے ساتھ آکھڑا ہُوا۔ راحیل بھی اس کے پہلو میں آکھڑی ہوئی تھی۔ دیوار کے اُوپر سے جھانکتے ہوئے حیرام نے دیکھا۔ وہاں دیوار سے باہر دو مسلح سوار کھڑے تھے۔

حیرام نے ایک بار زوردار کھانسی کی جو یعقوب اقلیبی کے محافظوں کو حملہ آور ہونے کا اشارہ تھا۔ جنوب میں کھڑے دونوں مسلح سوار اس کھانسی پر چونکے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس طرف بڑھے جدھر سے اُنہیں کھانسی کی آواز سُنائی دی تھی۔

اسی لمحے حیرام نے چند تیر اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے۔ ایک تیر چلّہ پر چڑھایا، پھر اس نے سانس روک کر شست لی اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے ان دونوں پر تیر چلا دیئے وہ دونوں سوار بڑے کرب کے عالم میں اپنے گھوڑوں سے گر کر زمین پر لوٹنے لگے تھے۔

راحیل نے پیار سے حیرام کے ہاتھ کو ایک طویل بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ "میں آپ

کے نشانے کی داد دیتی ہوں۔ آپ نے اندھیرے میں ایک تیر بھی ضائع نہیں ہونے دیا"۔

حیرام نے راحیل کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "راحیل! راحیل! میرے ساتھ آؤ"۔

دونوں بھاگتے ہوئے پہلے مشرقی دیوار کی طرف آئے وہاں دو محافظ کھڑے تھے۔

حیرام نے ان سے پوچھا۔ "کیا بنا؟"

ان میں سے ایک نے کہا۔ "ہم نے دونوں کو تیروں سے چھلنی کر کے موت کی نیند سُلا دیا ہے"۔

حیرام نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ"۔ حیرام، راحیل اور دونوں محافظوں کے ساتھ مغربی دیوار کی طرف آیا۔ وہاں کھڑے محافظوں نے حیرام کو دیکھتے ہی کہا۔ "ہم نے دونوں کو ڈھیر کر دیا ہے"۔

حیرام نے کہا۔ "حویلی کا محاصرہ کرنے والے سارے ختم ہو گئے ہیں۔ تم چاروں ان کے گھوڑے اور لاشیں اُٹھا کر اندر لے آؤ اور حویلی کے اندر اصطبل کی بائیں طرف گڑھا کھود کر ان کی لاشیں وہاں دبا دو، ان کے گھوڑے ہم بیچ دیں گے۔ اتنی دیر تک میں قطوس اور اس کے دونوں ساتھیوں سے نمٹتا ہوں"۔

حیرام کے کہنے پر چاروں محافظ حویلی سے باہر نکل گئے تاکہ لاشیں اور گھوڑے اندر لا سکیں۔ حیرام راحیل کے ساتھ دیوان خانے کی طرف بڑھا جس کے اندر کارمیدیز کا بھائی قطوس اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ یعقوب اقلیبی سے حیرام سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔

حیرام دیوان خانے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ راحیل بھی تھی۔ یعقوب اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ حیرام نے اپنی تلوار سونت رکھی تھی اور اس کی ڈھال اس کے پاس تھی۔

یعقوب نے غم گین آواز میں حیرام سے پوچھا۔ "بیٹے! تم یہاں؟"

یعقوب کے قریب ہی بیٹھے کارمیدیز کے بھائی قطوس نے حیرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "یہ کون ہے اور یہ برہنہ تلوار اور ڈھال کے ساتھ اس کمرے میں کیوں داخل ہوا ہے"۔



یعقوب کے کچھ کہنے سے قبل ہی حیرام نے سخت گونجتی آواز میں کہا۔ "میرا نام حیرام ہے۔ میں ہی ہوں جس کی تمہیں تلاش ہے۔ میں نے ہی تمہارے بھائی کارمیدیز کو دریائے فرات کے کنارے کاٹا تھا اور پچھلی شب دریائے فرات کے اس پار میں نے تم لوگوں کے چھ اور آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ میں نے انہیں جب سرائے میں دیکھا تو سات تھے لیکن میرے مقابلے پر صرف چھ آئے شاید ساتواں تمہیں اطلاع کرنے چلا گیا تھا اب تمہاری باری ہے، اس گھر کے اندر میں تمہیں کوئی وحشی کھیل نہ کھیلنے دوں گا۔ زندگی کے بجائے یہاں موت تمہارا استقبال کرے گی اور تمہاری رگ رگ میں یہاں کاٹ کر رکھ دوں گا۔ کسی کو مدد کے لیے پکارنا چاہتے ہو تو پکار لو ورنہ میری تلوار تم پر برس جائیگی"۔

قطوس زخمی سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور غصے میں جھاگ چھوڑتے اور کھولتے ہوئے اس نے کہا۔ "تم احمق ہو، کیا تمہیں خبر نہیں کہ یعقوب کی یہ حویلی میرے ساتھیوں کے نرغے میں ہے اور میری ایک ہی پکار پر وہ اندر داخل ہوں گے اور تمہاری نس نس کاٹ کر رکھ دیں گے"۔

حیرام نے بھی غضب ناک لہجے میں کہا۔ "تم خود احمق اور بے وقوف ہو، کیا تمہیں خبر نہیں کہ اس حویلی کے باہر تمہارے چھ مسلح سوار تھے انہیں میں ختم کر چکا ہوں، اور اب باہر انہیں دفن کرنے کے لیے وہ گڑھا کھودا جا رہا ہے، اسی گڑھے میں تمہاری لاش بھی جائے گی"۔

قطوس کا رنگ پیلا ہو کر رہ گیا، اس کے چہرے پر بیلاہٹ، ملول اور تاسف کے کئی رنگ آمد و رفت کر گئے لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے دونوں محافظوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ "آگے بڑھ کر اس پر حملہ کرو اور اسے موت کے گھاٹ اتار دو"۔

حیرام نے ہاتھ کے اشارے سے راحیل کو ذرا پیچھے ہٹا دیا تھا خود وہ اپنی تلوار اور ڈھال لہراتا ہوا مستعد کھڑا ہو گیا تھا۔ جونہی قطوس کے دونوں محافظ اپنی تلواریں سونتے حیرام کی طرف بڑھنے لگے۔ یعقوب نے آنکھ سے اپنے دونوں محافظوں کو اشارہ

کیا اور ان دونوں نے قطوس کے محافظوں پر ان کی پشت سے حملہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حیرام آگے بڑھ کر قطوس پر اپنی تلوار برسانا چاہتا تھا کہ یعقوب کے دونوں محافظوں نے اس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

حیرام نے دونوں محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ان تینوں کی لاشیں اُٹھا کر اصطبل کے بائیں طرف لے جاؤ وہاں تمہارے ساتھی قطوس اور اس کے محافظوں کے لیے گڑھا کھود رہے ہیں۔"

دونوں محافظ تینوں لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ یعقوب نے بڑی شفقت سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیٹے! میں نے تو تمہیں اور راحیل کو تہ خانے میں جانے کو کہا تھا۔ مجھے اُمید نہ تھی تم اس قدر بڑا قدم اُٹھالو گے، بہرحال میں تمہارے اس اقدام کی تائید کرتا ہوں۔ قطوس اور اس کے ساتھیوں کی موت پر اس گھر میں آتے ہوئے اب کوئی تمہاری راہ روکنے والا نہ ہوگا۔ راحیل! راحیل! تم حیرام کو اپنے کمرے میں لے جاؤ۔ رات کے پچھلے حصّے میں اسے یہاں سے کُوچ بھی کرنا ہے۔ میں تمہاری ماں اور کاہن لادیص کی طرف جاتا ہوں، انہیں میں نے احتیاطاً ساتھ والے کمرے میں بٹھا دیا تھا۔"

راحیل حیرام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی طرف لے گئی جب کہ یعقوب اُٹھ کر ساتھ والے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

رات اپنے زوال کی طرف بھاگتی ہوئی اپنے تنزل کی گہرائیوں میں اُتر رہی تھی۔ طیور فطرت کے مکالمے ادا کرنے کی خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ چاند مغرب کی فنا گاہوں میں غروب اور سُورج مشرق کی تاریکیوں سے طلوع ہونے کے آثار دکھا رہے تھے۔

حیرام کروٹ بدل کر اُٹھ بیٹھا کسی نے اس کا بازو پکڑ کر جگایا تھا۔ اس نے دیکھا راحیل اس کے سامنے کھڑی ہے۔ اس کی آنکھیں نیند سے ابھی تک سرمگیں تھیں اور چہرے پر سفید سادے کا غازہ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔ راحیل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ "اُٹھیے! آپ تو کہہ رہے تھے سُورج طلوع ہونے تک میں دس پندرہ



میل کی مسافت طے کر لوں گا۔ اب سُورج طلوع ہونے میں تھوڑی ہی دیر ہے۔ میں نے آپ کا زادِ راہ تیار کر دیا ہے، آپ کے گھوڑے پر زین بھی ڈال دی ہے۔ ماں، بابا اور کاہن لادیص بھی اُٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی آپ کے منتظر ہیں۔"

راحیل حیرام کو اُٹھا کر باہر لائی، پہلے اس نے اس کی تیاری مکمل کرائی، پھر دونوں میاں بیوی دیوان خانے میں داخل ہوئے جہاں کاہن لادیص، یعقوب اور اس کی بیوی زمران بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے، حیرام کو دیکھتے ہی تینوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اصطبل میں آئے جہاں حیرام کے گھوڑے کے علاوہ ایک اور گھوڑے پر بھی زین ڈلی ہوئی تھی جو شاید لادیص کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ یعقوب نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے۔ "یہ گھوڑا کاہن لادیص کے لیے میں نے اپنی طرف سے دیا ہے۔ میرے محافظوں نے مرنے والوں کے نو گھوڑے بھی یہاں اصطبل میں پکڑ کر باندھ دیئے ہیں۔ اُنہیں بھی ساتھ لیتے جاؤ اور راستے میں کہیں بیچ دینا۔ یہاں بابل میں ان گھوڑوں کی فروخت انتہائی خطرناک ہو گی کیونکہ جلد یا بدیر یہ گھوڑے پہچانے جائیں گے اور پھر بڑی آسانی سے قطوس اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے سلسلے میں ہم پکڑے جائیں گے۔ قبل اس کے کہ سُورج طلوع ہو، تم اب رخصت ہو جاؤ بیٹے! میں بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔ تمر کو لے کر جلد لوٹنا، میں تمہارے اور تمر کے یہاں بخیر و عافیت آنے کی صورت میں نئے چاند کو سبت کے روز سوختنی قربانی دوں گا۔"

حیرام نے قطوس اور اس کے ساتھیوں کے سب گھوڑوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لگاموں سے جکڑ دیا پھر اپنے گھوڑے کے پاس آ کر اس نے نقدی کی چار بڑی بڑی تھیلیاں اپنے گھوڑے کی خرجین سے نکالیں اور راحیل کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے بڑے پیار سے کہا۔

"راحیل! راحیل! یہ رکھ لو، یہ میری زندگی کی کل پونجی ہے۔ میں نے اپنے سفر کے لیے کچھ رقم علیحدہ رکھ لی ہے۔"

راحیل نے ساری تھیلیاں لے کر دوبارہ حیرام کی خرجین میں ڈالتے ہوئے کہا "یہ ابھی اپنے پاس ہی رکھیئے، جب تمر آئے گی تو پھر اس موضوع پر گفتگو ہوگی"۔

اتنے میں یعقوب نے اپنی کمر سے ایک تھیلی کھولی اور اس میں سے اس نے تین چیزیں نکالیں، ایک آسمانی نگینوں کا قیمتی ہار تھا۔ دوسری ایک بڑے ہیرے کے جڑاؤ کی انگشتری اور دو چمکتے دمکتے قیمتی سنہری کنگن تھے۔ تینوں چیزیں یعقوب نے حیرام کو تھماتے ہوئے کہا۔ شادی کے موقعے پر یہ ہماری طرف سے تمر کو دینا۔ انگشتری راحیل کی طرف سے، ہار میری طرف سے اور کنگن راحیل کی ماں زمران کی طرف سے۔ اب تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور کاہن لادیس کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ، صبح کی سفیدی نمودار ہونے والی ہے اور اندھیرے اندھیرے ہی میں تمہیں بابل سے دور نکل جانا چاہیئے"۔

حیرام اور کاہن لادیس دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے پھر وہ دونوں رسّوں میں جکڑے ہوئے نو گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے یعقوب اقلیبی کی حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔

○

جرسان میں بہار اپنے عروج پر تھی۔ پُرخار، دشوار گزار اور سنگستانی راستے تک پھولوں سے لد گئے تھے۔ تیز دھوپ نے فضا کے فنّدوں کو منوّر کر دیا تھا اور لوگ فصل کاٹنے اور شراب کشید کرنے کے گیت گانے لگے تھے۔ چٹیل پہاڑوں کے اوپر اور صحراؤں میں تنہائی کا نوحہ گاتے درختوں تک نے بہار کا زرکار لباس اوڑھ لیا تھا۔

تمر، عفرون، ضلہ اور بویاب اکٹھے بیٹھ کر شام کا کھانا کھانے لگے تھے، کہ دروازے پر زوردار دستک ہوئی، ضلہ کے قریب چٹائی پر بیٹھا بویاب اٹھ کھڑا ہوا، اور باہر نکلتے ہوئے اس نے کہا "میں دیکھوں تو دستک کس نے دی ہے پھر آ کر کھانا کھاتا ہوں"۔

بویاب نے جب حویلی کا دروازہ کھولا تو حیرام اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہاں کھڑا تھا اور اس کے پیچھے کاہن لادیس تھا۔ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بویاب



پہلے حیرام سے بغل گیر ہوا پھر اس نے کاہن لادیس سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد وہ حویلی کی طرف منہ کر کے زور زور سے پکارنے لگا۔ "تمر! تمر! ضلہ! ضلہ! بھاگ کر باہر آؤ۔ حیرام بھائی آئے ہیں، جلدی آؤ۔ بھاگ کر آؤ"۔

بویاب نے حیرام اور کاہن لادیس کے گھوڑوں کی باگیں ان سے لے لیں اور جب وہ ان دونوں کے ساتھ حویلی کے صحن میں آیا تو تمر اور ضلہ تقریباً بھاگتی ہوئی باہر نکل آئی تھیں۔ ان کے ساتھ ساتھ عفرون بھی باہر آ گیا تھا۔

قبل اس کے تمر یا ضلہ میں سے کوئی حیرام سے کچھ کہتا عفرون اسے گلے لگا کر ملا۔ پھر اس نے کاہن لادیس سے مصافحہ کرتے ہوئے تجسس اور استفہامیہ انداز میں حیرام سے پوچھا۔ "ان کے متعلق تم نے کچھ نہیں کہا بیٹے!"

حیرام نے رکے رکے سے لہجے میں کہا۔ "یہ کاہن لادیس ہیں اور ——————"

حیرام کچھ رک سا گیا پر کاہن لادیس نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ "شاید تم اپنی بات مکمل نہ کر سکو، میں خود ہی بتاتا ہوں"۔ ہاں، میں کاہن لادیس ہوں اور اس لیے ساتھ آیا ہوں کہ اپنی روایات کے مطابق حیرام اور تمر کا نکاح پڑھا دوں"۔

تمر لجا کر اپنے باپ عفرون کے پیچھے چھپ سی گئی۔ عفرون نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آج ہی حیرام اور تمر کا نکاح ہوگا اور مجھے خوشی ہوگی کہ یہ سعادت ہمیں آپ کے ہاتھوں نصیب ہوگی، آیئے اندر بیٹھتے ہیں"۔

بویاب دونوں گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گیا۔ عفرون سب کے ساتھ دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گیا۔ بویاب بھی گھوڑے اصطبل میں باندھ کر وہیں آ گیا تھا عفرون نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پُر از شفقت لہجے میں پوچھا۔ "حیرام! حیرام! اس بار تم آئے ہو تو کتنے یوم یہاں ہمارے پاس رکو گے؟"

حیرام نے کہا۔ "زیادہ سے زیادہ دو دن رک سکوں گا۔ ابھی مجھے بابل میں کچھ اہم کام انجام دینے ہیں۔ اس کے علاوہ سارس نے مجھے جلد لوٹنے کی تنبیہہ کی تھی"۔

عفرون نے پھر پوچھا۔ "کیا تم پارساگرد سے آ رہے ہو یا بابل سے"۔

جواب میں حیرام نے پارساگرد سے بابل آمد، وہاں راحیل کے ساتھ شادی یعقوب کی حویلی میں پیش آنے والے واقعات اور پھر جرسان کی طرف روانگی کے واقعات تفصیل سے سُنا ڈالے تھے۔

عفرون نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "حیرام! حیرام! مَیں تمہیں راحیل سے شادی پر مبارک باد دیتا ہوں خدا تمہیں تمر اور راحیل سے انصاف کرنے اور دونوں کو خوش رکھنے کی استطاعت دے۔

عفرون ذرا رُکا پھر اس نے کاہن لادیص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہم چاروں مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔ اب جب کہ آپ آ ہی گئے ہیں تو پہلے حیرام اور تمر کا نکاح ہو جائے پھر سب مِل کر کھانا کھائیں گے۔"

کاہن لادیص نے وہیں سب کی موجودگی میں حیرام اور تمر کا نکاح پڑھا دیا تھا۔
جب نکاح کی رسومات ختم ہوئیں تو حیرام نے اپنے لباس کے اندر سے ایک تھیلی نکال کر کھولی اور اسے اپنے سامنے بیٹھی تمر کی گود میں اُلٹتے ہوئے کہا "یہ تین چیزیں تمہاری شادی کا تحفہ ہیں۔ انگشتری راحیل کی طرف سے، کنگن اس کی ماں زمران اور آسمانی نگینوں کا یہ قیمتی ہار راحیل کے باپ یعقوب اقلیبی کی طرف سے ہے۔"
تمر نے سر جھکائے ہی جھکائے بڑی ممنونیت سے وہ تینوں چیزیں سنبھال لیں۔
پھر وہ سب مِل کر اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

حیرام نے دو دِن تک جرسان میں تمر کے ساتھ قیام کیا تھا، پھر تیسرے روز صبح ہی صبح اس نے تمر اور کاہن لادیص کے ساتھ وہاں سے کُوچ کیا تھا۔ بستی سے باہر جنوب کی طرف جہاں مسافروں کے قیام کے لیے شاہراہ کے کنارے سرائیں تھیں، وہاں تک عفرون، ضلہ اور یویاب ان تینوں کے ساتھ آئے۔ اس چوراہے پر جہاں سے ایک راستہ مشرق کی طرف، دوسرا شمالی کوہستانوں کی طرف اور تیسرا نینوا کے کھنڈرات کے پاس سے گزرتا ہوا جنوب کی طرف چلا گیا تھا، وہ سب رُک گئے اور حیرام نے اپنے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عفرون سے کہا۔ "آپ لوگ اب واپس گھر جائیں ہم یہاں سے کُوچ



کرتے ہیں۔"
اس نے ساتھ ہی حیرام نے عفرون اور یویاب سے مصافحہ کیا، اتنی دیر تک تمر ضلہ سے گلے مِل چکی تھی۔ حیرام نے اسے سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھا دیا۔ عفرون بھی لادیص سے مصافحہ کرنے کے بعد حیرام اور تمر کے قریب آیا اور دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بڑے پیار بھری شفقت میں کہا۔
"اے میرے بچو! کبھی لوٹ کر میری طرف بھی آنا اور راحیل کو بھی اپنے ساتھ لے کر آنا۔ کبھی میں کُڑھتا اور سوچا کرتا تھا کہ میری ایک ہی بیٹی ہے لیکن اب مجھے فخر ہے کہ حیرام اور یویاب میرے دو بیٹے اور تمر، راحیل اور ضلہ میری تین بیٹیاں ہیں۔ یہ نیلے آسمان کے خداوند کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ وہی خداوند تم دونوں کی رُوحوں کی مفاہمت کو برقرار رکھے گا اور تم دونوں کو دِل کی آزمائش سے بچائے گا۔
حیرام! حیرام! میرے بیٹے! میری ایک نصیحت یاد رکھنا (زندگی میں تین چیزوں سے بچنا۔ غصّہ، اجنبی عورت اور اندھی جراُت، یہ تینوں چیزیں انسان کے جسم۔ اخلاق اور اس کی کبوتر کی سی صلح جوئی کو زنگ آلود کر دیتی ہیں۔ گو اس نگار خانہ ہستی میں کسی کو ثبات نہیں) پھر بھی مَیں رخصت ہوتے وقت تم دونوں کو دعا دوں گا کہ تم دونوں درد کی خلیجوں سے اور بہار گل فروش کی طرح ابدیت کی فرحت گاہوں تک زندہ اور خوش رہو۔ اب تم تینوں یہاں سے کُوچ کر جاؤ"
تمر بڑے پیار سے کبھی حیرام اور کبھی اپنے باپ عفرون کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ اس کے سُرخ انار ہونٹوں پر مقدس قلیم تھا۔ پھر حیرام اور لادیص بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور وہاں سے کُوچ کر گئے۔
شام کے قریب ایک روز جب کہ حیرام، تمر اور کاہن لادیص نینوا اور بابل کے درمیانی حصے میں ایک بلند کوہستانی سلسلے پر سفر کر رہے تھے، حیرام نے ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے اور نیچے شفاف پانی کے بہتے چشمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے تمر اور لادیص سے کہا۔ "آپ دونوں اپنے گھوڑوں سے اُتر کر تھوڑی دیر

یہاں بیٹھ کر ستالیں، میں ذرا نیچے جاتا ہوں، پانی کا مشکیزہ خالی ہے اور اس چشمے سے پانی بھر لاتا ہوں۔ جن سراؤں میں ہم نے رات بسر کرنے کے لیے قیام کرنا ہے وہ یہاں سے پانچ میل آگے ہیں۔"

تمر اور لادیص دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر کر پتھروں پر بیٹھ گئے۔ حیرام اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا نیچے اتر گیا۔ جب وہ مشکیزہ بھر کر اوپر آیا تو دنگ اور پریشان رہ گیا۔ وہاں تمر اور لادیص نہ تھے۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے حیرام نے زور سے "تمر! تمر!" حیرام کی آواز کوہستانوں میں بکھر کر رہ گئی اور اسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ بے تابی کی حالت میں چاروں طرف منہ کر کے زور زور سے پکارنے لگا تھا "تمر! لادیص! لادیص!" لیکن کسی نے بھی اس کی پکار کا جواب نہ دیا اور سورج دور مغرب میں غروب ہونے کو جھک رہا تھا۔



حیرام زور زور سے کبھی کبھی کاہن لادیص کو پکار رہا تھا۔ لیکن کسی طرف سے بھی اسے کوئی جواب نہ مل رہا تھا۔ گویا تمر اور کاہن لادیص کو زمین نگل گئی ہو یا وہ پھر پردۂ عدم میں سما گئے ہوں۔ آسمان پر تیرتے ہاتھی دانت کے سے سفید بادلوں کے ٹکڑے سورج کے جھکنے کے باعث اب سرخی مائل ہونے لگے تھے۔ فضاؤں میں چاروں سمت طلسم زاروں کی سی خاموشی بے حسی اور بے پرواہی چھائی ہوئی تھی۔

حیرام کے فکر و تجسس میں تیزی اور نگاہوں میں غصب و قہرمانیت چھانے لگے تھے اچانک حیرام چونک پڑا جس طرف وہ چشمے سے پانی لینے گیا تھا اس کی دوسری سمت کوہستانوں کے نیچے اسے کسی گھوڑے کے اچانک نتھنے پھڑپھڑانے کی آواز سنائی دی تھی۔ حیرام نے اپنے گھوڑے کی باگ زور سے ہلائی اور اسے ایک غصیلی مہمیز لگا کر اس طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا جس سمت سے اسے کسی گھوڑے کے نتھنے پھڑپھڑانے کی آواز سنائی دی تھی۔

حیرام کا گھوڑا بھی نتھنے پھڑپھڑاتا ہوا تیزی سے نیچے اتر گیا تھا۔ حیرام نے دیکھا اس سے تھوڑی ہی دور چھ گھوڑے شمال کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ان میں سے

ڈلو تو تمر اور لادیص کے گھوڑے تھے اور وہ دونوں ان پر سوار تھے اور چار سوار کوئی تھے۔ شاید وہی تمر اور لادیص کو پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حیرام نے اپنے گھوڑے کو مہمیز پر مہمیز لگا کر اور تیزی سے بھگانا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے بھی حیرام کو تعاقب کرتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا ان میں سے دو تمر اور لادیص کے ساتھ ہی رہے اور دوسرے دونوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑا اور اپنی تلواریں ڈھالیں لہراتے اور منہ سے انتہائی وحشیانہ اور خوفناک آوازیں نکالتے ہوئے وہ حیرام کی طرف بڑھے تھے۔

حیرام بھی مستعد ہو گیا تھا اور وہ ان دونوں سے زیادہ دیر اُلجھ کر دوسرے دو کو تمر اور لادیص کے ساتھ وہاں سے بھاگ جانے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے بڑی سرعت سے کمان سنبھال کر اس پر تیر جمایا، بھاگتے گھوڑے کی شست لی اور سانس روک کر ان میں سے ایک کو نشانہ بنایا۔ بھاری نوک کا موٹا تیر ان میں سے ایک کا دل چیرتا ہوا نکل گیا تھا اور وہ ایک کربناک چیخ بلند کرتا ہوا اپنے گھوڑے سے گر کر پتھریلی زمین پر لوٹنے لگا تھا۔

حیرام نے فی الفور کمان اپنے کندھے پر ڈال لی تھی کیونکہ دوسرا اب اس قدر قریب آ گیا تھا کہ اس پر تیر چلانا خطرناک تھا کیونکہ کمان پر تیر جمانے اور شست لینے تک وہ اس قدر قریب آ سکتا تھا کہ بآسانی حیرام پر تلوار سے حملہ کر کے اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اسی لیے حیرام نے بھی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال لی تھی۔ جب نزدیک آ کر اس نے حیرام پر تلوار گرائی تو حیرام نے اس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر لیا۔ اتنی دیر تک اس کا گھوڑا بھاگتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ گھوڑے کو موڑ کر پھر حیرام پر حملہ آور ہو لیکن حیرام اس سے کہیں زیادہ تیزی اور پھرتی سے اپنے گھوڑے کو موڑنے میں کامیاب ہو چکا تھا پھر تیز آندھی کے کسی خوفناک جھونکے کی طرح حیرام اس کی پشت سے اس پر حملہ آور ہوا اور اس کی پیٹھ پر تلوار مار کر اور اسے کاٹ کر اس کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا تھا۔

اپنے دو ساتھیوں کے خاتمہ پر دوسرے دو جو تمر اور کاہن لادیص کی نگرانی کر رہے تھے، رُک گئے تھے۔ حیرام جب اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال اور دائیں ہاتھ میں خون ٹپکاتی تلوار



لیے اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا اُن کی طرف بڑھا تو وہ دونوں تمر اور کاہن لادیص کو چھوڑ کر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں مقابلہ کرنے کے لیے مستعد نظر آتے تھے نزدیک آ کر حیرام نے دیکھا ان دو میں سے ایک حشیم تھا۔ وہی حشیم جو دسیون کا چچا زاد اور تمر کا ماموں زاد تھا اور جنگ کے دوران اپنی جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔

حیرام نے یہ بھی دیکھا کہ تمر اور لادیص دونوں کے منہ پر کپڑے بندھے ہوئے تھے اور دونوں کے ہاتھ بھی زینوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے۔ قریب آ کر حیرام نے اپنی خون آلود تلوار حشیم کی طرف لہراتے ہوئے غصیلی اور قہر برساتی آواز میں کہا۔

"اس روز نینوا کی جنگ سے تو تم جان بچا کر بھاگ گئے تھے لیکن آج ان کوہستانوں کے اندر سے کیونکر بھاگ سکو گے جب کہ اس روز تمہارے ساتھ ایک لشکر تھا اور آج صرف ایک ہی ساتھی رہ گیا ہے"۔

حشیم نے بھی غیض و غضب کی حالت میں کہا۔ "اس روز تو تمہارے ساتھ بھی لشکر تھا اور آج تم ہمارے سامنے اکیلے ہو اور ہم دو ہیں"۔

اچانک حیرام نے اپنے گھوڑے کی زین سے لٹکتا خنجر سنبھالا اور تاک کر حشیم کے ساتھی کو دے مارا۔ وزنی خنجر اس کا جسم چیرتا ہوا نکل گیا تھا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔ حیرام نے طنزاً حشیم کو مخاطب کر کے کہا۔ "اب تو تم بھی میرے مقابلے میں اکیلے ہی ہو"۔

اپنے ساتھی کی اچانک موت پر حشیم بوکھلا گیا تھا اور اسی بوکھلاہٹ میں اس نے آگے بڑھ کر حیرام پر حملہ کر دیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے پر اندھا دھند وار کرنے لگے تھے لیکن جلد ہی حشیم کے حملوں میں سستی اور تھکاوٹ نمایاں ہونے لگی اور پھر اس وقت اس کی زندگی کی انتہا ہو گئی جب حیرام کی تلوار اس کی ڈھال سے پھسل کر اس کے سر کو چیرتی ہوئی نکل گئی تھی۔

حیرام نے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کر لی۔ پھر وہ نیچے اُترا حشیم کے مرنے والے ساتھی کے جسم سے اپنا خنجر نکال کر صاف کیا۔ پہلے اس نے تمر اور لادیص کے بندھے

ہاتھوں کی رسیاں اپنے خنجر سے کاٹیں پھر ان کے مُنہ پر بندھے کپڑے بھی اس نے کھول دیئے۔ تمر نے سکون کا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا: "شکر ہے آپ وقت پر ہماری مدد کو پہنچ گئے ورنہ یہ ظالم ہمارے ساتھ نہ جانے کیا سلوک کرتے، اس پہاڑ کے اُوپر انہوں نے اچانک ہم پر قابو پا کر اور ہمارے مُنہ پر کپڑے باندھ کر ہمیں اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر دیا۔ مجھے ایک کمی کا احساس زندگی بھر رہے گا۔ کاش میرے ہاتھ کھلے ہوتے اور ان کے ساتھ جنگ میں مَیں بھی آپ کے شانہ بشانہ لڑتی۔ شاید یہ سب ہمارا تعاقب کر رہے تھے اور کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے اور جونہی آپ چشمے سے پانی لینے گئے اُنہوں نے ہمیں بے بس کر کے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔"

حیرام نے دوبارہ اپنے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ ہمیں ان کے شر سے نجات ملی، آؤ اب چلیں"۔ تینوں نے پھر اپنے گھوڑوں کو مہمیز لگائی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ایک روز جب سورج غروب ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ حیرام اور تمر یعقوب قلیبی کی حویلی میں داخل ہوئے۔ کاہن لادیس اپنے معبد کی طرف چلا گیا تھا۔ یعقوب کے محافظوں میں سے دو بھاگتے ہوئے آئے اور وہ تینوں گھوڑوں کو لے کر اصطبل کی طرف لے گئے۔ تیسرا گھوڑا کاہن لادیس کا تھا جس کی باگ حیرام نے پکڑ رکھی تھی۔

حیرام اور تمر حویلی کے اندرونی حصّے کی طرف بڑھے۔ حیرام نے اپنے کندھے پر اپنے گھوڑے کی چرمی خرجین بھی اُٹھا رکھی تھی۔ اسی خرجین میں اس کی زندگی کی ساری پونجی تھی۔ ابھی ان دونوں نے حویلی کا آدھا صحن ہی عبور کیا ہو گا کہ حویلی کے اندر سے راحیل، اس کی ماں زمران اور یعقوب تقریباً بھاگتے ہوئے نکلے۔ حیرام نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمر سے کہا۔

"تمر! تمر! یہ راحیل اور اس کے ماں باپ ہیں۔ جو دو آدمی ہمارے گھوڑے لے گئے وہ راحیل کے باپ یعقوب کے محافظ ہیں۔



راحیل تیزی سے بھاگتی ہوئی آگے بڑھی اور تمر کو اس نے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "مَیں راحیل ہوں اور اس گھر میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔ یہ گھر تمہارا اپنا ہے۔ اس میں اجنبیت محسوس نہ کرنا"۔

اتنی دیر تک زمران اور یعقوب بھی وہاں آ گئے، زمران تمر کو گلے لگا کر پیار کرنے لگی جب کہ یعقوب بڑی شفقت سے حیرام کی پیشانی چُوم رہا تھا۔ پھر وہ پانچوں ایک دوسرے سے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حویلی کے اندرونی حصّے میں آئے۔ جب وہ دیوان خانے میں داخل ہوئے تو گھوڑے اصطبل کی طرف لے جانے والے دونوں محافظ ان کے گھوڑوں سے بندھے ہوئے بستر اور ان کے سامان اور فالتو کپڑوں سے بھری خرجینیں دیوان خانے میں رکھ کر باہر جا رہے تھے۔

جب وہ پانچوں دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گئے تو حیرام نے اپنے کندھے پر رکھی خرجین سے نقدی کی بھری دو تھیلیاں نکالیں اور انہیں تمر اور راحیل کے درمیان رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"تمر! راحیل! نقدی کی یہ دو تھیلیاں میری زندگی کا کُل سرمایہ ہیں۔ تم دونوں یہ تھیلیاں سنبھال کر رکھ لو، مَیں دو روز مزید یہاں قیام کروں گا۔ اس کے بعد ہم تینوں یہاں سے جنوب کی طرف کُوچ کر جائیں گے۔ جہاں سلطنت بابل کی حدود جنوب میں ختم ہوتی ہیں، وہاں سارُس لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ میری واپسی پر ہی وہ بابل پر اپنے حملے کی ابتدا کرے گا۔ میرے ساتھ تم دونوں کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہو گا۔"

راحیل نے دونوں تھیلیاں اُٹھائیں اور انہیں تمر کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ "گو تمر مجھ سے عمر میں چھوٹی ہے۔ پر مَیں اپنی خوشی سے ہر چیز اسے سونپتی ہوں مجھے جب کسی شے کی ضرورت ہوئی مَیں اس سے مانگ لیا کروں گی"۔

تمر نے بے بسی کی حالت میں حیرام کی طرف دیکھا۔ حیرام نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا: "رکھ لو، راحیل تمہیں پریشان ہونے دے گی۔ یہ تم سے ایک

بہن کا سا سلوک کرے گی۔"

تمر نے دونوں تھیلیاں اُٹھا کر زمران کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ اپنے پاس رکھ لیں، میں اور راحیل آپ سے ان میں سے مانگ لیا کریں گی۔"

راحیل کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی، اس نے تمر کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "آؤ دونوں مل کر کھانے کا انتظام کریں۔" راحیل اور تمر دونوں اُٹھ کر باہر نکل گئیں۔ حیرام، یعقوب اور زمران وہیں دیوان خانے میں بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔

O

۵۴۰ ق م کے آخری دو دن باقی تھے اور نیا سال چڑھنے والا تھا کہ بندرگاہ پر مال کا لین دین کرنے والے آڑھتیوں کے توسط سے یہ خبریں بابل شہر میں پھیلنے لگیں کہ اہلِ فارس اور قوم مادکا بادشاہ سائرس شرق کی طرف سے اپنے کوہستانی قلعوں میں واپس آنے کے بعد اب حملہ آور ہونے کے لیے بابل کی سلطنت کے کناروں پر آ بیٹھا ہے۔

ان خبروں اور افواہوں کو آئندہ کے واقعات کا حال بتانے والے نجومیوں اور بابل شہر کے تریبن معبدوں کے پجاریوں نے اپنا رنگ دے کر نئی صورت میں پیش کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ کاروبار کی مسلسل سرد بازاری، اناج کی قیمت کی بتدریج زیادتی اور وبائی امراض کا پھیلاؤ سب بابل کے بڑے بت مردوک کی ناراضگی کا باعث ہیں۔

یہ باتیں اہلِ بابل کے دل کو بھی لگیں کیونکہ سال مردوک کی رسمی موت کا سال تھا اگلا سال اس کے لیے نئی زندگی کا سال تھا اور اس کے لیے جشن کا انتظام کیا جانا چاہیے تھا ورنہ مردوک کی ناراضگی بابل کی عظیم سلطنت کو تباہی کے کنارے لا کھڑی کرے گی۔

اس کے علاوہ بابل شہر میں سازشوں اور تدبیروں کا ایک اور سلسلہ بھی چل رہا تھا۔ یہ بات بابل کے پجاریوں کو ناگوار گزری تھی کیونکہ نبونید بابل کے بادشاہ کے علاوہ دینی پیشوا بھی سمجھا جاتا تھا اس لیے پجاری یہ خیال کرنے لگے تھے کہ نبونید کا دوسرے شہر میں رہنا، بابل، اس کے بت اور اس کے پجاریوں کی عزت و اہمیت کو کم کرنے کے مترادف



ہے لہٰذا یہ پجاری اور آئندہ کا حال بتانے والے نجومی نبونید کے بیٹے بلشصر کے ساتھ مل کر نبونید کے خلاف سازباز کرنے لگے تھے۔

بلشصر جو نبونید کا بیٹا ہونے کے علاوہ بابل کی افواج کا سپہ سالار اور بابل کے سیاہ و سفید کا مالک بھی تھا اب اس تاک میں تھا کہ کوئی ایسا موقع آئے جس کی آڑ لے کر وہ اپنے باپ کو تخت سے اُتار پھینکے اور خود تخت اثور پر بخت النصر ثانی بن کر نمودار ہو۔ بابل کی رسومات کے مطابق وہ یوں ہی طاقت کا استعمال کر کے اپنے باپ کو تخت سے محروم نہ کر سکتا تھا۔ اس طرح تمام لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے اور اسے موت کی نیند سُلا دیتے۔ ہاں وہ بابل کے کسی عظیم دُشمن کو نیچا دکھا کر اور اس کے بعد اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر سکتا تھا۔ اس طرح اس کے خلاف کسی بھی انتقامی کارروائی کا خطرہ نہ تھا کہ بابل کے پُرانے اور ناتواں بادشاہوں سے پیچھا چھڑانے کا یہی طریقہ تھا۔

دوسری طرف نبونید بھی اپنے سر پر منڈلاتی اس موت سے باخبر تھا وہ خود بھی اپنے بیٹے بلشصر کو قتل کر کے اس سے جان چھڑا سکتا تھا لیکن ایسی صورت میں بابل کے عوام اسے زبردستی تخت سے محروم کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیتے۔ اس کے علاوہ نبونید کو یہ کھٹکا تھا کہ اس کی ذرا سی غلطی پر بھی لوگ بھڑک کر اس کے خلاف بغاوت کر سکتے ہیں کیونکہ وہ بخت النصر کی دختر کا حقیقی بیٹا نہ تھا اس کی ماں کلدانی قوم کی تھی اور چاند دیوتا کے معبد کی پجارن تھی۔ یہ معبد حاران شہر کے اندر تھا اور دیوتا کو سین کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ تاج و تخت حاصل کرنے کی خاطر اصل مدعی کو قتل کر کے یہ خود بابل کا بادشاہ بن کر تخت پر بیٹھ گیا تھا۔

ان حالات کے پیشِ نظر نبونید بھی اپنے بیٹے کی سازشوں کے خلاف احتیاطی تدابیر کرتا جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کا بیٹا بلشصر فارس کے بادشاہ سائرس کے خلاف معمولی سی کامیابی حاصل کرنے کے بعد بھی اسے تخت سے اُتار پھینکے گا۔ لہٰذا اس نے یہ پیش گوئی بلور کے پتھر پر کندہ کرا کر پہلے ہی بابل شہر میں گاڑ دی تھی۔

"فارس کا بادشاہ میرے قدموں پر جھکے گا۔ اس کا ملک میرے قبضے میں آجائے

بابل کی حسین وجمیل لڑکیاں جمع تھیں اور وہ چنگ ورباب اور دف بجا بجا کر عشتار دیوی کی تعریف کے ترانے گا رہی تھیں۔

اس دیوی کے گن گاؤ جو دیویوں میں سب سے زیادہ پُر جلال ہے۔
لوگوں کی ملکہ کا احترام کرو جو اگی گی[1] میں سب سے عظیم ہے۔
محبت و مسرت اس کا لباس ہے۔
وہ قوت، حیات، دلربائی اور شہوت سے معمور ہے۔
اس کے لب شیریں ہیں۔ اس کا منہ حیات بخش ہے۔
اس کے ظہور سے بھرپور خوشی چھا جاتی ہے۔
وہ درخشاں ہے اس کے سر پر نقاب ڈالے جاتے ہیں۔
اس کا بدن دلپذیر ہے اس کی آنکھیں نور افگن ہیں۔
کنیز ہو، دوشیزہ ہو، ماں ہو وہ سب کی محافظ ہے۔
ہر شخص اس کو پکارتا ہے، تمام عورتیں اسی کا نام لیتی ہیں۔

پورا دن دیوتاؤں کو شہر میں گھما کر جشن منایا گیا اور شام کو سارے دیوتاؤں کو جن کی رتھیں اساگیلہ کے معبد سے نکالی گئی تھیں رات بسر کرنے کے لیے اکور کے معبد میں لے جایا گیا۔ اس رات بابل کی تریپن عبادت گاہوں کے دروازوں پر چراغ جلائے گئے۔ اسی طرح زمین کے دیوتاؤں کی تین سو، آسمان کے دیوتاؤں کی چھ سو اور بے شمار دوسری زیارت گاہیں جو دیواروں کے اندر سڑک کنارے تھیں ان سب کا چراغاں کیا گیا۔ اس طرح دیوتاؤں کے لیے بارہ روزہ جشن کا اعلان کر کے نبونید نے اپنے اس عمل سے اپنے بیٹے بلشزر کے حامیوں پر ایک طرح سے غلبہ پا لیا تھا اور لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ آئندہ سال جو کچھ بھی ہوگا وہ نبونید کی ان مذہبی رسومات کی تقریبات اور جشن کا ان کے دیوتاؤں کا وقار بلند کرنے کے باعث ہوگا۔

---

۱ آسمان کے دیوتاؤں کا مجموعی نام



جس روز حیرام جرسان سے تمر کے ساتھ بابل شہر میں داخل ہوا وہ دیوتاؤں کے جشن کا چوتھا روز تھا۔ حیرام نے دو دن آرام کیا اور تیسرے روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یہودیوں کے محلہ کبیر سے بابل شہر کی فصیل کے اندر داخل ہوا۔ زگورات کے مینار کے پاس سے گزرنے کے بعد محلہ ادد میں کانسی کے شیروں کے پاس سے گزرنے کے بعد وہ بابل کے شاہی محل کے قریب بابل کے سب سے بڑے معبد اساگیلہ کے پاس آیا۔ وہ ہر چیز کا بغور جائزہ لے رہا تھا اور اسے جنگی نقطہ نظر سے دیکھ رہا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے وہ ان کتبوں کے پاس آ کھڑا ہوا جو اساگیلہ سے ملحق شاہی محل کے اسفالٹ کی اینٹوں سے بنے ہوئے صحن میں نصب تھے۔

ان کتبوں میں بابل کے سابق بادشاہ نبوپلاذر اور بخت نصر کے کتبے نمایاں تھے اور جو کتبہ موجودہ کلدانی بادشاہ نبونید نے نصب کرایا تھا وہ سب سے خوبصورت اور بڑا تھا۔ حیرام نے اس کتبے کی تحریر پڑھی جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"شاہِ فارس میرے قدموں پر جھکے گا۔ اس کے ملک پر میرا قبضہ ہوگا اور اس کی املاک میرا مالِ غنیمت بنے گی۔"

حیرام ابھی وہ کتبے پڑھ ہی رہا تھا کہ وہاں کھڑے کئی دوسرے لوگوں کی نظروں سے بچتی ہوئی ایک عورت اس کے قریب آئی اور دھیمی آواز میں اس سے کہا۔ "تم اپنی شکل وصورت اور لباس سے مجھے کوئی آرامی قوم کے سردار لگتے ہو اگر تم ان کتبوں کو نہیں پڑھ سکتے تو کیا ان کی تحریر میں تمہارے لیے پڑھ دوں۔ گو یہ میری مادری زبان نہیں پھر بھی میں اسے پڑھ سکتی ہوں۔ میں یہودی ہوں اور محلہ کبیر میں رہتی ہوں۔ تم ان کتبوں کو پڑھنے کا مجھے معاوضہ دے دینا۔"

حیرام نے کہا۔ "میں یہ ساری زبانیں جانتا ہوں اور ان سب کتبوں کو پڑھ چکا ہوں۔"

اس عورت نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ "اگر فارس کے بادشاہ نے کبھی اس کتبے کو دیکھا تو وہ اسے نہ پڑھ سکے گا۔"

حیرام نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے اپنی دبی دبی خوشخواری میں کہا۔ "قسم آسمانوں اور زمینوں کے خدا کی وہ حکم دے گا کہ یہ کتبہ اس کے لیے پڑھ کر سنایا جائے۔"

اس عورت نے اس بار منت کرنے کے انداز میں کہا۔ "میرا نام بدیان ہے اگر تم ان کتبوں کو پڑھ ہی چکے ہو تو میں بہت اچھا گا بھی سکتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے لیے گاؤں۔ اور تم مجھے اس کا معاوضہ دے دینا۔"

حیرام نے اس بار اس بدیان نام کی عورت کو غور اور ہمدردی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم بار بار معاوضے کی بات کیوں کرتی ہو، کیا تم ضرورت مند ہو؟"

بدیان کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور اس نے سسکتے لہجے میں کہا۔ "میرا شوہر اینٹوں کے ایک بھٹے پر کام کرتا تھا۔ پچھلے کئی روز سے وہ بیمار پڑا ہے۔ میرے چار بچے ہیں، وہ کل سے بھوکے ہیں، طبیب سے شوہر کے لیے کوئی دوا لینا تو بہت دور کی بات ہے میں اپنے بچوں کے لیے کھانے کا انتظام تک نہیں کر پا رہی۔ میرا یا میرے شوہر کا کوئی ایسا رشتہ دار نہیں ہے جس کے آگے میں ہاتھ پھیلاؤں۔ کاش میرا کوئی بھائی ہوتا جو اس ضرورت کے وقت میرا دکھ بانٹتا۔ مجھ سے شفقت اور ہمدردی کا اظہار کرتا۔ کاش میرے شوہر کا کوئی ایسا رشتہ دار ہوتا جو اس آڑے وقت میں ہمارے دکھوں کا ساتھی بنتا۔"

حیرام نے بدیان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "تم فکر مند نہ ہو میں اس ضرورت کے وقت تمہارے کام آؤں گا۔" حیرام نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک چھوٹی تھیلی نکالی اور اسے بدیان کو تھماتے ہوئے کہا۔

"یہ رکھ لو اس سے تم اپنے بُرے اور سخت ایام کو ٹالنے کے علاوہ کچھ پس انداز بھی کر سکو گی۔ اب تم جاؤ اپنے شوہر کے علاج اور بچوں کے کھانے کا انتظام کرو۔"

بدیان نے وہ تھیلی کھول کر دیکھی اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اس قدر زیادہ اور قیمتی سنہری سکے۔ یہ تو میری ساری زندگی کے اخراجات پورے



کر سکتے ہیں۔ اے اجنبی آرامی سردار! میں تمہارا شکریہ ادا نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کے لیے میں مناسب الفاظ کا انتخاب کر سکتی ہوں۔ پر یہ تو کہو تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ تاکہ مجھے خبر ہو کہ میرا محسن کون ہے۔"

حیرام نے کہا۔ "اے خاتون! میں کوئی آرامی سردار نہیں ہوں۔ سنو! میرا نام حیرام ہے اور میں کبیر کے یہودیوں کے رئیس یعقوب اقلیبی کا داماد ہوں۔ یعقوب کی بیٹی راحیل میری بیوی ہے۔ شاید تم اسے جانتی ہو گی۔"

بدیان نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں ان سب کو جانتی ہوں۔ میں سُود پر رقم لینے اکثر یعقوب کے پاس جاتی رہی ہوں۔ میں اس سے اس قدر رقم سود پر لے چکی ہوں کہ مزید کچھ لینے کی ہمت نہیں پڑتی۔"

حیرام نے کہا۔ "تو فکر مند نہ ہو، جو رقم تم نے یعقوب اقلیبی سے سود پر لے رکھی ہے وہ ساری میں مع سود کے چکا دوں گا۔"

بدیان نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ "اب میں جاؤں؟"

حیرام نے کہا۔ "ہاں، تم جاؤ۔"

بدیان اپنے ہاتھ میں سنہری سکوں سے بھری تھیلی پکڑے خوشی خوشی مڑی اور وہاں سے چلی گئی۔

نبونید کے نئے گاڑے ہوئے کتبے کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد حیرام نے شہر کی فصیل کے مشرقی حصے کا ایک جائزہ لیا۔ دیوتاؤں کے جشن کا وہ ساتواں روز تھا۔ شہر کی فصیل کے اندر اور باہر کی نئی بستیوں میں خوب رونق ہو رہی تھی اور اب لوگ آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ اس لیے کہ سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں میں اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔

حیرام جب بابل کے مشرقی دروازے سے نکل کر گھر کی طرف روانہ ہوا تو اچانک ٹھٹھک کر دروازے کے قریب ہی ایک طرف ہو کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے کی طرف سے بابل کے بادشاہ نبونید کی شاہی بگھی آ رہی تھی جس میں اس کی بیٹی شمورہ سوار

تھی۔ حیرام شاید شمورہ کا سامنا کرنا چاہتا تھا اسی لیے وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا لیکن شمورہ اُسے دُور ہی سے دیکھ چکی تھی اس لیے حیرام کے قریب آ کر اس کی بگھی رُک گئی اور شمورہ نے حیرام کو ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو کہا۔

حیرام قریب آیا اور شمورہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے؟"

شمورہ نے رازداری سے کہا۔ "میری بگھی میں بیٹھ جاؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔"

حیرام نے کہا۔ "میں جلدی میں ہوں جو کچھ کہنا ہے یہیں کہہ لو میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔"

شمورہ نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے بہت سے راز ایسے ہیں جن پر میں نے پردہ ڈالا ہوا ہے اگر میں انہیں افشاں کر دوں تو فوراً بابل میں تمہیں مصلوب کر دیا جائے۔ سنو! مجھے اب شک نہیں یقین ہے کہ کارمیدیناور اس کے ساتھیوں کو بابل اور علوان شہر کے درمیان تم نے ہی قتل کیا تھا۔ ایسا تم نے رلقبہ کے انتقام میں کیا ہوگا۔ تمہارے علاوہ اس قدر بڑی جسارت کرنے کی کوئی ہمت نہ کر سکتا تھا اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ سیپر شہر اور دریائے فرات کے درمیان چٹانوں کے اندر کارمیدینہ کے محافظ سیتاس اور اس کے ساتھیوں کو بھی تم نے ہی موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ کیونکہ وہ کارمیدینہ کا انتقام لینے کی خاطر تمہاری تلاش میں تھے، اور سنو! اب مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ اساگیلہ کے معبد میں دیوتاؤں کے بُت بھی تم نے ہی توڑے تھے۔ کیونکہ یہ ایک انتہائی خوفناک کام تھا اور ایسا کام تم ہی کر سکتے ہو۔ خاموشی سے میری بگھی میں بیٹھ جاؤ۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو یاد رکھو میں شہر کے اس مشرقی دروازے کے محافظوں کو حکم دوں گی کہ وہ تمہیں پکڑ کر زبردستی میرے پاس لائیں۔"

شمورہ نے ذرا رُک کر کہا۔ "پھر جانتے ہو کیا ہوگا۔ میں تم سے کارمیدینہ اور اس کے مقتول ساتھیوں کا انتقام لوں گی۔ بابل کے مقدس دیوتاؤں کے بُت توڑنے کے جُرم میں تمہارے لیے بھیانک سزا تجویز کراؤں گی۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم یعقوب اقلیبی کی حسین بیٹی راحیل سے شادی کر چکے ہو۔ میں ابھی اسی سے مِل کر آ رہی



ہوں۔ دیکھو! میں نے تمہاری خاطر خلافِ طبع بات کو برداشت کیا۔ اب بھی اگر تم راحیل کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ صلح پر آمادہ ہو جاؤ تو یاد رکھو بابل کے اندر میں تمہیں ایسی عزت و توقیر دلواؤں گی جو اس سے قبل کسی کو نصیب نہ ہوئی ہو اور اگر تم نے انکار کیا تو اپنی موت کو آواز دو گے۔"

حیرام نے شمورہ کی ہر دھمکی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اے عورت تیرے ساتھ میرا کوئی جھگڑا کوئی قضیہ نہیں ہے لہٰذا صلح کا کوئی سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ تم خود اپنے آپ سے پاگل بن کر کسی پر پرستی رہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ اگر رلقبہ زندہ ہوتی تو میں صرف اس اکیلی ہی سے شادی کر کے اس کو بابل سے لے جاتا۔ اس کی موت نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ مجھے راحیل ہی نہیں کسی اور سے بھی شادی کرنا پڑی۔ ورنہ میں تو ایک ہی بیوی رکھنے کا قائل تھا۔ تم مجھے جس عزت اور توقیر کا لالچ دے رہی ہو اس کی مجھے ضرورت نہیں اس لیے کہ عنقریب میں بابل سے چلا جاؤں گا۔ رہی تمہاری موت کی دھمکی تو خدا واحد و لاشریک ہے اگر اس نے مجھے زندہ رکھنا ہے تو تم میری موت کا سامان نہیں کر سکتی ہو۔ اب تم جاؤ۔ یہاں سرِعام تمہارا رُک کر میرے ساتھ گفتگو کرنا تمہارے لیے باعثِ ننگ و رسوائی ہے۔ میرے خلاف اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کر دو اور جاؤ چلی جاؤ تم میرے لیے بیکار اور میں تمہارے لیے ناکارہ ہوں۔"

حیرام، شمورہ کی بگھی سے ہٹ کر آگے بڑھ گیا۔ شمورہ شہر کے مشرقی دروازے کے محافظوں کو مخاطب کر کے اور حیرام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے زور زور سے چلانے لگی۔

"اسے پکڑ لو، یہ علوان کے کارمیدینہ اور اس کے ساتھیوں کا قاتل ہے۔ اساگیلہ کے معبد میں بُت بھی اسی نے توڑے تھے۔ اسے زندہ پکڑ کر میرے پاس لاؤ، اسے بڑے پجاری زریہ کے حوالے کیا جائے گا۔ وہی اس کی سزا تجویز کرے گا۔"

حیرام اپنی پُوری رفتار سے بھاگ کھڑا ہوا جب کہ پہرے دار اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ واپس گھر جانے کے بجائے وہ ام

نے بستی کبیر میں جنوبی سمت، بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ یعقوب کے گھر گیا تو فوراً پکڑا جائے گا اور ایسی صورت میں بابل کے حکام اس کے کردہ اور ناکردہ سب کاموں کا انتقام لیں گے۔ تیزی سے بھاگتے ہوئے اس نے اپنے اور پہریداروں کے درمیان خاصا فاصلہ ڈال لیا تھا۔

جنوب کی طرف بھاگتے ہوئے وہ کسی پناہ کی تلاش میں تھا کہ اسے اپنے پیچھے پیچھے کسی کی ہانپتی اور جانی پہچانی آواز سنائی دی۔

"حیرام! حیرام! میرے بھائی! دائیں طرف گلی میں تین مکان چھوڑ کر چوتھے کے اندر چلے جاؤ۔ وہ میرا گھر ہے، وہاں تم تعاقب کرنے والوں کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ جلدی کرو میرے بھائی! تعاقب کرنے والے نزدیک آ رہے ہیں۔ ان کے گلی کا موڑ مڑنے سے پہلے پہلے اندر چلے جاؤ۔"

حیرام نے مڑ کر دیکھا، اس کے پیچھے پیچھے بدیان بھاگتی اور ہانپتی آ رہی تھی، وہی بدیان جسے حیرام نے رحم کھا کر تھوڑی دیر قبل کتبے پڑھتے ہوئے نقدی کی ایک تھیلی دی تھی۔ اب حیرام نے کوئی توقف نہ کیا اور وہ بدیان کے کہنے کے مطابق گلی میں چوتھے مکان کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

اندھیرا اب لمحہ بہ لمحہ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ بدیان نے جلدی جلدی اپنے بکھرے بال درست کیے۔ اپنی پھولی سانس پر قابو پایا اور اب وہ آہستہ آہستہ اپنے مکان کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ اتنے میں تعاقب کرنے والے پہریدار وہاں آ گئے۔ انہوں نے گلی میں اِدھر اُدھر دیکھا پھر ان میں سے ایک نے بدیان کو مخاطب کر کے پوچھا "کیا تم نے یہاں سے کسی کو بھاگ کر گزرتے دیکھا ہے؟"

بدیان نے فوراً کہا "ابھی ابھی یہاں سے ایک آدمی بھاگتے ہوئے گزرا ہے۔ وہ اس بائیں طرف والی گلی میں گھس کر آگے چلا گیا ہے۔"

پہریدار مزید کوئی استفسار کیے بغیر اس بائیں گلی میں گھس کر بھاگنے لگے تھے۔ بدیان کے ہونٹوں پر سکون میں ڈوبی گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ ہلکے



ہلکے مسکراتی ہوئی اب وہ اپنے مکان کی طرف بڑھی۔ ایک بار اس نے مڑ کر دیکھا۔ جب مقابل والی گلی میں بھاگتے پہریدار اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو اس نے اپنے مکان کا بند دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔

حیرام ابھی تک بیرونی دروازے کے پیچھے ہی کھڑا ہوا تھا۔ بدیان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! اب تم محفوظ ہو، میں تمہارا تعاقب کرنے والے پہریداروں کی غلط راہنمائی کر کے انہیں بائیں ہاتھ کی گلی میں ڈال آئی ہوں۔" پھر بدیان نے دروازے کو اندر سے زنجیر لگا اور دوبارہ اس نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ، ہچکچاؤ نہیں، اسے اپنا ہی گھر جانو۔ میری ساری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ میرے رب نے مجھے تمہاری خدمت کی سعادت سے نوازا ہے۔"

حیرام نے تعجب [illegible] "تم نے مجھے کہاں سے دیکھ لیا اور تم کہاں سے آ رہی تھیں"

بدیان نے کہا۔ "جب تم نے مجھے نقدی کی تھیلی دی تو میں بھٹیار خانے سے کھانا لے کر سیدھی گھر آئی۔ پہلے میں نے اپنے شوہر اور بچوں کو کھانا کھلایا پھر میں اپنے بیمار شوہر کے لیے دوا لینے طبیب کے پاس گئی تھی۔ میں نے چھپ کر تمہاری اور بادشاہ کی بیٹی شمورہ کی ساری گفتگو سن لی تھی۔ مجھے تم جیسے بھائی پر فخر ہے۔ تم نے شمورہ کی خواہشات کے سامنے انکار کر کے اپنی ذہنی پختگی اور شستہ کردار کا ثبوت دیا ہے۔ میں طبیب سے دوا لے کر آئی تھی اور شمورہ کی بگھی کی اوٹ میں کھڑے ہو کر میں نے سب کچھ سن لیا تھا۔ جب تم وہاں سے بھاگے تو میں تمہارے پیچھے پیچھے بھاگ پڑی تھی۔"

حیرام نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا۔ "اے میری بہن! میں تیرا شکر گ[illegible]ں تم نے مجھے خطرے کے وقت اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔"

بدیان نے کہا۔ "کیا تمہارا یہ کم احسان ہے کہ تم نے مجھے انتہائی ضرورت

کے وقت اس قدر نقدی دی جو میرے شوہر اور بچوں کا مستقبل تک سنوار سکتی ہے۔ مَیں کیسی احمق ہوں تمہیں لے کر یہیں کھڑی ہو گئی ہوں۔ آؤ میرے ساتھ اندر چلو۔ میرا شوہر تمہیں دیکھ کر خوش ہو گا۔ مَیں اس سے پہلے ہی تمہارا ذکر کر چکی ہوں"۔

حیرام چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب بدیان اسے لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی تو حیرام نے دیکھا کمرے میں چار مسہریاں تھیں۔ دو پر دو دو بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک خالی تھی اور چوتھی پر چالیس کے قریب سن کا ایک آدمی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔

بدیان نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ میرا شوہر ہے، اس کا نام لابن ہے"۔ پھر بدیان نے اپنے شوہر کو مخاطب کر کے اور حیرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ ——————"

لابن نے فوراً اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس فرشتے کے متعلق کچھ مت کہو۔ مَیں صحن میں تمہاری اور اس کی ساری گفتگو سن چکا ہوں، شاید تم یہی کہنا چاہو گی کہ ان کا نام حیرام ہے اور یہ اپنے رئیس یعقوب قلیبی کی بیٹی راحیل کے شوہر ہیں لیکن ہمارے لیے تو یہ خدا کی بھیجی ہوئی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ہم سب کو بھوک اور بیماری سے ہی نہیں موت سے بچایا ہے۔ خدا انہیں اس کا اجر دے گا۔ تم انہیں بٹھاؤ ان کی خدمت ہم پر فرض ہے"۔

بدیان نے کہا۔ "اے میرے بھائی! تم بیٹھو، مَیں تمہارے لیے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں"۔

حیرام نے خالی مسہری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم کھانا رہنے دو بہن! اگر میری مدد کرنا ہی چاہتی ہو تو ایک کام کرو۔ تم یعقوب قلیبی کی حویلی میں جاؤ اور وہاں میرے ساتھ پیش آنے والے حالات ان سے کہو۔ وہ میرے متعلق فکر مند ہو رہے ہوں گے۔ کیا ہی بہتر ہو اگر تم میری بیوی راحیل یا اس کے باپ یعقوب قلیبی کو یہاں لے آؤ بلکہ تم یعقوب سے کہنا کہ میرا گھوڑا اور میری دونوں بیویاں تمرا اور راحیل کو بھی یہاں لے آئے۔ مَیں ان



کے ساتھ آج رات ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا پھر ہو سکتا ہے شمورہ میرے اور میری بیویوں کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر دے"۔

بدیان نے پوچھا "کیا آپ کی دوسری بیوی بھی ہے"۔

حیرام نے کہا "ہاں، اس کا نام تمرا ہے اور وہ نینوا کے قریب جرسان نام کی ایک بستی کے سردار کی بیٹی ہے۔ اب تم جاؤ وقت ضائع نہ کرو"

بدیان نے باہر نکلتے ہوئے کہا "تو پھر میرے ساتھ آؤ اور دروازے کو اندر سے زنجیر لگا لو"۔

حیرام بدیان کے ساتھ بیرونی دروازے تک آیا۔ بدیان باہر نکل گئی اور حیرام دروازے کو زنجیر لگا کر دوبارہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا تھا۔

لابن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ کون تمہارا تعاقب کر رہا تھا جن سے بچتے ہوئے تم یہاں آ گئے ہو"۔

حیرام نے ایک بار غور سے لابن کو دیکھا پھر وہ اسے اپنی ساری داستان سنا رہا تھا۔

حیرام کی ساری داستان سننے کے بعد لابن حیرام کے ساتھ سارگن کے لشکر سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ گھر کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔ لابن نے چونکتے ہوئے کہا۔ "تم بیٹھے رہو، مَیں خود دیکھتا ہوں کون ہے۔ تمہارا دروازہ کھولنا خطرناک ہے، ہو سکتا ہے وہ بابل کے سپاہی ہوں اور تمہیں تلاش کرتے ادھر آ نکلے ہوں۔ یا کسی نے تمہیں یہاں آتے دیکھ لیا ہو اور اس کی شکایت کر دی ہو"۔

حیرام نے اٹھتے ہوئے اور اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہا۔ "تم بیمار ہو، یہیں بیٹھے رہو، جو کوئی بھی ہے مَیں اس سے نمٹ لوں گا"۔

اپنی تلوار لہراتا ہوا حیرام بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا تھا۔ حیرام نے پہلے دروازے سے کان لگا کر دستک دینے والے کی بات چیت سننے کی کوشش کی لیکن وہ خاموش رہے اور کوئی گفتگو نہ کی پھر حیرام نے کسی قدر مدھم اور ہلکی آواز میں دروازے سے

ذرا پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا۔ "کون ہے"۔

باہر سے ملازمانہ مگر شفقت آمیز آواز سنائی دی۔ "حیرام! حیرام! دروازہ کھولو، میرے بیٹے! خطرے کی کوئی بات نہیں۔" حیرام پہچان گیا، وہ آواز یعقوب اقلیبی کی تھی لہٰذا اس نے فوراً آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

یعقوب اقلیبی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے تمر، راحیل اور بدیان بھی تھیں۔ سب کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔ حیرام نے یعقوب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ میرا گھوڑا نہیں لائے۔ میں تمر اور راحیل کو لے کر یہیں سے نکل جاتا۔ شاید بدیان نے آپ کو پورے واقعات کہہ دیئے ہوں گے"۔

یعقوب نے فکرمندی سے کہا۔ "بدیان کے وہاں جانے سے قبل ہی ہمیں سب واقعات کی خبر ہو گئی تھی۔ حویلی میں پہلے بابل کے سپاہی تمہارا پتہ کرنے آئے تھے اس کے بعد اساگیلہ معبد کے محافظ آئے تھے۔ وہ بھی تمہارا پوچھ رہے تھے، وہ حویلی کے ایک ایک کونے کی تلاشی لے کر گئے تھے۔ شاید انہیں بابل کے بڑے پجاری زدریہ نے بھیجا ہوگا"۔

حیرام نے کہا۔ "شاید شمورہ نے زدریہ کو بتا دیا ہو کہ اساگیلہ کے بت میں نے ہی توڑے تھے اس لیے وہ میرے خلاف کارروائی کرنا چاہتا ہوگا۔ آپ اگر میرا گھوڑا بھی ساتھ لے آتے تو میں تمر اور راحیل کو لے کر باہر ہی باہر یہاں سے نکل جاتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے یہاں سے بھاگنے کے راستے مسدود اور بابل سے باہر جانے والے راستوں کی نگرانی سخت ہوتی چلی جائے گی"۔

یعقوب نے پریشانی میں کہا۔ "نگرانی تو سخت ہو ہی چکی ہے۔ اسی لیے میں تمہارا گھوڑا نہیں لایا بیٹے! میں نے اپنے سارے محافظوں کو تمہاری تلاش میں روانہ کیا تھا۔ وہ خبر لائے تھے کہ تمہیں پکڑنے کے لیے دریا کے پل پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے اور وہاں پہرہ دینے والے پل پر سے گزرنے والے ہر شخص کو غور سے دیکھتے ہیں اور اس سے تفتیشانہ استفسار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ شہر کے اندر بھی جگہ جگہ سپاہی تمہیں تلاش



کرتے پھر رہے ہیں۔ انہیں یقین ہے تم یہاں سے بھاگ کر سائرس کے لشکر میں جاؤ گے، اسی لیے انہوں نے جنوب اور مشرق کے سارے راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ وہ اس قدر احتیاط کر رہے ہیں کہ پل کے نیچے اور اوپر پانچ پانچ چھ چھ میل تک گھوڑ سوار دستوں نے پہرہ دینا شروع کر دیا ہے۔ اپنے ساتھ تمہارا گھوڑا لاتا تو ایک طرف میں، راحیل اور تمر یہاں تک بھی پھونک پھونک کر قدم رکھتے آئے ہیں۔ خطرہ تھا کہ کسی وقت بھی کوئی ہم سے پوچھ سکتا تھا۔ یا تمہیں تلاش کرنے والے ہمارا تعاقب شروع کر دیں گے۔ شکر اللہ کا کہ ہم یہاں خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔

حیرام نے کہا۔ "اگر حالات اس قدر ہی سخت ہو گئے ہیں تو پھر آپ راحیل اور تمر کو لے کر فوراً واپس چلے جائیں"۔

تمر نے فکرمندی اور پریشانی میں پوچھا۔ "اور آپ کیا کریں گے؟"

حیرام نے کہا۔ "میں ابھی یہاں سے سائرس کی طرف جانے کے لیے کوچ کروں گا۔ میں چھپتا چھپاتا اور بچتا بچاتا پل کے جنوب میں دریا کی طرف جاؤں گا، دریا کو میں تیر کر عبور کر جاؤں گا اور پیدل سیپر شہر تک جاؤں گا۔ وہ یہاں سے دور بھی نہیں ہے۔ آدھی رات سے پہلے پہلے میں سیپر شہر تک پہنچ جاؤں گا اور وہاں سے کسی سرائے سے گھوڑا خرید کر میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا"۔

راحیل نے مغموم اور رو دینے والی آواز میں کہا۔ "نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ بہت مشقت طلب کام ہوگا اور پھر یہ پُر از خطر بھی ہے کیوں کہ دریا ان دنوں طغیانی پر ہے۔ آپ کے جانے کے بعد میرا اور تمر کا کھانا پینا حرام ہو جائے گا اور ہم آپ کی دوبارہ واپسی تک فکرمند اور پریشان رہیں گی۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ اگر آپ اسے پسند کریں تو اس پر عمل ممکن ہے اور آپ بآسانی دریا پار کر کے اپنی منزل کی طرف جا سکیں گے"۔

حیرام نے کہا۔ "تو پھر رکتی کیوں ہو، کہو کیا ترکیب سوچی ہے تم نے"۔

راحیل نے کہا۔ "میں، تمر اور ربا گھر جاتے ہیں۔ آپ یہاں سے پل کے

جنوب میں دریا کے کنارے جائیں۔ احتیاط سے جائیے گا تاکہ کوئی آپ کو دیکھ نہ لے۔ تھوڑی دیر بعد میں بابا کے محافظوں کو اس طرف بھیجوں گی وہ آپ کا گھوڑا اور ضروری سامان بھی لے آئیں گے۔ میں انہیں اچھی طرح سمجھا دوں گی۔ اگر ان سے کوئی استفسار کرے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں تو وہ کہیں گے دریا کنارے گھوڑے دوڑانے نکلے ہیں۔ بابل کے سپاہی انہیں پہچانتے بھی نہیں کہ وہ ہمارے محافظ ہیں وہ دریا کے کنارے کنارے گھوڑے دوڑاتے ہوئے باری باری زور سے چلائیں گے۔ "میں جیتا" اس طرح وہاں پہرہ دینے والے یہ سمجھیں گے کہ وہ گھوڑے دوڑا کر مقابلہ کر رہے ہیں۔

جب وہ اس طرح چلاتے ہوئے آپ کے پاس سے گزریں جواب میں آپ بھی انہیں پکار کر کہیں "میں جیتا" اس طرح وہ سمجھ جائیں گے کہ آپ کہاں ہیں وہ آپ کو آپ کا گھوڑا اور ضروری سامان دے دیں گے اور یوں آپ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر بآسانی دریا عبور کر لیں گے۔

ان حالات میں میں اور تمر یہیں رہتی ہیں۔ آپ فی الحال اپنا آپ بچا کر کسی نہ کسی طرح بابل سے نکل جائیے ورنہ آپ کی تلاش سخت سے سخت تر ہوتی چلی جائے گی اور اگر ان حالات میں کسی نے آپ کو پکڑ لیا تو میں سب سے پہلے شمورد کو قتل کر دوں گی کیونکہ ہماری ان ساری مصیبتوں کی وجہ وہی ڈائن ہے۔ اس کے بعد حالات جس طرف بھی کروٹ لیں گے دیکھا جائے گا۔"

حیرام نے پیار سے راحیل کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔ "فی الحال ایسا کوئی قدم نہ اٹھانا۔ تمہاری بتائی ہوئی ترکیب اچھی ہے اور اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ تم اور تمر یہیں رہو، ان حالات میں میں اکیلا ہی سائرس کی طرف روانہ ہوتا ہوں، تم دونوں پریشان نہ ہونا۔ میں عنقریب اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف آؤں گا مجھے امید ہے جب ہم بابل پر حملہ آور ہوں گے تو نبونید اور اس کے بیٹے بلشصر کی ساری قوت، سارا استکبار بکھر کر رہ جائے گا۔ بابل پر ہمارا قبضہ ہو گا اور اہل بابل دیکھیں



گے کہ تمام اسرائیلی آزاد ہو کر یروشلم کی طرف کوچ کریں گے اور میں تم دونوں کو لے کر یثرب کی طرف روانہ ہوں گا۔ اور وہاں ہم اپنے آنے والے رسولؐ کا انتظار کریں گے۔ کاہن لادیلس کہہ رہا تھا کہ وہ بھی یثرب جائے گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ بھی یثرب جانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن وہ بابل سے رہا ہو کر پہلے یروشلم پھر یثرب جانا چاہتے ہیں۔ کاہن لادیلس یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اس آنے والے رسولؐ کے دم سے دشتِ عرب سے ایسی روشنی پھوٹے گی کہ ملک شام تک اونٹوں کی گردنیں تک روشن ہو جائیں گی۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کی پیش گوئی کے مطابق اس آنے والے رسولؐ کے دور میں یونانی اور ایرانی دو بڑی قوتیں ہوں گی لیکن ان کے پیروکار ان دونوں قوتوں کو کچل کر اپنے رب کے ساتھ ایک نیا عہد باندھیں گے۔"

حیرام اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا یعقوب کو مخاطب کر کے بولا۔ "آئیے پھر چلیں۔"

یعقوب نے کہا۔ "پہلے تم یہاں سے نکل جاؤ بیٹے تاکہ ہمیں تسلی ہو جائے کہ تم بخیریت یہاں سے دریا کی سمت روانہ ہو گئے ہو۔ اس کے بعد ہم بھی گھر چلے جائیں گے اور محافظوں کو تیار کر کے تمہاری طرف بھیج دیں گے۔"

حیرام نے اس بار بدیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے بہن! میں تیرا مشکور ہوں کہ ان پرخطر حالات میں تم نے مجھے پناہ دی۔"

بدیان کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یعقوب نے اس سے پہلے ہی بولتے ہوئے کہا۔ "اے بدیان بیٹی! تو نے حیرام کو پناہ دے کر ہم سب پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس احسان کے بدلے میں میں تمہارے سارے قرض معاف کرتا ہوں۔"

بدیان بے چاری خوشی کے مارے کچھ بھی نہ کہہ سکی تھی۔ حیرام نے تمر اور راحیل کو خدا حافظ کہا اور بدیان کے مکان سے باہر نکل گیا۔ تمر اور راحیل دروازے پر کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہیں۔ جب وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بھی یعقوب کے ساتھ گھر کی طرف چلی گئی تھیں۔ بدیان خوشی خوشی اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اپنے شوہر کو طبیب سے لائی ہوئی دوائی کھلانے لگی۔

حیرام دبے پاؤں چھپتا چھپاتا، دیواروں اور مکانوں کی اوٹ میں ہوتا ہُوا شہر سے نکل کر دریا کے کنارے جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کے اندر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شمال میں دریا کے چوبی پل پر خوب روشنی ہو رہی تھی اور کبھی کبھی دریا کے کنارے کنارے بھی مسلح پہریدار دو دو کی ٹولیوں میں گزر جاتے تھے شاید وہ سب اس کی تلاش میں تھے اور بابل سے اس کے فرار کو ناکام بنانے کی کوشش میں تھے۔

حیرام کافی دیر تک جھاڑیوں کے اس جھنڈ میں بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ اسے چھ گھوڑ سوار اکٹھے اپنے گھوڑوں کو دریا کے کنارے کنارے دوڑاتے دکھائی دیئے۔ وہ شمال کی طرف سے آئے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے جنوب کی طرف نکل گئے۔ حیرام اندھیرے میں اُنہیں پہچان تو نہ سکا لیکن وہ سمجھ گیا کہ وہ یعقوب کے محافظ ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب دو پہریدار اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے پل کی طرف چلے گئے تو وہ چھ سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے پھر جنوب سے شمال کی طرف آئے اب وہ باری باری زور سے چلا رہے تھے۔ "مَیں جیتیا"

جب وہ حیرام کے پاس سے گزرنے لگے تو وہ جھاڑیوں کے اندر سے چلایا "مَیں جیتیا"۔ وہ سب وہیں رُک گئے اور اپنے گھوڑوں کو وہ ان جھاڑیوں کے پاس لائے جن کے اندر سے انہیں حیرام کی آواز سنائی دی تھی۔ جب وہ نزدیک آئے تو حیرام اُنہیں پہچان گیا وہ یعقوب اقلیبی کے محافظ تھے۔

حیرام اُٹھ کر جھاڑیوں کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔ ایک محافظ کے پاس حیرام کا گھوڑا تھا۔ وہ فوراً گھوڑے سے کودا اور حیرام سے کہا۔

"آپ اپنا یہ گھوڑا لے کر فوراً یہاں سے بھاگ جائیے۔ ہم بڑی مشکل سے یہاں پہرہ دینے والوں کو اس بات پر آمادہ کر سکے ہیں کہ ہم نے ایک شرط آپس میں بدھ رکھی ہے لہٰذا ہم دریا کے کنارے گھوڑے دوڑائیں گے۔ یہاں گشت کرنے والے دونوں محافظ ابھی ابھی پل کی طرف گئے ہیں۔ لہٰذا آپ فوراً کوچ کر جائیں۔ آپ کا گھوڑا خوب توانا اور سرکش ہے۔ یہ بڑی آسانی سے آپ کو دریا عبور کرا دے گا۔ آپ کے گھر والوں نے آپ کے گھوڑے کی دونوں خرجینوں میں کھانے کا سامان اور فالتو کپڑے ڈال دیئے ہیں پانی سے بھرا مشکیزہ اور آپ کے ہتھیار بھی زین کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خرجین میں آپ کی ضرورت کے لیے نقدی کی ایک تھیلی بھی ہے۔ اب آپ دیر نہ کریں۔ یہاں سے کُوچ کر جائیں۔



جیرام نے اپنے گھوڑے کی باگ اس سے لے لی اور رازداری سے اس سے قریب ہو کر کہا۔ "تم اب پیدل ہی شہر کی طرف چلے جاؤ۔ اگر تم کسی کے ساتھ بیٹھ کر گئے تو پہرہ دینے والے شک کریں گے کہ تم اپنا گھوڑا کہاں چھوڑ آئے ہو"۔

وہ محافظ واپس مڑا اور شہر کی طرف بھاگنے لگا۔ حیرام اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، ان محافظوں کو اس نے خدا حافظ کہا اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

دریا کے کنارے آکر حیرام نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ احتیاط کی خاطر دائیں بائیں نظر دوڑائی پھر اس نے اپنے گھوڑے کو دریائے فرات میں ڈال دیا تھا۔ حیرام کا گھوڑا تاریکی میں دریا کا سینہ چیرتا ہُوا دوسرے کنارے پر جا چڑھا۔

محافظوں کو جب یقین ہو گیا کہ حیرام نے دریا عبور کر لیا ہے تو وہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شہر کی طرف چلے گئے۔

دریا سے نکلنے کے بعد حیرام تھوڑی دُور تک اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتا رہا۔ جب وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا جو سیپر شہر سے ہوتی ہوئی جنوب مشرق کی طرف چلی گئی تھی تو اس نے ایڑ لگا کر گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا۔

جھٹ پٹے کے وقت ایک روز حیرام اپنے لشکر میں داخل ہوا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سے ہو کر مصر سے بابل کو راستہ جاتا تھا۔ دور دور جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی خیموں کا شہر آباد تھا۔

حیرام جونہی پڑاؤ میں داخل ہوا خیمے خیمے میں اس کے آنے کی اطلاع پھیل گئی۔ جب وہ سائرس کے خیمے کے پاس آیا تو اس نے دیکھا سائرس اور گوبارو باہر

کھڑے تھے ۔ شاید وہ اسی کے انتظار اور اسی کی پذیرائی کو وہاں کھڑے تھے ۔ ان کے قریب جا کر حیرام اپنے گھوڑے سے اُتر گیا ۔ سائرس کے محافظوں میں سے ایک بھاگ کر آگے بڑھا اور حیرام کے گھوڑے کو پکڑ کر ایک طرف لے گیا ۔

سائرس اور گوبارو دونوں آگے بڑھ کر باری باری حیرام سے بغلگیر ہوئے پھر سائرس حیرام کو اپنے خیمے میں لے گیا اور اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اس نے ایک طرح کے استفسار اور جستجو میں پوچھا ۔

" تم پھر اکیلے ہی آئے ہو بیٹے ! کیا تم نے شادی نہیں کی ، اگر کر لی ہے تو میری بیٹی تمر کہاں ہے تاکہ میں اس کے سر پر دستِ شفقت رکھوں اور لشکر کی عورتوں سے کہوں ، کہ اس کی خدمت کریں "۔

حیرام ذرا رکا پھر اس نے راحیل و تمر سے شادی اور شمورہ کی وجہ سے چوری چھپے بابل سے فرار ہونے کے واقعات پوری تفصیل سے سنا ڈالے تھے ۔

سائرس چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا ۔ پھر اس نے کہا ۔ " تم نے اچھا کیا ۔ راحیل اور تمر دونوں سے شادی کر لی ۔ نبو نید کی بیٹی شمورہ کو اس زیادتی کی سزا ضرور ملے گی ۔ اب سے دو دن بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے اور حاران شہر پر سب سے پہلے حملہ آور ہو کر بابل کی سلطنت پر پہلی ضرب لگائیں گے ۔ کیا تم نے بابل کے حالات کا جائزہ لیا ؟"

حیرام نے کہا " آپ نے ٹھیک سنا تھا نبو نید نے واقعی بابل میں آپ سے متعلق ایک کتبہ نصب کیا ہے جس میں اس نے آپ کے خلاف اپنی فتح کی پیش گوئی کی ہے ۔ نبو نید کا بیٹا بلشصر جو بابلی افواج کا سپہ سالار ہے ان دنوں زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہے ۔ اس کے علاوہ آپ کے خلاف متوقع جنگ میں فتح کی خاطر دیوتاؤں کی مدد حاصل کرنے کے لیے نبو نید نے دوسرے شہروں کے بڑے بڑے بتوں کو بھی بابل میں منگوا لیا ہے اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر ان کے لیے اس نے بارہ روزہ جشن کا انتظام کیا ہے ۔



حیرام ذرا رکا پھر اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا " اس کے علاوہ نبو نید اور اس کے بیٹے بلشصر کے درمیان اندر ہی اندر ایک چپقلش بھی چل رہی ہے ۔ نبو نید آپ کے خلاف اپنے کتبے کی پیش گوئی کو سچ ثابت کر کے ایک حکمران کی حیثیت سے اپنی حالت کو مستحکم کرنے کی فکر میں ہے جب کہ بلشصر آپ کے خلاف میدانِ جنگ میں فتح حاصل کر کے اپنی مقبولیت بنا کر اپنے باپ کو بابل کے تخت سے اُتار پھینکنا چاہتا ہے "۔

سائرس نے فیصلہ کن انداز میں کہا " ان دونوں کی تدابیر بے ثمر ہوں گی ۔ ہم بابل پر قبضہ کر کے ان کی ساری سازشوں کی انتہا کر دیں گے ۔ اب تم اُٹھ کر اپنے خیمے میں جاؤ ۔ تمہارے ہراول لشکر کے سپاہی روز تمہارے خالی خیمے کی صفائی کرتے ہیں ۔ پہلے کھانا کھاؤ پھر آرام کرو ۔ دو دن بعد یہاں سے کوچ ہوگا ہمارا پہلا ہدف حاران شہر ہوگا ۔" حیرام اُٹھا اور سائرس کے خیمے سے باہر نکل گیا ۔

جس روز بابل کا بارہ روزہ جشن ختم ہوا اس سے دوسرے روز یعقوب اقلیبی کی حویلی کے سامنے ایک بگھی رُکی۔ وہ شمورہ کی بگھی تھی۔ راحیل اپنے باپ یعقوب اور ماں زمران کے ساتھ صحن میں آکھڑی ہوئی تھی، تم بھی ان کے ساتھ باہر آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بگھی کے اندر سے شمورہ نمودار ہوئی۔ اس کے ساتھ خواجہ سراؤں کا داروغہ ایک فوجی افسر اور ایک درباری بھی بگھی سے باہر آگئے۔

شمورہ نے صحن میں آکر راحیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فوجی افسر سے کہا۔ "یہی راحیل بنت یعقوب ہے۔ اسے اُٹھا کر لے چلو، بہت جلد اب اس کی قسمت اور زندگی کا فیصلہ ہوگا۔ اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے، اس کی اسے کٹھن سزا بھگتنا ہوگی۔"

راحیل نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے خواجہ سراؤں کے داروغہ سے کڑک کر کہا۔ "وہیں رُکے رہو پہلے مجھے شمورہ سے بات کرنے دو۔"

داروغہ وہیں رُک گیا۔ راحیل نے شمورہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔



"کون سا دھوکہ کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ۔"

شمورہ نے اپنی نیم بستہ آنکھیں کھولیں اور غصیلے انداز میں اس نے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ دھوکہ نہیں کہ تم نے حیرام سے شادی کرلی، جب کہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ تھا کہ میں حیرام کو پسند کرتی ہوں لہذا تم اسے اپنی طرف مائل نہ کرو گی اور حالات بتا رہے ہیں کہ تم نے ایسا ہی کیا۔ تم نے حیرام سے شادی کر کے میری توہین کی ہے۔ اس خبر کی اطلاع مجھے کئی روز پہلے ہو گئی تھی لیکن میں دیوتاؤں کے جشن کی وجہ سے خاموش رہی۔ اب کوئی تمہیں میری سزا سے بچا نہ سکے گا۔"

راحیل نے بھی فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "تم خواہ مخواہ اپنے لیے اہانت کا پہلو نکال رہی ہو۔ یہ تو حیرام کی مرضی تھی انہوں نے تمہاری رفاقت قبول نہیں کی اور میرے ساتھ شادی کرلی۔"

شمورہ نے غصّے اور غضب میں کھولتے ہوئے کہا۔ "وہ کمینہ اور جاہل ہے جس نے مجھے نظر انداز کر کے تمہارے حسن و جمال کو ترجیح دی۔"

حیرام کے خلاف سن کر تمر کا رنگ غصے میں سُرخ ہو گیا تھا۔ وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی تھی لیکن کسی مصلحت کی خاطر وہ خاموش رہی۔

پر راحیل کا غصّہ اپنی انتہا کو جا پہنچا تھا۔ اس نے کھولتے لہجے میں کہا۔ "اپنی حدود میں رہو، آنکھوں سے اندھی اور ذہن سے بہری نہ ہو جاؤ۔ حیرام میرے شوہر ہیں اور مجھے ایسے ہی عزیز اور ضروری ہیں جیسے درخت کے لیے پانی، مٹی اور روشنی۔ تُو جہالت اور بے لبسی کا شکار ہے۔ تُو اپنے اندھے نفس کی تقلید کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے۔ تُو روحانی اور اخلاقی طور پر روبہ انحطاط ہے جو یوں کسی کے شوہر کے خلاف زبان کھول رہی ہو۔ یاد رکھو جس اللہ نے مجھے حسن و جمال سے نوازا ہے وہی میرے شوہر کی حفاظت کرے گا۔ تیرا کوئی ستم، کوئی حیلہ ان کے خلاف کارگر ثابت نہ ہوگا۔ تم اوروں کے حقوق تلف کرتی ہو، یاد رکھو تمہاری اپنی کائنات بے حس رہے گی اور تمہاری حالت اس سارنگی کی طرح بوسیدہ رہے گی جس کے تار ٹوٹ گئے

ہوں"۔ شمورہ نے قہر آلود انداز میں خواجہ سراؤں کے داروغہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" آگے بڑھو اور اسے بگھی میں بٹھاؤ"۔

راحیل نے کڑکتی آواز میں داروغہ سے کہا۔" خبردار مجھے ہاتھ مت لگانا میں خود بگھی میں بیٹھ جاتی ہوں"۔

راحیل نے ایک بار انتہائی بے بسی سے اپنے ماں باپ اور تمر کی طرف دیکھا۔ پھر ایک قہر آلود نگاہ اس نے شمورہ پر ڈالی اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ بگھی میں سوار ہوگئی تھی۔

یعقوب تیزی سے آگے بڑھا اور شمورہ کی منت کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے بیٹی! راحیل تو میری اکلوتی بیٹی ہے تو اسے معاف کر دے۔ اس کی طرف سے میں تم سے ہر کردہ اور ناکردہ گناہ کی معافی مانگتا ہوں"۔

شمورہ ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائی تھی کہ زمران نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اے بیٹی! میری راحیل کو چھوڑ دو، ساری زندگی تیری احسان مند رہوں گی"۔

شمورہ نے بڑی رعونت سے کہا" میں کسی کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہوں، اگر کسی نے آگے بڑھ کر راحیل کی مدد کرنا چاہی تو وہ بھی نقصان اٹھائے گا"۔

یعقوب اور زمران بچارے اپنی جگہ پر جیسے کے جیسے رہ گئے۔ تمر کو نہ جانے کیا سوجھی بھاگ کر وہ آگے بڑھی اور شمورہ سے کہا" اگر ایک بات میں تمہاری بہتری کو کہوں تو سنو گی"۔

شمورہ نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ تمر آگے بڑھی اور شمورہ کے کان میں رازداری سے کہا۔

" میرا نام تمر ہے، میں نینوا کے قریب جبرسان نام کی بستی کی رہنے والی ہوں اور راحیل کی خالہ زاد ہوں۔ اگر میں راحیل کو اس بات پر رضامند کر لوں کہ وہ حیرام کو ترک کر دے اور میں حیرام کو بھی اس بات پر آمادہ کر لوں کہ وہ ہمیشہ کے لیے تمہارے ساتھ رہے پھر؟"



شمورہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔" جب ایسا ہو جائے گا اس وقت میں راحیل کو چھوڑ دوں گی"۔

تمر نے کہا" تو پھر مطمئن رہو میں تمہیں ایسا کر کے دکھاؤں گی لیکن تم وعدہ کرو کہ اس وقت تک تم راحیل پر سختی نہ کرو گی اور اس کی حیثیت تمہارے ہاں ایک مہمان کی سی ہوگی"۔

شمورہ نے کہا" مہمان نہیں اسیر"۔

تمر نے کہا" ایک بات اور مانو مجھے بھی راحیل کے ساتھ جانے دو تاکہ میں یہ دیکھ لوں کہ تم اسے کہاں رکھتی ہو۔ اس طرح میں اسے گا ہے گا ہے مل کر اپنی بات پر آمادہ کر لوں گی پھر میں حیرام کی طرف روانہ ہو جاؤں گی اور اسے لا کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گی"۔

شمورہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔" تمہاری باتیں مجھے اچھی لگی ہیں۔ تم راحیل کے ساتھ بگھی میں بیٹھ جاؤ"۔

تمر نے یعقوب اور زمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" میں راحیل کے ساتھ جا رہی ہوں تھوڑی دیر تک لوٹ آؤں گی"۔

یعقوب اور زمران بچارے پتھر کے مجسموں کی طرح خاموش کھڑے رہے۔

تمر جب بگھی میں بیٹھی تو راحیل نے سوالیہ کیفیت میں تمر سے کچھ پوچھنا چاہا لیکن تمر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے کان میں کہا۔

" شمورہ اگر میرے متعلق پوچھے تو کہنا میں تمہاری خالہ زاد ہوں اور جبرسان میں رہتی ہوں۔ یہ نہ بتا دینا کہ میں بھی حیرام کی بیوی ہوں۔ میں ایسا چکر چلاؤں گی کہ شمورہ کو لاچار کر کے رکھ دوں گی"۔

شمورہ بھی بگھی میں سوار ہوگئی۔ تمر خاموش ہوگئی اور سائیس نے بگھی کے گھوڑوں کو ہانک دیا تھا۔

بگھی شمورہ کی رہائش گاہ کی طرف جانے کے بجائے اساگیلہ کے معبد میں داخل

ہوئی اور جس بڑے کمرے میں بُت رکھے ہوئے تھے اس سے ملحقہ ایک کمرے کے سامنے وہ رُک گئی وہاں پہلے سے ہی چند درباری اور کچھ فوجی افسر کھڑے تھے شمورہ کو دیکھتے ہی انہوں نے اس کمرے کا آہنی دروازہ کھول دیا۔

شمورہ نے راحیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اسے بند کر دو، میں نے فی الحال اپنے ارادے کو بدل لیا ہے، جب تک میں نہ کہوں اس پر سختی نہ کی جائے گی، اس کی عزت کی جائے گی اور اس کی حیثیت ایک قابلِ احترام اسیر کی سی ہو گی یہاں اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا۔"

پھر شمورہ نے تمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس دوسری لڑکی کا نام تمر ہے۔ یہ جب اور جس وقت چاہے اسے راحیل سے ملنے کی اور اُس کے کمرے کے اندر جا کر اس سے بات کرنے کی اجازت ہو گی"۔

ان فوجی افسروں نے راحیل کو اس کمرے میں بند کر کے دروازے کو قفل لگا دیا۔ شمورہ ایک فاتحانہ انداز میں اپنی بگھی میں بیٹھی اور چلی گئی۔ تمر اس کمرے کے آہنی دروازے پر آئی اور وہاں کھڑے فوجی افسروں اور درباریوں کو اس نے پیچھے ہٹ جانے کو کہا۔ انہوں نے فوراً تمر کا اتباع کیا اور دُور ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

تمر کو دروازے پر کھڑے دیکھ کر راحیل بھی قریب آئی اور غمگین آواز میں اس نے کہا۔ "تمر! تمر! میری عزیز بہن! میری غیر موجودگی میں ماں اور بابا کا خیال رکھنا۔ میں اگر ان حالات میں ماری جاؤں تو انہیں حوصلہ اور تسلّی دینا۔ مجھے اُمید نہ تھی شمورہ ایک روز یوں شبِ ہجر کا زہر بن کر میرے سامنے آکھڑی ہو گی۔ یہ بظاہر معطر شراب کی طرح اچھی اور دل نشیں لگتی ہے لیکن اس کا باطن خشک گھاس کی طرح بے جان اور آلائشوں کے باعث بد سے بدتر حالت میں ہے۔ یہ زمین پر ظلمت کی طرح گھناؤنی اور ابلیس کی طرح چالاک و عیار ہے۔"

تمر نے کہا۔ "راحیل! راحیل! میں تمہیں مرنے نہ دوں گی تم میری بہن ہو اور مجھے میری جان سے عزیز ہو۔ میں تمہاری رہائی کا سامان کروں گی۔ میں کل ماں



اور بابا کو ساتھ لے کر تمہارے پاس آؤں گی تاکہ وہ بھی دیکھ لیں کہ تم کہاں ہو اور میری غیر موجودگی میں تمہیں ہر چیز پہنچاتے رہیں گے۔"

راحیل نے چونک کر پوچھا۔ "اور تم کہاں جاؤ گی"۔

تمر نے راحیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بھرپور محبت اور پیار سے کہا۔ "اے میری دُرِ نژاد بہن! میں حیرام کی طرف جاؤں گی اور تمہاری رہائی کا سامان کروں گی۔"

راحیل نے چونک کر کہا۔ "تمر! تمر! یہ غلطی نہ کرنا، حیرام کو یہاں نہ لانا ورنہ میرے ساتھ شمورہ ان سے بھی بھیانک انتقام لے گی۔"

تمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم فکر نہ کرو میں اُنہیں اکیلا یہاں نہ آنے دوں گی۔ تمہیں معلوم ہے نا وہ کہہ رہے تھے سائرس بابل پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں انہیں کہوں گی یہ حملہ جلدی کرا دے تا کہ میری بہن کی رہائی ہو۔"

راحیل نے مطمئن ہو کر کہا۔ "ہاں، یہ ٹھیک ہے، تمر! اب تم جاؤ اندھیرا ہو گیا ہے۔ ماں اور بابا بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

راحیل پیچھے ہٹ کر اُس بستر کی طرف چلی گئی جو کمرے میں اس کے لیے لگایا گیا تھا۔ تمر بے چاری معبد میں جلتی شمعوں کی زرد روشنی میں تنہائی اور غم گیتی کے عالم میں واپس جا رہی تھی۔

○

سائرس نے بابل کی سلطنت میں حاران شہر کو اپنا پہلا ہدف بنایا۔ چھوٹی بستیوں اور قصبوں کو زیر کرتا ہوا وہ حاران شہر پہنچا اور تین اطراف سے اس نے اُس کا محاصرہ کر لیا۔ شمال میں وہ خود رہا، مشرق میں حیرام کو لشکر کے تیسرے حصّے کے ساتھ اور مغرب میں گوبارو کو رکھا۔

اس تین طرفہ حملے میں حاران شہر کے اندر نبونید کا جو لشکر تھا اس پر خوف اور لرزہ طاری ہو گیا۔ جب شہر پہ صبح سے دوپہر تک طوفانی حملے ہوتے رہے

تو اکثر سپاہی جنوبی دروازے سے بابل کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے تھے کیونکہ سائرس حیرام اور گوبارو کے حملہ آور ہونے کے انداز سے وہ جان گئے تھے کہ چند اور ساعتوں کے اندر اندر شہر کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا اور پھر انہیں بابل کی طرف سے کسی کمک کی اُمید بھی نہ تھی۔

لشکر کے اس طرح بھاگنے سے شہری بے چارے عاجز آ گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ شہر تھوڑی دیر تک بزور تلوار فتح ہو جائے گا تو انہوں نے سائرس سے صلح اور اطاعت کی التجا کی اور شہر اس کے حوالے کر دیا۔ سائرس حیرام اور گوبارو کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور اہلِ شہر کو اس نے امان دی۔

شام تک سائرس نے شہر کا نظم و نسق درست کیا۔ وہاں اپنا ایک حاکم اس نے مقرر کیا پھر وہ تیز و طوفانی آندھی کی طرح وہاں سے نکلا اور بابل کی سلطنت کے چھوٹے چھوٹے شہروں کو فتح کرتا ہُوا آگے بڑھا۔ اب وہ اس شاہراہ پر جا رہا تھا جو سیپر شہر کی طرف جاتی تھی اور یہ شہر بابل سے صرف آٹھ دس میل کے فاصلے پر تھا۔ حیرام سائرس کی راہنمائی کر رہا تھا کیونکہ وہ ان راستوں سے خوب واقف تھا۔

حاران شہر کے سقوط کی خبر جب بابل پہنچی تو بابل کے جنگجو شہزادے بلشصر پر یہ خبر نیزے جیسا نشتر ثابت ہوئی۔ بپھرے زخمی سانپ کی طرح وہ اپنا لشکر لے کر بابل سے نکلا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ سیپر شہر کی طرف بڑھنے والے سائرس کے لشکر کو شہر سے دُور ہی روک کر اسے شکست دے گا اور بھاگنے پر مجبور کرے گا۔ لیکن قدرت شاید کچھ اور ہی فیصلے کر چکی تھی۔

سیپر شہر کے جنوب مشرق میں سائرس اور بلشصر کے لشکروں کا ایک دوسرے سے سامنا اور ٹکراؤ ہُوا۔ سائرس کے لشکریوں پر حاران شہر کی فتح کا نشہ طاری تھا جب کہ بابل کے لشکریوں پر خوف و مایوسی طاری تھی۔ لہٰذا وہ کھلے میدان میں زیادہ دیر تک سائرس کے لشکر کی کوندتی برستی تلواروں کا سامنا نہ کر سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

بلشصر نے جنگ سے ان کے اس فرار کو روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ



بُری طرح ناکام رہا۔ مایوس ہو کر وہ خود بچے کھچے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف بھاگ گیا۔ بلشصر کی اس شکست سے بابل کی پُوری سلطنت پر لرزہ اور دہشت طاری ہو گئی تھی۔

اسی روز سائرس کے ایلچی سیپر شہر میں داخل ہوئے۔ ان ایلچیوں کے پیچھے بانسریاں اور دوسرے ساز بجانے والے گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ بلند آواز میں سیپر شہر کے لوگوں کو پکار پکار کر کہنے لگے تھے۔

"باہر آ جاؤ، اپنے اپنے گلوں کو جمع کر لو، اپنے جانوروں کے لیے پانی کھینچ لو اور اپنے بیوی بچوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کر لو، مصیبت ختم ہو گئی ہے۔ یہ ہمارے بادشاہ سائرس کا تمہارے نام پیغام ہے جو تھوڑی دیر تک سیپر شہر کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہو گا۔ اگر تم لوگوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے مقابلے کی ٹھانی تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے کیونکہ جس بلشصر سے تم مدد کی اُمید رکھتے تھے اسے ہم مار کر بھگا چکے ہیں اور وہ بابل میں جا کر محصور ہو گیا ہے۔ اگر تم شہر کے دروازے کھُلے رکھ کر سائرس کا استقبال کرو گے تو وہ تمہارے ساتھ شفقت سے پیش آئے گا تم میں انصاف کرے گا اور تمہاری حفاظت کے علاوہ امن کی ضمانت دے گا۔"

سائرس سیپر شہر سے باہر خیمہ زن ہُوا۔ شہر کے جنوب اور مشرق میں دُور دُور تک اس کے لشکر کے خیموں کا شہر آباد ہو گیا تھا۔ سائرس اپنے خیمے سے باہر حیرام اور گوبارو کے ساتھ کھڑا سیپر شہر سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ سیپر شہر کا حاکم رب ایلی شہر کے بڑے بوڑھوں کے ساتھ ان کے پاس آیا۔ اس نے سائرس کو سیپر شہر کی چابیاں دیں اور نذر کے طور پر سیپر شہر کی مٹی اور پانی پیش کیا اور سیپر شہر کی طرف سے اس کی اطاعت کرنے کی خبر دی۔

رب ایلی چند ثانیوں تک سائرس، حیرام اور گوبارو کے سامنے گردن جھکائے کھڑا رہا پھر اس نے دُکھ اور تکلیف کے احساس میں کہا۔

"اے مشرق کے عظیم بادشاہ! میں تہِ دل سے تمہاری اطاعت قبول کرتا ہوں اس لیے کہ بابل کے حکمرانوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ وہ شمس دیوتا کو سیپر سے

بابل ٹھہر لے گئے۔ اِس دیوتا کے یہاں ہونے سے برکت تھی اور اس کے دم سے یہ شہر ناقابلِ تسخیر تھا۔ شمس دیوتا کے چلے جانے سے اس شہر اور اس کے رہنے والوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ بارش نہ ہوئی، زمین خشک پوست کی طرح ہو گئی۔ جَو اور باجرے کی آدھی فصل نبونید کے کارندے محصول کے طور پر لے گئے۔ حالانکہ خشک سالی کے ان دِنوں میں انہیں سیپر شہر کی اپنے خزانوں میں سے مدد کرنی چاہئیے تھی اور آپ دیکھ رہے ہیں شمس دیوتا کی غیر موجودگی میں اس شہر کے لوگ آپ جیسے فاتح کی نظرِ کرم کے محتاج ہیں۔ دراصل اس شہر کے رہنے والے اب مُردہ ہو چکے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زمین اُنہیں اپنے آپ میں سمیٹ لے۔"

قبل اس کے سائرس کچھ کہتا، حیرام نے خفگی میں ربِ ایلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" یہ تم نے غلط اور مہمل کہا کہ شمس دیوتا کی موجودگی میں یہ شہر ناقابلِ تسخیر تھا۔ عام پتھر کا ایک حقیر مجسمہ کسی کی کیا مدد کرے گا۔ تم اپنی مدد کے لیے اس رب کو کیوں نہیں پکارتے ہو، جس نے چھ دن میں یہ سارا کارخانہ کائنات مرتب کیا۔ وہی واحد و بے امتا رب لفظوں کو آواز کی زندگی بخشتا ہے۔ جو صحراؤں میں سراب کھڑے کرتا ہے۔ جس کی صناعی سے انسانی ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اس رب سے کیوں گڑگڑا کر طلب نہیں کرتے ہو جو چمن کے پھولوں کو خوشبو، نزہت گاہوں کو سرسبزی اور انسان کے اندر دوڑتے بھاگتے خون کے ذریعے اسے دل کش و حسین زندگی بخشتا ہے۔ وہی تو ہے جو بادلوں کو ہواؤں کے دوش پر ہنکاتا ہے۔ جو بڑے بڑے جہازوں کو سمندر پر چلاتا ہے اور پرندوں کو ہوا میں اُڑنے کا فن سکھاتا ہے۔"

ربِ ایلی نے حیرام کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی گردن جُھکی ہوئی تھی اور وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ حیرام نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

" اگر دیوتاؤں کے باعث کوئی شہر ناقابلِ تسخیر ہو جاتا تو اس وقت بابل کو سب سے زیادہ ناقابلِ تسخیر ہونا چاہئیے جہاں سب بڑے بڑے بتوں کو جمع کیا گیا ہے لیکن تم دیکھو گے چند دن کے اندر ہی اندر ہم بابل کو فتح کر لیں گے اور بابل کے تمام بڑے بڑے بتوں کو میں اپنے کلہاڑے کی ضربوں سے توڑ دوں گا۔"



ربِ ایلی نے چونک کر پوچھا۔" مردوک کو بھی جو دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔"

حیرام نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔" اسے تو میں سب سے پہلے توڑوں گا۔ مردوک کو تو میں بابل میں ایک بار پہلے بھی توڑ چکا ہوں"

ربِ ایلی نے مغموم آواز میں کہا۔ اگر بابل فتح ہو گیا اور تم نے مردوک کے بُت کو توڑ دیا تو میں سب دیوتاؤں کو چھوڑ کر اسی رب کو واحد و مددگار ماننا شروع کر دوں گا جس کا تم ذکر کر رہے ہو اور سنو ———

ربِ ایلی کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ حیرام کے لشکر کا ایک سپاہی بھاگتا ہوا آیا اور مؤدب انداز میں اس نے حیرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

" اے آقا! آپ کی بیوی آئی ہیں۔ انہوں نے اپنا نام تمر بتایا ہے اور وہ بہت پریشان لگتی ہیں وہ فی الفور آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں اُنہیں آپ کے خیمے میں بٹھا آیا ہوں۔"

حیرام کے کچھ کہنے سے قبل ہی سائرس نے فکر مند انداز میں حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" مجھے بہت شوق تھا کہ میں اپنی دونوں بیٹیوں تمر اور راحیل کو دیکھوں لیکن تمر کا ان حالات میں اکیلے آنا کسی علّت کے بغیر نہیں ہے۔ وہ بچاری ضرور کوئی بُری اور تکلیف دہ خبر لے کر آئی ہوگی۔ ٹھہرو، میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

پھر سائرس نے ربِ ایلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اپنے شہر سے کہہ دو اپنے روزمرہ کے کام میں لگ جائیں کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ ہر کسی کو بلا امتیاز انصاف مہیا کیا جائیگا۔ سیپر میں اب کسی کو بھوکا نہ مرنے دیا جائے گا۔ میں شہر پر بحیثیت حاکم تمہیں بحال رکھتا ہوں۔ جاؤ واپس اور لوگوں کو صلح اور امن کی خوشخبری دو۔"

ربِ ایلی شہر کے اکابر کے ساتھ خوشی خوشی لوٹ گیا۔ سائرس نے گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" تم یہیں میرے خیمے میں رہو۔ میں ذرا حیرام کے ساتھ جاتا ہوں میں دیکھوں میری بیٹی کو کن حالات میں یہاں آنا پڑا۔ زرتشت کا خدا راحیل اور تمر دونوں کو اپنی امان میں رکھے۔ تمر کے اس طرح آنے نے مجھے فکر مند کر دیا ہے۔"

سائرس رکا اور حیرام سے کہا۔" آؤ چلیں۔" حیرام چُپ چاپ سائرس

کے ساتھ ہو لیا۔ گویا دو سائرس کے خیمے میں چلا گیا۔

حیرام، سائرس کے ساتھ جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا تمر پریشانی اور بے چینی میں خیمے کے اندر اِدھر اُدھر چکر لگا رہی تھی۔ حیرام کو دیکھتے ہی تمر بھاگ کر اس کی طرف بڑھنا چاہتی تھی لیکن سائرس کو دیکھتے ہوئے وہ رُک گئی۔

سائرس آگے بڑھا اور پیار سے اپنا ہاتھ اس نے تمر کے سر پر رکھتے ہوئے بڑی شفقت میں کہا۔ "اے بیٹی! میں فارس کا بادشاہ سائرس ہوں۔ تیرے اس طرح اچانک آنے نے مجھے پریشان اور فکر مند کر دیا ہے۔ پہلے آرام سے اِدھر نشست پر بیٹھو پھر مجھے بتاؤ کن حالات نے تمہیں یوں ہماری طرف آنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

تمر بیٹھ گئی، سائرس اور حیرام بھی بیٹھ گئے۔ تمر نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پہلے میں آپ سے ملنے حلان شہر کی طرف گئی تھی لیکن راستے ہی میں مجھے خبر ملی کہ آپ کا لشکر سیپر شہر کی طرف چلا گیا ہے لہٰذا میں وہاں سے مڑ کر اِدھر چلی آئی۔"

حیرام نے اپنی پریشانی کو دباتے ہوئے کہا۔ "تم خیریت سے تو آئی ہو نا؟"

تمر نے اُداس اور ملول لہجے میں کہا۔ "خیریت نہیں ہے۔ شمورہ نے راحیل کو اساگیلہ کے معبد میں بند کر دیا ہے۔ خدا کے لیے راحیل کو بچانے کا کوئی جتن کیجئے ورنہ شمورہ راحیل کو ختم کر دے گی۔"

سائرس نے بوکھلاہٹ میں کہا۔ "مجھے پورے حالات تفصیل سے کہو بیٹی! راحیل پر اگر ظلم ہوا تو میں شمورہ سے انتہائی ہولناک انتقام لوں گا۔"

سائرس جب خاموش ہوا تو تمر ان دونوں کو سارے حالات تفصیل سے سُنا رہی تھی۔ تمر جب سب کچھ کہہ چکی تو سائرس غضب کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"حیرام! حیرام! میرے بیٹے! فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جاتا ہوں تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ ہم آج ہی شام کو کھانا کھا کر یہاں سے کوچ کریں گے اور رات کے وقت بابل کا محاصرہ کر لیں گے۔ تمہیں اکیلا جا کر راحیل کے متعلق کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی صورت میں تمہارے لیے خطرات ہی خطرات ہیں۔ ہم انہیں



موقع ہی نہ دیں گے کہ وہ راحیل کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔" سائرس مڑا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

○

رات ہو گئی تھی۔ اندھیرا پھیل کر گہرا ہو گیا تھا۔ نبونید کا بیٹا اور بابل کی افواج کا سپہ سالار بلتشصر بابل کی فصیل کے ایک جنوبی بُرج میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ چار لڑکیاں تھیں جو مے خوری میں اس کے ساتھ شامل تھیں۔

اس بُرج کے نیچے ایک طرف لشکر کے لیے صبح کو ذبح کیے جانے والے جانور بندھے ہوئے تھے اور بائیں طرف ان گنت چکیاں تھیں جنہیں عبرانی کنیزیں چلا رہی تھیں جو لشکر کیلئے گندم پیس کر آٹا مہیا کرتی تھیں۔

بلتشصر کی ساتھی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی شراب کا جام ختم کرنے کے بعد اٹھی اور بُرج کی اندرونی بالکونی کی طرف آ کھڑی ہوئی جہاں قدرے خنک ہوا چل رہی تھی اور نیچے سے چکیوں کے حرکت کرتے پاٹوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ لڑکی کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی۔

گو چکیاں چلاتی اَن گنت عبرانی کنیزوں کی آوازیں چکی کے پاٹوں کی رگڑ میں دب کر دم توڑ رہی تھیں لیکن ان سب آوازوں میں ایک آواز خوب نمایاں تھی۔ جو دلکش ہونے کے علاوہ خوب بلند بھی تھی اور چکیوں کے شور میں بھی سنائی دے رہی تھی۔ کوئی عبرانی کنیز گا رہی تھی۔ وہ لڑکی اس عبرانی کنیز کے گیت کو سمجھ رہی تھی کیونکہ وہ گیت اکدی زبان میں تھا جس پر وہ عبور رکھتی تھی۔ عبرانی کنیز گا رہی تھی۔

"اے دوشیزۂ بابل! یہاں آ جاؤ اور زمین پر بیٹھ جاؤ۔
یہاں تخت نہیں ہے پر تم زمین پر بھی تو بیٹھ سکتی ہو۔
اے دخترِ کلدانیاں! چکی کو سنبھالو اور گندم پیسو۔
اپنا نقاب اُٹھا دو اور بالوں پر سے اپنا دوپٹہ اتار دو۔
اب تمہیں لوگ نازک اندام اور نازنین نہیں کہیں گے۔"

وہ بلشصر کی ساتھی اور حسین لڑکی بُرج کی سیڑھیاں اُتر کر اس حصے کی طرف بھاگنے لگی تھی جہاں عبرانی کنیزیں چکیوں پہ گندم پیس رہی تھیں۔ گانے کی آواز ذرا اُرک کر پھر اس کے کانوں سے ٹکرانے لگی تھی۔

خدائی قانون کبھی ساقط نہیں ہوتا۔ کوئی کسی کی موت کا پیغامبر بن کر آئے گا۔

ہاتھوں کے آبلے حرمت کے رستوں میں۔ ماتھے کا عرق ہونٹوں کی شفق پر
آنسوؤں کی جھیل گیسوؤں کے امبر میں اور ظالموں کی کمین گاہوں پر صداقت
کی راہیں استوار ہوں گی۔
آگ کا تند طوفان اور جنوں بھوتوں کے مسکن نئی سحر میں ڈوبیں گے۔
بابل میں اب نئے شکاریوں کے اشارے کی تعمیل ہوگی۔
جو پردیسیوں کے رفیق اور ان کے مقدر کا فسوں بن کر داخل ہوں گے۔

بُرج سے اُترنے والی بلشصر کی ساتھی لڑکی بھاگتی ہوئی اس عبرانی کنیز کے پاس آئی جو ڈھلتی عمر کی تھی اور تیزی سے چکی چلانے کے ساتھ ساتھ گا بھی رہی تھی۔ اس لڑکی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر گانے والی وہ عبرانی کنیز خاموش ہوگئی۔

اس لڑکی نے قریب آکر کہا۔ "تم خاموش کیوں ہوگئی ہو گاؤ جو تم گا رہی تھی"۔ عبرانی کنیز نے اپنی گردن کسی قدر جھکاتے ہوئے کہا۔ "اب وقت آنے والا ہے کہ یہ سارا شہر ہی خاموش ہو جائے گا۔ کیا تم نے سنا نہیں فارس کا بادشاہ سائرس اور اس کے شیر دل جرنیل جیرام نے سیپر شہر پر قبضہ کر لیا ہے اور عنقریب وہ بابل کا محاصرہ کریں گے۔

وہ وقت کیسا بھیانک ہوگا جب وہ بابل کو گھیر لیں گے۔ وہ ہمارے مددگار بن کر آئیں گے اور بابل کی اسیری سے ہماری نجات کا سبب بنیں گے۔ میں جانتی ہوں تم بلشصر کی مصاحبہ ہو۔ جاؤ اسے جاکر کہو راحیل کو رہا کر دے۔ جسے اس کی بہن شمورہ نے اساگیلہ کے معبد میں بند کر رکھا ہے۔ وہ ہمارے رئیس یعقوب



آنلیبی کی بیٹی اور سائرس کے جرنیل جیرام کی بیوی ہے۔

ذرا سوچو تو جب بابل فتح ہوگا اور جیرام شہر میں داخل ہو کر جب یہ دیکھے گا کہ اس کی بیوی اسیر ہے تو وہ شمورہ اور شاہی خاندان سے کیسا ہولناک انتقام لے گا۔ جاؤ بلشصر سے کہو وہ راحیل کو رہا کرا دے۔ اس وقت اس نے خوب شراب پی رکھی ہوگی۔ اس کے حواس منتشر ہوں گے۔ اس لیے ہو سکتا وہ راحیل کو رہا کرانے کا حکم دے دے۔ ایسا اگر ہوگیا تو بابل کے حکمران خاندان اور ان کے لواحقین و مصاحبین پر سائرس اور اس کے جرنیل جیرام کی طرف سے کم سختی ہو گی۔ جاؤ لوٹ جاؤ اور راحیل کو رہا کرا دو۔ ایسی صورت میں تم لوگ بھی سقوط شدہ بابل کے اندر پُرامن رہ سکو گے"۔

وہ لڑکی مُڑی اور سیڑھی چڑھ کر بُرج میں اس جگہ آئی جہاں بلشصر دوسری لڑکیوں کے جھرمٹ میں مے خوری کر رہا تھا۔ وہ لڑکی قریب گئی اور بلشصر سے کہا۔ "یروشلم کے اسیر عبرانیوں کے رئیس کی بیٹی راحیل کو رہا کرا دو، وہ سائرس کے جرنیل جیرام کی بیوی ہے۔ اسے تمہاری بہن شمورہ نے اساگیلہ کے معبد میں اسیر کر رکھا ہے۔ اس طرح ہم ہم سب لوگ سائرس اور اس کے جرنیل جیرام کی قہرمانیت سے بچ جائیں اس لیے کہ بابل کا دفاع اب کسی کے بس ــــــ"

وہ لڑکی کہتے کہتے خاموش ہوگئی کیونکہ چند سپاہی بھاگتے ہوئے اس بُرج میں آئے اور ان میں سے ایک نے بلشصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے آقا! شہر کے کچھ مخبر یہ اطلاع لائے ہیں کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو پار کر چکا ہے۔ اب وہ بڑی تیزی سے شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے اگر دشمن کا لشکر سُست رفتاری سے بھی ادھر آیا تو وہ تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لے گا"۔

بلشصر نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔ "شاید سائرس اور اس کے جرنیل سمجھتے ہیں کہ اس اچانک حملے سے وہ ہمیں تیاری کا موقع نہ دیں گے لیکن وہ

جنگ کو خواہ کتنا ہی طول دے لیں ہم اُنہیں بابل میں داخل نہ ہونے دیں گے"۔

بلشصر کا سارا نشہ جاتا رہا تھا اور وہ تقریباً بھاگتا ہُوا بُرج کی سیڑھیاں اُتر کر نیچے جا رہا تھا۔ وہ سب لڑکیاں بھی بُرج سے اُتر گئی تھیں جو بلشصر کے ساتھ وہاں بیٹھی ہوئی تھیں۔

اسی روز غروب آفتاب سے تھوڑی دیر قبل نبونید کے دربار میں منشیوں نے اپنی مٹی کی الواح پر یہ لکھا کہ "آج تشرین مہینے کی تیرہ تاریخ کو شاہِ بابل نبونید نے فصل کی کٹائی کے جشن کا اعلان کیا"۔

نبونید جس نے ایسی قبا پہن رکھی جس پر عقیق اور موتی آراستہ کیے ہوئے تھے اس فرمان پر دستخط کیے اور عبادت کے لیے اساگیلہ کے معبد کی طرف چلا گیا تھا۔ ایوان کے منشیوں نے اس بات کو بھی الواح پر ضبطِ تحریر کیا کہ "دریائے فرات کا پانی اُتر گیا ہے"۔

نبونید کے اساگیلہ کی طرف چلے جانے کے بعد ایوان کے منشی اور محل کی رصدگاہ کے کلدانی منجم اپنے اپنے کام میں لگ گئے تاکہ وہ الشتار کے ستارے کے ظہور پذیر ہونے کے بعد سمت الراس میں آسمان کا نقشہ بنا سکیں۔ محل کے دوسرے حصّے میں وہ لڑکیاں گا رہی تھیں جو بربط بجا کر نبونید کو شراب پلاتی تھیں۔

نبونید جب اساگیلہ کے معبد سے نکلا تو بلشصر جو بُرج سے اُتر کر سیدھا اس کی طرف گیا تھا۔ اس نے نبونید کو خبر دی کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر چکا ہے اور تھوڑی دیر تک وہ شہر کا محاصرہ کر لے گا"۔

بلشصر کی طرح نبونید پر چند ثانیوں تک وحشت اور خوف طاری رہا۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بلشصر کو اس نے تسلّی دیتے ہوئے پُوچھا۔ "یہ کوئی اہم خبر نہیں ہے۔ اس کی مجھے پہلے ہی توقع تھی لیکن مَیں نے اس کا اثر نہیں لیا اور تم دیکھتے ہو مَیں اپنے معمول کے کاموں میں مشغول ہوں۔ ہم سائرس کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیں گے۔ کیا اس خبر نے تمہیں مغلوب کر دیا ہے"؟



بلشصر نے فوراً نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا "ہرگز نہیں۔ میرا یوں بھاگ کر آپ کی طرف آنا اس لیے تھا کہ مَیں آپ کو اس خبر کی اطلاع کر سکوں"۔

نبونید نے بلشصر کو بگھی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا "اے فرزندِ عزیز! آؤ بیٹھو ہم دونوں مل کر اپنے جنگی انتظامات کا جائزہ لیں اور حملہ آوروں پر ثابت کر دیں کہ بابل ناقابلِ تسخیر ہے"۔ بلشصر بگھی میں سوار ہو کر نبونید کے پیچھے بیٹھ گیا اور سائیس نے بگھی کے گھوڑوں کو ہانک دیا تھا۔

بگھی میں بیٹھے بیٹھے وہ ایشتار دروازے کی طرف آئے اور دونوں بگھی سے اُتر کر فصیل پر چڑھ گئے۔ پھر وہ گھوم پھر کر جنگی انتظامات کا جائزہ لینے لگے تھے۔ برجوں کے اندر اور تیروں کی بوچھاڑ سے بچنے کے لیے فصیل پر بنی آڑوں کے پیچھے ان کے سپاہی مستعد بیٹھے تھے۔ جب کہ نیچے فصیل کے ساتھ محفوظ دستے پتھر کی بنی اپنی قلعہ نما بیرکوں میں جاگ رہے تھے۔

فصیل کی منڈیروں کے ساتھ ساتھ منجنیقیں تیار کھڑی تھیں اور اُن کے قریب دُشمن پر پھینکنے کے لیے پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ نیزہ بردار اور تیرانداز اپنی اپنی کمین گاہوں میں چوکس تھے اور تیل سے بھرے ہوئے بڑے بڑے کڑھاؤ لٹک رہے تھے جن کے نیچے آگ جل رہی تھی اور کھولتا ہُوا یہ تیل دشمن پر پھینکا جاتا تھا۔

فصیل کے جنوب مشرقی حصّے میں آ کر نبونید اچانک رُک گیا اور کچھ سُننے کی کوشش کرنے لگا پھر اس نے چونک کر اپنے بیٹے بلشصر سے پوچھا۔ "کیا تم کچھ آوازیں سُنتے ہو؟"

بلشصر نے ایک کپکپاہٹ میں کہا۔ "ہاں مَیں گھوڑوں کے منہنانے، نتھنے پھڑپھڑانے اور جنگی رتھوں کے پہیوں کی چرچراہٹ کی آوازیں سُنتا ہوں اور یہ آوازیں یقیناً سائرس کے لشکر کی ہیں"۔

نبونید نے مدھم آواز میں کہا "تم ٹھیک کہتے ہو، سائرس اپنے لشکر کے

ساتھ آپہنچا ہے۔"

دونوں باپ بیٹا وہیں کھڑے ہو کر انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سائرس کا لشکر آپہنچا۔ اس کے لشکر میں کوئی مشعل روشن نہ تھی اور اندھیرے ہی اندھیرے میں سائرس کا لشکر بابل کی فصیل سے باہر عبرانیوں کے محلے کبر میں اور اس کے چاروں طرف دریائے فرات تک چھا گیا تھا۔

بلشصر نے اپنے باپ نبونید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ نیچے جاکر آرام کریں۔ میں ساری رات فصیل پر ہی جاگوں گا اور دیکھوں گا یہ کیسے اور کب ابتدا کرتے ہیں۔ ویسے مجھے اُمید ہے آج کی رات یہ جنگ کی ابتدا نہ کریں گے۔ شاید یہ کل دن کی روشنی میں ہمارے ساتھ جنگ شروع کریں۔"

نبونید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ادھیڑ عمر کا ایک مسلح آدمی فصیل پر چڑھا اور بھاگتا ہُوا ان دونوں باپ بیٹے کے پاس آیا اور مؤدب ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے آقا! میں شہر کے مشرقی دروازے کے محافظوں کا سرکردہ ہوں۔ شہر کے مشرقی دروازے سے باہر محلہ کبر کے کئی عبرانی مرد، عورتیں آجمع ہوئے ہیں۔ وہ سائرس کے لشکر کے خوف سے شہر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ان میں کبر کے معبد کا کاہن لادیص بھی شامل ہے ان میں بوڑھی، جوان عورتیں اور روتے ہوئے بچے بھی ہیں، کیا اُنہیں شہر میں داخل ہونا دینا چاہیے ؟"

نبونید اور بلشصر تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کی طرف بڑے غور سے دیکھتے رہے پھر نبونید نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ "ان عبرانی مرد عورتوں کو اندر آنا چاہیے۔ اگر وہ سائرس سے محفوظ رہنے کی خاطر شہر کے اندر آنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ سائرس سے خوفزدہ ہونے کے علاوہ ہمارے ساتھ ہمدردی اور وفاداری رکھتے ہیں۔ انہیں اندر آنے دو۔ جنگ کے دوران ہم ان سے بہت کام لے سکتے ہیں۔ شہر پناہ کا بڑا دروازہ نہ کھولنا، صرف چھوٹا دروازہ کھول انہیں اندر آنے دو۔"





بلشصر نے اپنے باپ نبونید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "آپ جاکر آرام کریں۔ مَیں خود اس کے ساتھ مشرقی دروازے کی طرف جاتا ہوں اور اپنی نگرانی میں ان عبرانیوں کو اندر آنے دوں گا۔"

تینوں فصیل سے نیچے آترے نبونید اپنی شاہی بگھی میں بیٹھ کر اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ بلشصر مشرقی دروازے کے محافظوں کے اس سرخیل کے ساتھ شہر پناہ کے مشرقی دروازے کی طرف جا رہا تھا۔

بلشصر جب مشرقی دروازے پر آیا تو اس نے جنگ کے دوران باہر دیکھنے کے لیے دروازے میں بنی روزنوں میں سے ایک پر آنکھ لگا کر دیکھا۔ باہر سینکڑوں عبرانی مرد عورتیں کھڑے تھے اور دروازے کھولنے کے لیے شور کر رہے تھے۔ کچھ عورتوں نے بچے اُٹھا رکھے تھے جو رو رہے تھے اور چیخ پکار کر رہے تھے۔ بلشصر نے محافظوں سے کہا۔

"چھوٹا دروازہ کھول دو اور انہیں اندر آنے دو۔"

محافظوں نے دروازہ کھول دیا اور عبرانی اندر آنا شروع ہو گئے۔ پہلے مرد شہر میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ عورتیں، بوڑھے اور بچے ابھی پیچھے کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ کاہن لادیص جو سب سے پہلے شہر میں داخل ہوا تھا اچانک دروازے کے محافظوں کی نظریں بچا کر باہر نکل گیا پھر گویا ایک طوفان اور انقلاب اُٹھ کھڑا ہوا۔

شہر میں داخل ہونے والوں میں حیرام بھی شامل تھا اور اس نے اپنے آپ کو ایک، چادر میں ڈھانپ رکھا تھا۔ اچانک حیرام نے چادر ایک طرف پھینک دی۔ وہ پوری طرح مسلح تھا اور اپنا جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس کے ساتھ شہر میں داخل ہونے والوں نے بھی چادریں اُتار دیں۔ وہ سب سائرس کے لشکر کے گورگانی اور عیلامی تھے۔ حیرام کے اشارے پر انہوں نے دروازے کے محافظوں پر حملہ کر دیا تھا۔

بلشصر نے جب دیکھا کہ اندر داخل ہونے والے پوری طرح مسلح ہیں اور انہوں نے دروازے کے محافظوں پر حملہ کر دیا ہے تو وہ زور زور سے شور کرنے لگا اور فصیل کے اُوپر اور نیچے اپنی قلعہ نما بارکوں میں مستعد بیٹھے اپنے لشکریوں کو مدد کے

لیے پکارنے لگا تھا۔

اس موقع پر حیرام نے اپنی پوری بیداری کا ثبوت دیا اور اس نے آگے بڑھ کر بلشصر پر حملہ کر دیا۔ بلشصر نے اپنا پورا پورا دفاع کیا لیکن وہ زیادہ دیر تک حیرام کے طوفانی حملوں کو برداشت نہ کر سکا۔ حیرام کے تین وار روک کر وہ اپنے آپ کو محفوظ کر گیا لیکن حیرام کی تلوار جب چوتھی بار اس پر برسی تو بلشصر کو کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی۔

حیرام کے ہاتھوں بلشصر کے قتل ہوتے ہی بھگدڑ مچ گئی اور دروازے کے محافظ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے لیکن حیرام نے اپنے گورگانی اور عیلامی لشکریوں کے ساتھ ان پر بھرپور حملہ کر کے ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ محافظوں کے ختم ہوتے ہی حیرام نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا تھا۔

بلشصر کی پکار پر فصیل کے اوپر اور بارکوں کے اندر جس جس سپاہی نے اس کی آواز سُنی وہ مسلح ہو کر دروازے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے سپاہی بھی اس طرف کا رُخ کر رہے تھے جہاں حیرام نے محافظوں کو قتل کر کے دروازے کے دونوں بڑے پٹ کھول دیئے تھے۔

دفعتہً ایک اور انقلاب نمودار ہوا۔ حیرام کے ساتھ جو عبرانی عورتیں، بچے اور بوڑھے آئے تھے وہ کاہن لادیص کے کہنے پر اپنے اپنے گھروں کو بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے سائرس بھی اپنے محافظ دستوں کے ساتھ نمودار ہوا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا لشکر بھی بابل شہر میں داخل ہونا شروع ہو گیا۔

فصیل کے اوپر بابل کے لشکریوں نے شہر میں داخل ہونے والے سائرس کے لشکر پر تیر برسائے، کھولتا ہوا تیل اور پانی برسایا جس سے لشکر کے کچھ سپاہیوں کا نقصان ہوا لیکن لشکر کا بیشتر حصہ اپنے سروں پر اپنی چوڑی اور مضبوط ڈھالوں کی آڑ بنا کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ اب لڑائی نے دوسرا رُخ اختیار کر لیا تھا۔ بابل کے وہ لشکری جو فصیل کے اوپر تھے انہیں ان کے نچلے کمانداروں سے نئے احکام مل گئے تھے اور وہ فصیل سے نیچے اُتر کر اپنے ان بھائیوں کی مدد کرنے لگے تھے جو سائرس اور حیرام کے لشکر کے ساتھ



بر سر پیکار تھے۔

سائرس کا سارا لشکر بھی اب شہر میں داخل ہو چکا تھا اور اب شہر کے میدانوں بازاروں، اور گلی کوچوں میں گھمسان کی جنگ ہونے لگی تھی۔ جنگ کرنے کے ساتھ سائرس کے سپاہی زور زور سے چلاتے ہوئے یہ خبر بھی پھیلا رہے تھے کہ بابل کی افواج کا سپہ سالار بلشصر جنگ میں کام آ چکا ہے اور یہ خبر بابل کے سپاہیوں کے حوصلے پست کرنے کے لیے زہر کا کام دے رہی تھی۔

سائرس کے کچھ سپاہیوں نے حیرام کے ہاتھوں بلشصر کا کٹا ہوا سر ایک لمبے بانس میں گاڑا اور اُسے بلند کر کے اہلِ بابل کو دکھانے لگے تھے۔

جب نبونید کو بلشصر کے قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ پریشان اور ہراساں ہو کر اپنے محل کے اس حصے کی طرف بھاگا جہاں اس کی بیٹی شمورہ رہتی تھی لیکن اسے مایوسی ہوئی کیونکہ اُسے شمورہ وہاں نہ ملی تھی۔ وہ اس وقت اساگیلہ کے معبد میں اپنے لشکر کے لیے فتح اور کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اس نے دیوتاؤں کے دیوتا مردوک کے لیے خصوصی قربانی پیش کی تھی اور اس کے سامنے جھک کر وہ بابل کے لیے نصرت کی دُعائیں مانگ رہی تھی۔

نبونید نے جب اپنی بیٹی شمورہ کو نہ دیکھا تو وہ اور پریشان ہو گیا۔ وہ اس شک میں پڑ گیا کہ شاید بلشصر کے ساتھ شمورہ بھی ماری گئی ہے۔ نبونید نے اپنا آخری فیصلہ کیا اور شاہی اصطبل کی طرف بھاگا اور وہاں وہ اپنی چاروں طرف سے بند جنگی رتھ کی طرف گیا۔ کچھ مسلح جوان پہلے سے وہاں کھڑے تھے۔ نبونید نے بڑی رازداری کے ساتھ اُنہیں کچھ سمجھایا پھر وہ اپنی رتھ میں بیٹھ گیا۔ وہ مسلح جوان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور سائیس نے رتھ کے گھوڑوں کو ہانک دیا تھا۔

اپنے ان محافظوں کے ساتھ نبونید شہر کے مغربی دروازے سے نکلا اور اپنے دُور دراز کے شہر ارک کی طرف بھاگ گیا۔ حالات کا اندازہ کرتے ہوئے نبونید نے شاید رات کی تاریکی میں فرار ہونے کے پہلے سے انتظامات کر رکھے تھے۔

جب صبح ہوئی اور اہلِ بابل کو پتہ چلا کہ بلشصر کے قتل ہو جانے کے علاوہ ان کا بادشاہ نبونید فرار ہو کر اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے کے لیے کہیں چلا گیا ہے، تو اُنھوں نے ہتھیار پھینک دیے۔ سائرس سے صلح کی درخواست کی اور اس سے امان کے طلب گار ہوئے۔

سائرس کو جب نبونید کے فرار ہونے کی خبر ملی تو اس نے اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے اپنے لشکر کا ایک دستہ روانہ کر دیا تھا اور بابل کے لشکر اور شہریوں کو اس نے عام امان اور صلح کا پیغام دے دیا تھا۔

تمر، یعقوب اقلیمی اور اس کی بیوی زمران شہر میں داخل ہوئے اور اس طرف آئے جہاں سائرس اور حیرام کھڑے اپنے سپاہیوں کو جنگ سے ہاتھ روکنے اور امن و امان بحال کرنے کی ہدایات دے رہے تھے۔ تمر نے حیرام کے پاس آ کر پوچھا "کیا آپ راحیل کی طرف گئے تھے؟"

حیرام نے چونکتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی ابھی لڑائی سے فارغ ہوا ہوں"۔

قبل اس کے کہ تمر کچھ اور کہتی، سائرس نے حیرام سے کہا۔ "حیرام! حیرام! تم فوراً راحیل کی طرف جاؤ بیٹے! لیکن جلد لوٹ آنا۔ شہر کا نظم و نسق سنبھالنے میں مجھے تمہاری سخت ضرورت ہوگی۔ اور سنو! راحیل کو میرے پاس لے کر آنا تاکہ میں اپنی دوسری بیٹی کو بھی دیکھ سکوں۔ اب تم جلدی اس کی طرف جاؤ بیٹے! اسیری میں نہ جانے اس کی حالت کیسی ہوگی"۔

حیرام، تمر، یعقوب اور زمران اساگیلہ کے معبد میں داخل ہو کر اس کمرے کے سامنے آئے جس میں راحیل بند تھی۔ اُنھوں نے دیکھا راحیل جاگ رہی تھی اور ان سب کو دیکھتے ہی وہ اُٹھی اور بھاگتی ہوئی دروازے پر آ گئی تھی وہ ان سب کو حیرت و پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔

حیرام نے اپنی تلوار کا دستہ مار کر قفل توڑا اور دروازہ کھول دیا۔ راحیل بھاگ کر بے تابی کی حالت میں باہر آئی۔ پہلے وہ تمر اور زمران سے گلے ملی پھر اس نے بڑے پیار



اور محبت سے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کب آئے اور شہر میں کیسے داخل ہوئے۔ رات کے پچھلے حصے میں میرے کمرے سے باہر پہرہ دینے والے ایک محافظ نے مجھے بتایا تھا کہ شہر پر حملہ ہو گیا ہے اور شمورہ اساگیلہ کے معبد میں بابل کی فتح کے لیے مردوک دیوتا سے دعائیں مانگ رہی ہے"۔

حیرام نے کہا۔ "میں اپنے لشکر سے پہلے ہی تمر کے ساتھ یہاں آ گیا تھا جب ہمارا لشکر یہاں آیا تو اسی وقت میں اپنے لشکر کے دو سو سپاہیوں اور کچھ عبرانی عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ شہر کے شرقی دروازے پر آیا۔ کاہن لادیس بھی میرے ساتھ تھا۔ اس بیچارے کو سخت بخار تھا پھر بھی اس نے اس کام میں میری پوری مدد کی۔ ہم نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ ہم عبرانی ہیں اور سائرس کے لشکر سے پناہ حاصل کرنے کی خاطر شہر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ دروازے کے محافظوں نے اپنے سپہ سالار اور نبونید کے بیٹے بلشصر کے کہنے پر دروازہ کھول دیا۔ ہم نے اندر داخل ہو کر محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بلشصر بھی میرے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر ہم نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور سائرس اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ رات بھر جنگ ہوئی اور اب تم دیکھ سکتی ہو ہم بابل پر قبضہ کر چکے ہیں"۔

تمر نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شمورہ اس وقت اساگیلہ کے معبد میں ہی ہوگی۔ کیا اس سے بات نہ کرنی چاہیے کہ اس نے کیوں میری بہن راحیل پر ظلم کیا"۔

حیرام نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو۔ میرے ساتھ آؤ اس سے بات کرتے ہیں"۔ وہاں سے ہٹ کر پانچوں شمورہ کی طرف چل پڑے۔ جب وہ اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے جس کے اندر بت رکھے ہوئے تھے تو انھوں نے دیکھا شمورہ مردوک دیوتا کے بت کے سامنے دو زانو بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔

کمرے میں کھٹکا ہونے پر وہ چونکی اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔ جب اس نے حیرام کو دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر مغموم و ملول اور خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے حیرام کو مخاطب کر کے کہا۔ "مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ مجھے اُمید تھی تم مجھ سے

انتقام لینے ضرور آؤ گے۔ گو مجھے خبر ہو گئی ہے کہ بابل کا سقوط ہو چکا ہے اور تم میرے لیے ننگی اور تیز تلوار بن کر آؤ گے پھر بھی مجھے تمہارا انتظار تھا۔ میں کسی اور کے بجائے تمہارے سامنے مرنا چاہتی تھی۔ مجھ سے غلطی ہوئی میں نے راحیل سے ناروا سلوک کیا۔ میرے لیے تم ایک بدکے ہوئے اور بیخ پا گھوڑے کی مانند تھے اور ایسے گھوڑے پر شفقت و محبت سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ کاش میں دانشمندی کا ثبوت دیتی اور میری حالت ایسی نہ ہوتی جیسی آج اور اب مایوس کن ہے۔

میری ان دیوتاؤں کے سامنے مانگی ہوئی دعائیں اور ان کے لیے کی جانے والی قربانیاں سب رائیگاں گئیں۔ کاش کوئی داناکوئی صلح کار مجھے بھٹکنے سے بچاتا اور صحیح سمت میری راہنمائی کرتا۔"

اس کے ساتھ ہی شمورہ نے اپنے لباس کے اندر سے ایک بھاری خنجر نکالا اور اپنے دل میں پیوست[1] کر لیا۔ پھر وہ ایک لاش کی صورت میں معبد کے پتھریلے فرش پر گر گئی۔

معبد میں خاموش و ویران خلوتوں کا سا سکوت طاری تھا۔ فرش پر پڑی شمورہ کی لاش سے خون بہہ رہا تھا اور اس کے چہرے کی سرخی زائل ہوتی جا رہی تھی۔ تمر اور راحیل کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔ حیرام چند ثانیوں تک کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ شمورہ دم توڑ چکی تھی۔

حیرام دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ پھر یکایک وہ حرکت میں آیا۔ سارے بت اس نے گرا کر توڑ دیئے اور سب کے ساتھ وہ باہر نکل گیا تھا۔

ایک کھلے میدان میں سائرس کا خیمہ نصب کیا گیا۔ وہ اپنے خیمے کے سامنے آ کھڑا ہوا کیونکہ شہر کے معززین جوق در جوق اس سے ملنے اور اپنی وفاداری کا اظہار

---

[1] مشہور مؤرخ ہیرلڈیم بھی تسلیم کرتا ہے کہ شمورہ نے اساگیلہ کے معبد میں خودکشی کر لی تھی۔



کرنے آ رہے تھے۔ بابل کے لوگ اسے دیکھ دیکھ کر رومال اور کھجور کی ہری شاخیں ہلا ہلا کر اپنی خوشی اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ کھلے میدان میں اب لشکر کے خیمے نصب ہو رہے تھے۔

شہر میں جنگ کی حالت ختم ہو گئی تھی، باربرداری کا کام کرنے والے دریا کی طرف جا رہے تھے۔ حسبِ معمول کشتیاں شہر میں غلہ اور مچھلیاں لانے لگی تھیں۔ شہر کی بیرونی فصیل پر اسی طرح محافظ کھڑے تھے لیکن وہ محافظ اب سائرس کے تھے۔ لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے تھے اور گلی کوچوں کی رونق لوٹ آئی تھی۔ چکی پیسنے والی عبرانی کنیزیں آزاد ہو گئی تھیں۔

سائرس اپنے خیمے سے باہر ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو کھجور کی ٹہنیاں ہلا ہلا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ حیرام، تمر، راحیل، یعقوب اور اس کی بیوی زمران وہاں آ گئے۔ سائرس نے راحیل کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میں غلطی پر نہیں تو یہ میری بیٹی راحیل ہے۔"

حیرام نے کہا "ہاں یہ راحیل ہے۔"

سائرس نے حیرام کے قریب ہو کر رازداری سے کہا۔ "کیا تم اپنے اس فیصلے پر قائم ہو کہ بابل کی فتح کے بعد تم، تمر اور راحیل کے ساتھ یثرب کی طرف چلے جاؤ گے۔ اگر تم یثرب جانے کا خیال ترک کر دو تو میں آج سے تمہیں بابل کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔"

حیرام نے جذباتی انداز میں کہا۔ "نہیں میں یثرب جاؤں گا۔ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ اے میرے بزرگ! میرے محسن! میں بت شکن ضرور ہوں عہد شکن نہیں۔ اس وعدے کی تکمیل ہی میرے لیے لطف و خوشی کا کیف ہے۔ بابل کا حکمران بنتا تاہم نہیں کہ یہ ایک عارضی خوشی ہے جبکہ میں وہاں عرب کے صحراؤں کی تنہائیوں میں ابدیت کے رموز کا اظہار کرنے والی ایسی ہستی کا انتظار کروں گا جو عالم کے اسرار کی تحقیق سے لبریز، غم کو لطافت اور اندھیروں کو روشنی سے بھرپور کر دے گا۔ قسم مجھے اپنے

رب کی جو اپنے بندوں کے ساتھ بڑی شفقت کرنے والا ہے۔ اگر مجھے ساری دنیا پہ حکمرانی کرنے کی پیش کش کی جائے تو بھی میں یثرب کے انتظار کو اس پر ترجیح دوں گا۔

اے میرے محسن! میں آپ کے اس لطف و کرم، اس مہربانی و محبت کا شکر گزار ہوں جو آپ نے مجھ سے روا رکھی۔ آپ نے مجھے بابل کی حاکمیت پیش کی۔ اس کے لیے بھی میں آپ کا احسان مند ہوں۔ آپ کموجیہ کو یہاں بلالیں وہی بابل کا حکمران ہوگا۔

سائرس چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے مغموم اور ملول انداز میں پوچھا۔ "تم کب تک یہاں سے یثرب روانہ ہو جاؤ گے؟"

حیرام نے کہا۔ "کاہن لادیس بھی میرے ساتھ جائے گا۔ پر پچھلے چند روز سے اسے تیز بخار آرہا ہے۔ اس کی وجہ سے ہو سکتا ہے میں دو دن بعد یہاں سے کوچ کر سکوں، ورنہ میں تو آج ہی تمر اور راحیل کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاتا۔"

سائرس نے کہا "تھوڑی دیر قبل عبرانیوں کا ایک گروہ بھی مجھے مل کر گیا ہے۔ میں نے انہیں یروشلم واپس جانے کی اجازت دے دی ہے، وہ بھی دو دن بعد یہاں سے رخصت ہوں گے۔"

سائرس رکا پھر اس نے یعقوب اقلیبی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ حیرام کے ساتھ یثرب جائیں گے یا دوسرے عبرانیوں کی طرح یروشلم کا رخ کریں گے"۔

یعقوب اقلیبی نے کہا۔ "یثرب نہ یروشلم، میں یہیں بابل میں رہوں گا۔ یہاں میرا کاروبار خوب پھیلا ہوا ہے۔ تاہم میں ان تینوں سے ملنے یثرب ضرور جاتا رہوں گا۔ وہاں پہلے سے میرے کچھ جاننے والے عبرانی ہیں جو پہلے سے آنے والے رسولؐ کے انتظار میں یروشلم سے اٹھ کر یثرب جا کر آباد ہو چکے ہیں، حیرام کو ان کے نام خط دے دوں گا۔ اس طرح ان تینوں کو وہاں بسنے اور رہنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔"

سائرس نے حیرام سے کہا۔ "دو دن جو تم یہاں ہو بابل کے انتظام و انصرام میں میری مدد کرو۔ میں آج ہی ایک قاصد بھیج کر کموجیہ کو یہاں بلا رہا ہوں۔ اسے



بابل کا حاکم مقرر کر کے میں بھی یہاں سے پارساگرد روانہ ہو جاؤں گا۔" پھر سائرس نے اپنے خیمے کے اندر جاتے ہوئے کہا۔ "تم تھوڑی دیر رکو بیٹے! میں ابھی آیا۔"

سائرس اپنے خیمے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ہاتھوں میں نقدی کی تین تھیلیاں تھیں۔ وہ تھیلیاں اس نے حیرام کو تھماتے ہوئے کہا۔ "یہ رکھ لو بیٹے! تم تینوں کے لیے ایک ایک تھیلی ہے۔ اس میں اس قدر سنہری سکے ہیں کہ اگر تم تینوں کچھ بھی نہ کرو تو اپنے ہونے والے بچوں سمیت آرام و سکون کی زندگی بسر کر سکتے ہو۔ میں تم تینوں کو تمہاری شادی پر کچھ نہ دے سکا تھا۔ اسے اپنی شادی کی خوشی سمجھو یا اپنے لیے یثرب کی طرف جانے کا زادِ راہ۔ حیرام! تم تمر اور راحیل کو گھر چھوڑ کر میرے پاس آؤ۔"

حیرام، تمر، راحیل، یعقوب اور زمران کے ساتھ گھر کی طرف چلا گیا جبکہ سائرس پھر شہر کے معززین کے گروہوں سے ملنے لگا تھا۔

○

سائرس، حیرام اور گوبارو دو دن تک بابل کے انتظام اور نظم و نسق میں مصروف رہے۔ اس دوران بابل کے بادشاہ نبونید کو گرفتار کر کے سائرس کے سامنے پیش کیا گیا۔ سائرس نے اس پر کوئی سختی نہ کی بلکہ ایک معزز قیدی کی حیثیت سے اسے اکباتانہ شہر کی طرف بھیج دیا جہاں اسے اپنی بقیہ زندگی ایک اسیر کی حیثیت سے بسر کرنا تھی۔ تیسرے دن بابل میں اسیر عبرانی بابل سے یروشلم کی طرف کوچ کر رہے تھے۔ ان میں معزز یہودیوں کے علاوہ نہروں کی کھدائی کرنے والے مزدور، معلق باغوں کے مالی، اینٹوں اور اسفالٹ کی بھٹیوں پر کام کرنے والے، گندے نالوں کی صفائی کرنے والے اور باربرداری کا کام کرنے والے سب شامل تھے کیونکہ یہ سب عبرانی اسیر تھے اور بخت نصر کے وقت سے ایسے ہی کام ان سے لیے جا رہے تھے۔

جب یہ لوگ بابل کے مغربی دروازے سے نکلے تو ان کے پاس سات سو چھتیس گھوڑے، چار سو پینتیس اونٹ اور چھ سو بیالیس خچر تھے۔ اس کے علاوہ چھ ہزار سات

سو گدھے تھے جو سامان سے لدے ہوئے تھے ۔ یہ سامان کچھ سائرس نے انہیں دیا تھا اور باقی ان معزز عبرانیوں نے انہیں دیا تھا جن کا بابل میں خوب کاروبار تھا اور انہوں نے بابل میں ہی رہنا پسند کیا تھا ۔ یہ عبرانی اپنے ساتھ سونے چاندی کے وہ ظروف بھی واپس لے جا رہے تھے جو چند سال پہلے بخت النصر یروشلم کے معبدوں سے اپنے ساتھ بابل لے آیا تھا ۔

یروشلم کی طرف جانے والے ان عبرانیوں میں دو سو گانے والے مرد اور عورتیں بھی تھیں ۔ پہلے ان لوگوں نے اپنی سوختنی قربانیاں تیار کیں ۔ اس کے بعد انہوں نے کھلے طور پر عشاءِ ربانی کی مراسم ادا کیں پھر وہ اپنے رب کی الوہیت کے گیت اور اس کی وحدانیت کے نغمے گاتے ہوئے بابل سے یروشلم کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

یعقوب اقلیبی کی حویلی کے صحن میں دو اونٹ بیٹھے تھے ان پر کجاوے ڈلے ہوئے تھے اور ضروری سامان کے علاوہ کچھ بستر بھی کجاوں سے بندھے تھے ۔ ان دو اونٹوں کے پاس یعقوب اقلیبی اور اس کی بیوی زمران اداس اور پریشان کھڑے تھے اتنے میں اصطبل کی طرف سے حیرام آیا اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی قریب آ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ ان اونٹوں میں سے ایک کے کجاوے کے ساتھ باندھ دی پھر وہ یعقوب اقلیبی سے کچھ کہنے والا ہی تھا کہ حویلی کے اندر سے راحیل اور تمر نمودار ہوئیں ۔ وہ کاہن لاویس کو سہارا دے کر لا رہی تھیں ۔

کاہن لاویس بہت لاغر ہو چکا تھا اور بڑی مشکل سے چل رہا تھا ۔ حیرام بھاگ کر آگے بڑھا اس نے کاہن لاویس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا اور ایک اونٹ کے کجاوے پر نرم گدوں کی اس جگہ پر لٹا دیا جو اس کے آرام اور سفر کے لیے بنائی گئی تھی ۔

کاہن لاویس بے سدھ سا لیٹ گیا ۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور اونچے اونچے سانس لے رہا تھا ۔ جیسے ایک لمبی مسافت سے تھک ہار کر لیٹا ہو ۔

حیرام چند ثانیوں تک اسے بغور دیکھتا رہا پھر اس نے بڑی نرمی اور ہمدردی سے پوچھا ” میرے بزرگ ! اگر آپ سفر کرنے کے قابل نہ ہوں تو میں یہاں چند روز



اور رک جاتا ہوں “ ۔

کاہن لاویس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے مدھم آواز میں کہا ۔ ” حیرام ! حیرام ! میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ یثرب کی طرف کوچ کروں گا ۔ اس لہو اگلتی کراہتی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں قبل اس کے میں موت کے گہرے پانی میں ڈوب جاؤں یا افق پر بھٹک بھٹک کر ختم ہونے والے پارہ ابر کی طرح منتشر و مفقود ہو جاؤں ، میں یثرب پہنچ جانا چاہتا ہوں ۔ اب وہی شہر میرے آرام و راحت کا مرکز ہو گا ۔ چلو بیٹے یہاں سے کوچ کر چلو “ ۔

کاہن لاویس کے خاموش ہونے پر راحیل نے حیرام کی طرف دیکھتے ہوئے موسیقی کی جھنکار سے زیادہ شیریں و پرکشش آواز میں کہا ” میں اندر سامار کے رس اور شہد کے مشکیزے بھول آئی ہوں وہ لے آؤں “ ۔

حیرام نے سر ہلا کر اسے اجازت دے دی اور وہ ہرنی کی طرح کلانچیں بھرتی ہوئی حویلی کے اندر چلی گئی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹ آئی اور ہاتھ میں پکڑے مشکیزے اس نے اونٹ کے کجاوے سے باندھ دیئے تھے پھر تینوں باری باری یعقوب اور زمران سے ملے ۔ تمر اور راحیل اس اونٹ پر بیٹھ گئیں جس پر کاہن لاویس کو لٹایا گیا تھا ۔ حیرام اس دوسرے اونٹ پر بیٹھ گیا جس کے کجاوے سے اس کا گھوڑا بندھا تھا ۔ پھر انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا اور وہاں سے کوچ کر گئے تھے ۔

ایک روز جب کہ وہ چاروں وادی القریٰ سے تیس میل شمال مغرب میں سفر کر رہے تھے ، اچانک حیرام نے اپنی بلند سریلی آواز میں اپنا وہی گیت گانا شروع کر دیا جو اس نے ربقہ کے باپ حاران سے یاد کیا تھا ۔

” اے ٹمٹماتی جھلملاتی روشنیو !

اندھیرے کے دل میں اپنی کرنیں ڈالو اور اسے روشن کر دو ۔

زمین گمراہی سے اور ظلم سے بھر گئی ہے ۔

اُمتوں کی [illegible] بانی کرنے والا وہ کب آئے گا ۔

چاروں طرف بے گناہوں اور مظلوموں کے آنسوؤں کا سمندر ہے۔
ہم اپنے ناموس و عزت کے قلعوں کی حفاظت کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔
اے پہاڑوں، چٹانوں، گھنے جنگلوں، میدانوں اور ریت کے بادِ صبا بن کر
گزر جانے والے خداوند! کب وہ تیرا فرستادہ آئے گا جس کی آمد کا تُو نے وعدہ کر رکھا ہے۔
ٹُوٹی گردنوں کو جوڑنے اور خمیدہ سروں کو توقیر بخشنے والا وہ کب آئیگا۔
اگر وہ میری حیات میں آیا تو میں خوش ہوں گا کہ
میں یثرب کے سالوں کی لمبی مسافتوں کو ختم ہوتے دیکھوں گا۔
تشنہ دامن زمین کو تر اور بے آب چشموں کو جاری ہوتے دیکھوں گا۔
وہ ہماری دعاؤں کا ثمر بن کر آئے گا۔
آسمان کا پیغام بن کر آئے گا۔
موت و مصیبت کے سال ختم ہو جائیں گے۔
اگر وہ آنے والا میرے بعد آئے تو اے زمانے۔
تو نرم مٹی میں سوسن اور نسرین کے ——————

حیرام ایک دم خاموش ہو گیا۔ کیونکہ راحیل اسے چلّا چلّا کر پکارنے لگی۔
"اپنے اُونٹ کو روکیے! اپنے اونٹ کو روکیے!"
حیرام نے اپنے اُونٹ کی نکیل کھینچ کر اسے روک دیا پھر اس نے نیچے کُودتے ہوئے پوچھا۔ "راحیل! راحیل! کیا ہُوا۔"
راحیل نے روتی بکھرتی آواز میں کہا۔ "کاہن لادیص پر غشی طاری ہو گئی ہے۔ ان کی حالت مجھے نازک لگتی ہے۔ تھوڑی دیر قبل یہ اپنے آپ سے عجیب طرح کی باتیں کر رہے تھے۔"
حیرام نے فوراً اس اُونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کے گھٹنوں پہ ماری اور وہ بیٹھ گیا۔ راحیل اور تمر اونٹ سے اُتر گئیں۔ حیرام نے کاہن لادیص کو بھی اٹھا کر زمین پر لِٹا دیا۔



کاہن لادیص تھوڑی دیر تک بے سُدھ پڑا رہا۔ حیرام، راحیل اور تمر اس کے پاس بیٹھ کر اسے تشویش اور فکرمندی سے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں جیسے کسی خواب آگیں منظر سے فارغ ہُوا ہو پھر اس نے حیرام کو مخاطب کر کے کہا۔
"حیرام! حیرام! میں ٹمٹماتے دیپ کی طرح بُجھ رہا اور آنسوؤں کی پھوار کی طرح ٹوٹ رہا ہوں۔ جس طرح خواب روپوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی میری بھی حالت ہونے لگی ہے
آہ! موت انسانی آرزوؤں کی طرح آزاد ہے۔ موت اپنے منحوس جبڑے کھولے میرے سامنے کھڑی ہے اور میرے غمگین بوسے لے رہی ہے۔ حیرام! حیرام! میرے بیٹے! خدا تمہاری بیویوں کو روزِ طرب کی طرح خوش، جوانی و مسرت کے گیت کی طرح شادماں اور زمینی خُلد کی حوروں کی طرح خوش و خوش نما رکھے۔ حیرام! حیرام! خود شناسی ہی تمام معرفتوں کا سرچشمہ ہے۔
کاہن لادیص ذرا رکا پھر دُعا کے انداز میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے رقت آمیز آواز میں کہا۔ "اے ربِّ عظیم! تیرے حُسن، تیرے جمال کی قسم! تُو نے ہر حریمِ دل میں ایک عادل و روشن پہلو محفوظ کر رکھا ہے جو انسان کی کوتاہی پر اسے ضرب لگاتا ہے۔ کاش! ہستی کی تاریکیوں میں کھو جانے سے قبل میں اس ہستی کو یا اس کے شہر یثرب کو دیکھ سکتا جس کا میں شام و سحر انتظار کرتا رہا۔ جیسے ستارے جھانکیں گے۔ جو قوموں کا مہربان ہوگا جس کے آنے پر نئے قرار و قول کی شمعیں روشن ہوں گی۔"
اچانک لیٹے لیٹے کاہن لادیص خاموش ہو گیا۔ حیرام نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا وہ خاموش ہو چکا تھا۔
حیرام نے دُکھتے لہجے میں کہا۔ "کاہن لادیص ختم ہو چکا ہے۔"
راحیل اور تمر زور زور سے رونے لگی تھیں۔ حیرام کی آنکھیں بھی نمی سے بھر گئی تھیں۔ پھر ان تینوں نے مل کر ایک ٹیلے کے پیچھے کھجور تلے کاہن لادیص کو دفن کر دیا۔

دوبارہ وہ سوار ہوئے اور اپنے اونٹوں کو اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑانے لگے تھے جو قزارہ سے نکل کر وادی القریٰ اور پھر وہاں سے فدک اور خیبر سے ہوتی ہوئی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

اسلم راہی ایم۔اے
غریب پورہ۔گجرات

تکمیل کتابت: ۱۶؍شوال المکرم ۱۴۰۴ھ۔ ۱۵؍جولائی ۱۹۸۴ء بروز اتوار

گا اور اس کی املاک میرا مالِ غنیمت ہوگا۔"

اس پیش گوئی کا کتبہ گاڑنے کا خاطر خواہ اثر ہوا تھا۔ اساگیلہ کے معبد کے پجاریوں نے اس کتبے کو پڑھ کر فوراً اندازہ لگا لیا تھا کہ اس پیش گوئی کے ذریعے نبونید اپنے بیٹے بلشصر کی سطوت پر غالب آ گیا ہے اور اب اگر بلشصر نے فارس کے بادشاہ سائرس کے خلاف کسی قسم کی کامیابی حاصل کر بھی لی تو اصل میں یہ اس کے باپ کی فتح ہوگی جس نے بابل کے دیوتاؤں کے نام سے یہ پیش گوئی پہلے ہی کر دی تھی۔ اس کے علاوہ نجومیوں کی اٹھائی ہوئی یہ خبر بھی اب غلام گردشوں سے نکل کر لوگوں میں پھیلتی جا رہی تھی کہ بلشصر اپنے باپ سے پہلے مر جائے گا۔

نبونید نے دوسرا دانشمندانہ قدم یہ اٹھایا کہ اس نے دیوتاؤں کے بارہ روزہ جشن کا اعلان کر دیا۔ اصل میں یہ جشن سالِ نو پر مردوک دیوتا کو نئی زندگی ملنے کا جشن تھا نبونید خود بنفسِ نفیس اساگیلہ کے معبد میں گیا اور مردوک دیوتا کے ہاتھ میں اپنے دونوں ہاتھ دیتے ہوئے بارہ روزہ جشن کا اعلان کیا اور بابل کے مقامی اور باہر سے منگوائے ہوئے سارے بتوں کو اس نے مسلسل بارہ روز تک شہر کے اندر نمائش کے انداز میں گھمانے کا حکم دیا۔

اساگیلہ کے معبد سے دیوتاؤں کا نکلنے والا جلوس دیکھنے کے لیے کانسی کے شیروں سے لے کر جو گوچہ ادو میں نصب تھے ایشتار دروازے کے نیلگوں برجوں تک لوگوں کا ہجوم تھا۔ راستوں کے دونوں کناروں پر مسلح سپاہی کھڑے تھے۔ انہیں اس روز کھجور کی عام شراب کے بجائے انگور کی شراب دی گئی تھی جو لبنان سے منگوائی گئی تھی۔

حسبِ معمول داغ شدہ غلام یہ جلوس دیکھنے کی خاطر اصل راستے سے ہٹ کر تاریک گلیوں میں کھڑے تھے۔ آزاد لوگوں، دیہاتیوں، گلہ بانوں اور باربرداروں کو راستے پر محافظوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ نا اونچے طبقے کے لوگ۔ دھات کا کام کرنے والے، نانبائی اور قصائی اپنی گلیوں



میں کھڑے تھے۔ منشی، تاجر، آڑھتیے اور انتظامیہ کے لوگ لکڑی کی نشستوں پر تھے اور بعض دولت مند لوگ سائبانوں تلے تھے۔ مکانوں کے چھجوں اور چھتوں پر اعیان و اشراف قسم قسم کے لباس زیب تن کیے بیٹھے تھے۔ ان میں بڑے آدمی موتیوں کے ہار اور بچے پھولوں کے ہار اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے۔

تماشائیوں کے اس ہجوم سے پیچھے بے دین لوگ، جادوگر، طوائفیں جن کا تعلق عشتار دیوی سے نہ تھا، ممنوعہ ترانے گانے والے، چور اور شگون بتانے والے یہ جلوس دیکھنے کی خاطر اپنی اپنی ان جگہوں پر کھڑے تھے جو ان کے لیے مقرر کر دی گئی تھیں

آخر کار اساگیلہ کے معبد سے دیوتاؤں کا جلوس نکلا۔ تمام دیوتا اور دیویاں رتھوں پر سوار تھے جنہیں سفید گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ سب سے آگے مردوک دیوتا کا رتھ تھا اور اس کے پیچھے بابل کے مقامی اور باہر سے منگائے گئے دیوی دیوتاؤں کے رتھ تھے۔

مردوک کے خوفناک بت کے سر پہ لاجوردی موتیوں کا تاج اور گلے میں موتیوں کا ہار تھا۔ اس کو اس طرح سجایا گیا تھا کہ صاف عیاں تھا گویا اسے حیات تازہ مل گئی ہو۔ جس وقت یہ جلوس اساگیلہ کے معبد سے نکلا۔ اس وقت کئی بگل بجائے گئے بے شمار کبوتر فضاؤں میں اڑائے گئے۔

مردوک دیوتا کے رتھ کے چاروں طرف پجاری سازوں کی مدھر دھن پر مردوک کی تعریف کے گیت گا رہے تھے:

زقال، بابل کے شہر کا۔
زقال، مردوک جنگ ہے۔
زبابہ، مردوک قتال ہے۔
انلیل، مردوک راہنمائی ہے۔
شمس، مردوک انصاف ہے۔

مردوک دیوتا کے پیچھے حسین و جمیل عشتار دیوی کا رتھ تھا۔ اس کے ارد گرد